

باسم تعالیٰ

نماز میں

ہاتھ باندھنے کا طریقہ



ادارہ غفران راولپنڈی



بسمہ تعالیٰ

## نماز میں

# ہاتھ باندھنے کا طریقہ

نماز میں قیام کی حالت میں مردوں اور عورتوں کو ہاتھ کس طرح باندھنے چاہئیں؟

اور کس جگہ باندھنے چاہئیں؟

فقہائے کرام اور احادیث و روایات کی روشنی میں مدلل و مفصل بحث

اور اس سلسلہ میں پائے جانے والے مختلف شبہات کا ازالہ

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی



نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

مفتی محمد رضوان

رمضان ۱۴۳۰ اگست ۲۰۰۹ء

۱۱۲

روپے

نام کتاب:

مؤلف:

طباعت اول:

صفحات:

قیمت:

## ملنے کے پتے

فون: 051-5507270

فون: 051-5771798

فون: 042-7353255

فون: 042-7232536

فون: 021-2631861

فون: 0427228272

فون: 061-4514929

فون: 048-3226559

فون: 051-2254111

فون: 041-8715856

فون: 0992-340112

فون: 021-5032020

فون: 021-4856701

فون: 091-2212535

فون: 041-2601919

فون: 051-4830451

فون: 051-5461469

فون: 051-5553248

فون: 061-4540513

فون: 0321-5123698

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی، پاکستان۔

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔

مکتبہ قاسمیہ: الفضل مارکیٹ ۷، اردو بازار، لاہور۔

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

ادارہ اشاعت الخیر: شاہین مارکیٹ، بیرون پوٹر گیٹ، ملتان

مکتبہ سراجیہ: بالمقابل جامعہ مفتاح العلوم، چوک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد

مکتبہ العارفی: جامعہ امدادیہ اسلامیہ، گلشن امداد، احمد آباد، ستیانہ روڈ، فیصل آباد

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، ایبٹ آباد

ادارہ المعارف: احاطہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ القرآن: دوکان نمبر 30، گور و مندر علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبہ سرحد: خیبر بازار، پشاور

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد

اسلامی کتاب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی

مکتبہ صفدریہ: دوکان نمبر 6، المدد پلازہ، مصریال روڈ، چوہڑ چوک، راولپنڈی

التخلیل پبلشنگ ہاؤس: فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان

قرآن محل: اقبال روڈ، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی



## فہرست

صفحہ نمبر 👉	مضامین 👉	شمار نمبر 👉
۶	تمہید	۱
۷	رائے گرامی	۲
۱۴	مفتی محمد انور اودکاڑوی صاحب زید مجدہ (جامعہ خیر المدارس، ملتان)	
۱۰	نماز میں ہاتھ کس طرح اور کس جگہ باندھے جائیں؟	۳
//	سوال	۴
۱۱	جواب	۵
//	(۱)	۶
	نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی تحقیق	
//	پہلی روایت	۷
۱۲	دوسری روایت	۸
۱۳	تیسری روایت	۹
۱۴	چوتھی روایت	۱۰
۱۶	پانچویں روایت	۱۱
//	چھٹی روایت	۱۲
۱۸	ساتویں روایت	۱۳
۱۹	آٹھویں روایت	۱۴



۱۹	نویں روایت	۱۵
۲۰	دسویں روایت	۱۶
۲۱	گیارہویں روایت	۱۷
۲۲	بارہویں روایت	۱۸
۲۳	تیرہویں روایت	۱۹
۲۵	فقہائے احناف کی احادیث پر عمل کی عمدہ تطبیق	۲۰
۲۷	(۲)	۲۱
	نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کی تحقیق	
۲۹	نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال	۲۲
۳۰	فقہ حنفی کی عبارات	۲۳
۳۵	فقہ حنبلی کی عبارات	۲۴
۴۵	فقہ شافعی کی عبارات	۲۵
۴۹	فقہ مالکی کی عبارات	۲۶
//	خلاصہ	۲۷
۵۰	نماز میں ناف کے نیچے یا اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق روایات و آثار	۲۸
//	پہلی روایت	۲۹
۵۱	دوسری روایت	۳۰
۵۲	تیسری روایت	۳۱
۵۵	چوتھی روایت	۳۲
//	پانچویں روایت	۳۳



۵۹	چھٹی روایت	۳۴
۶۱	ساتویں روایت	۳۵
۶۷	آٹھویں روایت	۳۶
۶۹	نویں روایت	۳۷
۷۱	دسویں روایت	۳۸
۷۲	گیارہویں روایت	۳۹
//	بارہویں روایت	۴۰
۷۳	تیرہویں روایت	۴۱
۷۴	چودھویں روایت	۴۲
۷۵	پندرہویں روایت	۴۳
۷۶	سولہویں روایت	۴۴
۷۸	سترہویں روایت	۴۵
۷۹	اٹھارہویں روایت	۴۶
۸۰	انیسویں روایت	۴۷
۸۲	بیسویں روایت	۴۸
۸۷	اکیسویں روایت	۴۹
۹۲	بائیسویں روایت	۵۰
۹۴	تیسویں روایت	۵۱
۹۵	فقہائے احناف کی مختلف روایات میں ترجیح و تطبیق	۵۲
۱۰۲	عبدالرحمن کی ”تحت السرة“ والی روایت کی سند پر مفصل کلام	۵۳



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تمہید

احادیث و روایات میں مذکور الفاظ کا مطلب و مراد سمجھنے اور ان کو قابل عمل بنانے سے پہلے؛ امت کے تعامل اور خاص کر خیر القرون کے دور کے عمل کو دیکھنا ضروری ہے، ورنہ بعض اوقات اس سے بڑی بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اس اصول کی خلاف ورزی کرنے کے نتیجہ میں بعض لوگ نماز میں ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہوئے، اور انہوں نے مرد و عورت سب کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو سنت بلکہ ایسا ضروری عمل قرار دیا کہ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو مورد الزام اور طعن و تشنیع کا ہدف بنانے سے بھی گریز نہیں کیا۔

اور اس مسئلہ کی ان لوگوں نے عوام الناس میں اس انداز میں تبلیغ و تشہیر شروع کی کہ جیسا کہ کسی فرض واجب عمل کی تبلیغ تشہیر کر رہے ہوں۔

حالانکہ نماز میں مرد و عورت سب کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو سنت قرار دینا اور اس پر اصرار کرنا اور اس کی زور دار انداز میں تبلیغ و تشہیر کرنا امت کے تعامل کے خلاف ہے، جو کہ احادیث کے مطلب کو غلط سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

اسی مسئلہ کی توضیح اور بعض حضرات کی طرف سے پیدا کردہ غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے ایک سوال کے جواب میں آنے والا مضمون تحریر کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو سمجھنے اور اعتدال پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین

محمد رضوان

۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۰ بمطابق 25/ اگست 2009ء بروز منگل



## رائے گرامی

مفتی محمد انور اوکاڑوی صاحب زید مجدہ

(جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں خالق ارض و سما کے لئے ہیں اور رحمت کاملہ سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب و اتقیاء کیلئے ہے۔ حمد و صلوة کے بعد اہل اسلام خصوصاً اہلسنت والجماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ:

وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(تم ہی سر بلند ہوا اگر تم مومن ہو)

کے فرمانِ ذیشان سے یہ بات واضح ہے کہ مومن کے پاس اسلام اور ایمان سے بڑا کوئی سر بلندی کا ہتھیار نہیں اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جتنا ایمان کمزور ہوتا ہے اتنا ہی مومن پستی کے گڑھے میں گرتا چلا جاتا ہے اور سلف سے بد اعتمادی ایمان کیلئے زہرِ قاتل ہے اور یہ مرض اس وقت امت میں زوروں پر ہے حتیٰ کہ دن رات میں پانچ وقت بطور فرض پڑھی جانے والی نماز کے بارہ میں بھی شکوک و شبہات پیدا کر دیئے گئے کہ یہ وہ نماز نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دی تھی جہان میں پھیلنے والی نماز یہ امتیوں کی بنائی ہوئی نماز ہے، یہ کوئی نماز ہے مکی مدنی نماز نہیں۔

اور چند اجتہادی مسائل میں سے بعض شوافع اور حنابلہ کے دلائل چرا کر عوام کے سامنے پیش کرنے شروع کئے کہ دیکھو حدیث یہ کہتی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کے خلاف کہتے ہیں اب بتاؤ کہ امام کو ماننا ہے یا نبی کو تو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں عوام ایسے شور کے پیچھے لگ کر بالآخر اپنا ایمان کھود دیتے ہیں۔

لیکن کسی بھلے مانس کو یہ سوچنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ اگر پانچ وقت پڑھی جانے والی نماز ہمارے بڑوں نے ہمیں غلط پہنچائی ہے تو باقی دین جو نماز سے کم درجہ کا متواتر ہے اس کے بارہ میں کیا اعتماد



رہے گا کہ وہ ہمیں صحیح دیا ہو مثلاً قرآن پاک کا تواتر نماز کے تواتر سے کم ہے کیونکہ پورا قرآن روزانہ کوئی نہیں پڑھتا نماز روزانہ پانچ مرتبہ بطور فرض پڑھی جاتی ہے اور نوافل پڑھنے والے بھی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہر شہر، ہر محلے بلکہ ہر گھر میں ایسے اشخاص مل جائیں گے۔

قرآن ہر مسلمان کو زبانی یاد نہیں نماز ہر مسلمان بچے تک کو یاد ہے جن لوگوں نے ہمیں یہ نماز دی ہے انہوں نے قرآن دیا انہوں نے ہی صحاح ستہ دی اگر نماز غلط ہوگئی تو باقی صحاح ستہ اور قرآن کا کیا اعتبار؟ پھر اجتہادی مسائل میں شوافع اور حنابلہ کے بعض مستدلات پیش کرتے ہیں اور احناف کے مستدلات کا اولاً انکار کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں ہے اور اگر وہ احادیث پیش کی جائیں تو فوراً ان کو ضعیف کہتے ہیں اور اپنے پیچھے لگنے والے عوام کو کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں حضور ﷺ کے ساتھ ملا دیا ہے جب کہ یہ بات سو فیصد دھوکہ ہے اور مزاج شریعت کے خلاف ہے۔

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بیسیوں جگہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے کہ معروف پر عمل کرو اور منکر سے روکو۔ اس کا تقاضا تھا کہ وہ احادیث جو عملاً معروف ہو چکی ہیں ان پر خود بھی عمل کیا جائے اور عوام کو بھی ان پر عمل کرنے کی دعوت دی جائے اور نہی عن المنکر کا تقاضا تھا کہ جو روایات عملاً منکر ہیں ان پر نہ خود عمل کیا جائے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے سے روکا جائے مگر یار لوگوں نے معاملہ بالکل برعکس کر دیا کہ وہ معروف نماز جس کو پڑھ کر بڑے بڑے ولی بنے اس کی مخالفت شروع کر دی اور وہ روایات جو اس علاقہ میں منکر سمجھی جاتی تھیں ان پر عمل کی دعوت دی اور آہستہ آہستہ اجماعی مسائل میں بھی شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔

چنانچہ حضرت سید انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فیض الباری میں فرماتے ہیں کہ سینہ پر مرد کا ہاتھ باندھنا ائمہ اربعہ کے اجماع کے خلاف ہے۔ ۱

اور مرد کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اس علاقے کا متواتر عمل تھا اس کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔

۱۔ ثم إنه وقع عند ابن خزيمة في حديث وائل لفظ: على الصدر أيضا، وهو معلول عندی قطعاً، لأنه لم يعمل به أحد من السلف، ولا ذهب إليه أحد من الأئمة (فيض الباری، باب رفع اليدين إذا قام من الركعتين)



حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب زید علمہ و عملہ نے اس مسئلہ پر پیدا کئے جانے والے شبہات کے جواب میں یہ کتابچہ لکھا اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے دلائل ذخیرہ احادیث سے اکٹھے کئے۔

اب عوام کا فرض ہے کہ ان نام نہاد اہلحدیثوں سے کم از کم یہ تو پوچھ لیں کہ آیا ہماری پیش کردہ روایات جن پر عمل کر کے بڑے بڑے اولیاء کرام تیار ہوئے ان کو چھوڑنے کا حکم اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے یا غیر مقلد نے، اگر یہ حکم خدا یا فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو ہمیں بھی بتائیں کہ خدا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں حکم دیا ہے؟

گر ان احادیث کو چھوڑنے کا نبوی حکم نہیں ہے تو پھر یہ جھوٹ نہ بولیں کہ ہم نے حنفی مسئلہ چھڑا کر محمدی مسئلہ پر عمل کرایا ہے بلکہ صاف صاف بات لوگوں کو بتائیں کہ ہم نے ایک جاہل غیر مقلد کے کہنے کی وجہ سے ایک مجتہد اعظم جس کی بات ماننے کا حکم قرآن و سنت میں ہے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ جب غیر مقلد اس سوال پر لا جواب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ساری روایات ضعیف ہیں تو ہمارا سوال ہے کہ آیا ان روایات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضعیف کہا ہے یا کسی امتی نے تو امام نووی اور امام احمد وغیرہ کا نام لیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ ان روایات کے ضعیف قرار دینے کا فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں بلکہ امتی کا ہے پھر بھی اس فیصلہ کو محمدی فیصلہ کہنا غلط ہے گویا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کو چھوڑ کر جو صحابہ کرام کے شاگرد ہیں ایک تبع تابعی یا چھٹی صدی ہجری کے بزرگ کا قول نقل کر کے اس کو محمدی فیصلہ کہتے ہیں۔

بہر حال حضرت مفتی صاحب نے فنی طور پر بھی احناف کی روایات کی صحت کو بمالامزید فیہ مدلل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ کو دنیا و آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائیں اور اس رسالہ کو اہلسنت والجماعت کی مسلک پر ثابت قدمی کا ذریعہ اور شکوک و شبہات کے شکار لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے (آمین)

يَرْحَمُ اللّٰهُ عَبْدًا قَالَ اٰمِيْنَا

کتبہ محمد انور اکاڑوی عفا اللہ عنہ



## نماز میں ہاتھ کس طرح اور کس جگہ باندھے جائیں؟

### سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱)..... ہم لوگ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر اس طرح رکھتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے پر آ جاتی ہے، اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیتے ہیں، اور دائیں ہاتھ کی باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر سیدھی رکھی ہوئی ہوتی ہیں۔

جبکہ بعض حضرات اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہنچا کر کہنیوں کو پکڑ لیتے ہیں، اور اس طریقہ کو حدیث کے مطابق قرار دیتے ہیں۔

اور ہمارے طریقہ کو احادیث اور سنت کے خلاف قرار دیتے ہیں۔

ان میں سے صحیح طریقہ کون سا ہے؟

(۲)..... اسی طرح ہم لوگ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہیں، اور ہماری خواتین سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں۔

جبکہ بعض لوگ اس کے برعکس مرد و عورتوں سب کو سینے پر ہاتھ باندھنے پر زور دیتے ہیں۔

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا صرف حنفی فقہاء کا مسلک ہے، اور حنفیوں کے علاوہ دوسرے فقہاء سینے پر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا طریقہ احادیث سے ثابت ہے، اور ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کا کسی حدیث سے ثبوت نہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں مفصل تحقیق سے مستفید فرمائیں۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جواب

(۱)

## نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کی تحقیق

صحیح احادیث سے نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے اور بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ثبوت موجود ہے۔

اور بعض احادیث میں یہ وضاحت بھی ہے، کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے کی پشت پر رکھا جائے۔

لہذا بعض لوگوں کا نماز میں اس طرح ہاتھ باندھنا کہ دونوں ہاتھ بڑھا کر کہنیوں تک پہنچا دینا اور کہنیوں کو پکڑ کر کھڑے ہونا سنت کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔

یہاں چند احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

پہلی روایت

(۱)..... حضرت قبیصہ بن ہلب اپنے والد حضرت ہلب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ (ابن ماجہ حدیث

نمبر ۸۰۱، کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب وضع اليمين على الشمال في الصلاة،

واللفظ له، مسند احمد حدیث نمبر ۲۰۹۷۰، و حدیث نمبر ۲۰۹۷۱، و حدیث نمبر

۲۰۹۷۲، المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۸۷۹، شرح السنة للبغوی، باب ما

يستفتح به الصلاة من الدعاء)

ترجمہ: نبی ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے تو اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا



کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے، اور اس کو سند کے لحاظ سے عمدہ حدیث قرار دیا ہے۔ ۱

اس حدیث میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے، اور پکڑنے کے لئے ہتھیلی اور انگلیاں استعمال ہوتی ہیں، اور دیگر احادیث سے صاف طور پر بائیں ہاتھ کو گٹے کے قریب سے پکڑنا معلوم ہوتا ہے۔

### دوسری روایت

(۲)..... حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي

الصَّلَاةِ (بخاری، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة حدیث نمبر ۶۹۸، مؤطا

امام مالک، باب وضع الیدین إحداهما علی الأخری فی الصلاة، حدیث نمبر ۳۴۰)

ترجمہ: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔

فائدہ: اس صحیح حدیث میں دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھنے کا ذکر ہے، لیکن ہاتھ کے مخصوص حصہ کا ذکر نہیں ہے۔

البتہ دوسری احادیث میں ہتھیلی اور گٹے وغیرہ کی وضاحت ہونے کی وجہ سے وہی متعین حصہ مراد لیا جائے گا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ ۲

۱ قال البغوی:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَقَبِيصَةُ بْنُ هُلْبٍ الطَّائِي، وَاسْمُ هُلْبٍ يَزِيدُ بْنُ قَنَافَةَ (شرح

السنة، حوالہ بالا)

۲ چنانچہ بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قوله علی ذراعہ أبهم موضعه من الذراع وفي حديث وائل عند أبي داود والنسائي ثم وضع يده اليمنى علی ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد وصححه ابن خزيمة وغيره وأصله فی صحيح مسلم بدون الزيادة والرسغ بضم الراء وسكون السين المهملة بعدها معجمة هو المفصل بين الساعد والكف وسبأني أثر علی نحوه فی أواخر الصلاة (فتح الباری، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة)



حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ صحابی ہیں، اور ان کا یہ فرمانا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا، یہ حضور ﷺ کے زمانے پر محمول ہے، اور آپ کے اس ارشاد سے اس حکم کا مرفوع حدیث یعنی حضور ﷺ کا حکم میں معلوم ہوتا ہے۔

### تیسری روایت

(۳)..... اور مسند احمد میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعُوا الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۷۸۲)

ترجمہ: لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنے دائیں (ہاتھ) کو اپنے بائیں (ہاتھ) پر رکھیں (ترجمہ ختم)

تاکید: یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ ۱۔  
محدثین نے دوسری احادیث کے پیش نظر بائیں ہاتھ سے ہتھیلی اور گٹا مراد لیا ہے، اور یہی صورت خشوع کے زیادہ قریب بھی ہے۔ ۲۔

۱۔ چنانچہ مؤطا امام مالک کے حوالہ سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی جو روایت پہلے ذکر کی گئی، اس کی سند مندرجہ ذیل ہے:  
وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (مؤطا امام مالک، حوالہ مذکورہ)

اور بخاری شریف کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (حوالہ مذکورہ)

اور مسند احمد کی مندرجہ بالا حدیث کی سند مندرجہ ذیل ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ

سَعْدٍ (مسند احمد حدیث نمبر ۲۱۷۸۲)

حضرت مالک کی سند تک تینوں روایتوں کے راوی یکساں ہیں، البتہ مسند احمد کی روایت میں مالک سے پہلے عبدالرحمن بن مہدی ہیں، اور عبدالرحمن بن مہدی بخاری کے رجال میں سے ہیں، لہذا یہ روایت بخاری کی شرط کے مطابق ہوئی۔

۲۔ چنانچہ امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(كان يضع اليمنى على اليسرى في الصلاة) أي يضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ من الساعد كما في حديث واثلة عن أبي داود والنسائي وصححه ابن خزيمة وذلك لأنه أقرب إلى الخشوع وأبعد عن العبث واستحب الشافعي أن يكون الوضع المذكور فوق السرة والحنفية تحتها (فيض القدير للمناوي، تحت حديث رقم ۷۰۸۳)



## چوتھی روایت

(۴)..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ فِي الصَّلَاةِ (دارقطنی، باب فی اخذ

الشمال باليمين فی الصلاة، حدیث نمبر ۱۱۰۴، واللفظ له، المعجم الكبير للطبرانی)

ترجمہ: بے شک نبی ﷺ نماز میں اپنے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے

تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند عمدہ ہے۔ ۱

۱ یعنی اس روایت کی سند حسن درجہ میں داخل ہے۔

چنانچہ سنن دارقطنی کی مندرجہ بالا روایت کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ صَاعِدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبَانَ الْوَرَّاقُ حَدَّثَنَا

مَسْدَلٌ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْسَى عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ

(دارقطنی، حوالہ بالا)

اس روایت کے پہلے راوی ابو محمد یحییٰ بن محمد بن صاعد ہیں، جو کہ امام اور حافظ الحدیث اور محدث عراق ہیں:

ابن صاعد \* یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب، الامام الحافظ المجود، محدث

العراق، ابو محمد الهاشمی البغدادی، مولی الخلیفۃ ابی جعفر المنصور، رجال جوال،

عالم بالعلل والرجال (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۰۱، تحت رقم الترجمة ۲۸۳)

اور دوسرے راوی علی بن مسلم ہیں، یہ بھی امام، محدث اور ثقہ ہیں:

علی بن مسلم (خ، د، س) ابن سعید الامام المحدث الثقة، مسند العراق، ابو الحسن

الطوسی ثم البغدادی (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۵۲۵، تحت رقم الترجمة ۱۴۸)

اور تیسرے راوی اسماعیل بن ابان ہیں، یہ بھی مشہور حافظ الحدیث ہیں:

إسماعیل بن أبان (خ) الوراق الکوفی الحافظ (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۳۴۷، تحت

رقم الترجمة ۸۵)

اور چوتھے راوی مسدل بن علی ہیں، جن کو بعض نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن شدید ضعیف قرار نہیں دیا، اور بعض نے ان

صدوق اور اورع اور جائز الحدیث قرار دیا ہے، لہذا ان کی مندرجہ بالا حدیث مقبول اور دیگر احادیث کے مؤیدات کے تناظر

میں حسن درجہ میں داخل ہے۔

د-ق: مسدل بن علی العنزی، ابو عبد اللہ الکوفی، أخو حبان بن علی، يقال: اسمه عمرو

ومسدل لقب غلب علیه. قال عبد الله بن أحمد بن حنبل: سألته، یعنی أباه، عن مسدل بن علی

فقال: ضعيف الحديث. فقلت: حبان أخوه؟ فقال: لا، هو ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾



اس حدیث میں بھی باتیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے کا ذکر ہے۔

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

أصلح منه، یعنی مندلا أصلح من أخيه، وقال مرة: ما أقربهما. وقال أحمد بن سعد بن أبي مریم، عن يحيى بن معين: ليس به بأس، يكتب حديثه. وقال أبو بكر بن أبي خيثمة، عن يحيى بن معين: ليس بشيء. وقال عثمان بن سعيد الدارمي، عن يحيى بن معين: لا بأس به، وقال عباس الدوري، عن يحيى بن معين: مندلا، وحبان ضعيفان وهما أحب إلي من قيس بن البيع. وقال إسماعيل بن عمرو البجلي، عن معاذ بن معاذ العنبري: دخلت الكوفة فلم أر أحدا أروع من مندلا بن علي. وقال يعقوب بن شيبة: مندلا بن علي العنزي من أنفسهم، كان أشهر من أخيه حبان، وهو أصغر سنا من أخيه حبان، وأصحابنا يحيى بن معين، وعلي بن المديني، وغيرهم من نظرائهم يضعفونه في الحديث، وكان خيرا فاضلا صدوقا، وهو ضعيف الحديث، وهو أقوى من أخيه في الحديث، وقد كان المهدى أشخصه وحبان من الكوفة، فلما دخلا عليه سلما، فقال: أيكما مندلا؟ فقال مندلا وكان أصغر سنا: هذا حبان يا أمير المؤمنين. وقال العجلي: مندلا بن علي جازز الحديث (تهذيب الكمال ج ۲۸ ص ۴۹۳، تحت رقم الترجمة ۶۱۷۶)

اور پانچویں راوی ابن ابی لیلیٰ ہیں، جن پر اگرچہ بعض حضرات نے جرح کی ہے، لیکن ان کو فقیہ اور صدوق قرار دیا گیا ہے، اور ان کی حدیث کو حسن درجہ میں داخل مانا گیا ہے:

ابن ابی لیلیٰ الامام العلم مفتی الکوفة وقاضیہا أبو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ الفقیہ المقرء حدث عن (أخيه عيسى) والشعبي وعطاء والحكم ونافع وعمرو بن مرة وطائفة، وكان أبوه من كبار التابعين فلم يدرك الاخذ عنه. حدث عنه شعبة والسفيانان وزائدة ووکیع والخريبي وابو نعیم وخلائق. قال أحمد بن یونس: كان ابن ابی لیلیٰ أفقه أهل الدنيا. وقال العجلي: كان فقیها صدوقا صاحب سنة جازز الحديث قارنا عالما بالقرآن قرأ علیه حمزة. وقال أبو زرعة ليس هو باقوى ما يكون. وقال أحمد: مضطرب الحديث. قلت حديثه في وزن الحسن ولا يرتقى إلى الصحة لانه ليس بالمتقن عندهم. ومناقبه كثيرة. مات في شهر رمضان سنة ثمان واربعين ومائة (تذكرة الحفاظ ج ۱ ص ۱۷۱)

اور چھٹے راوی قاسم بن عبد الرحمن ہیں، یہ اور ان کے بعد کے راویوں کے معتبر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

القاسم \* ابن عبد الرحمن بن صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، عبد الله بن مسعود الهذلي الامام المجتهد، قاضي الكوفة، أبو عبد الرحمن الكوفي، عم القاسم بن معن الفقيه. ولد في صدر خلافة معاوية، وحدث عن أبيه، وعبد الله بن عمر، وجابر بن سمرة، ومسروق، وطائفة (سير اعلام النبلاء، ج ۵ ص ۱۹۶)

قال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث وقال اسحاق بن منصور عن ابن معين ثقة وقال علي بن المديني لم يلق من الصحابة غير جابر بن سمرة قيل له فلقى ابن عمر قال كان يحدث عن ابن عمر بحديثين ولم يسمع منه شيئا وقال العجلي كان على قضاء الكوفة وكان لا يأخذ على القضاء أجرا وكان ثقة رجلا صالحا (تهذيب التهذيب، حرف القاف، ج ۸ ص ۲۸۸)



للطبرانی حدیث نمبر ۱۸۸۴؛ مسند ابو داؤد طیالسی، حدیث نمبر ۲۷۶۷

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ:

ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے:

افطار میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کرنے، اور سحری میں تاخیر کرنے (یعنی رات

کے آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے) اور نماز میں دائیں ہاتھوں کو بائیں

ہاتھوں پر رکھنے کا (ترجمہ ختم)

قائدہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ ۱

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۵)

ملاحظہ رہے کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں طلحہ بن عمرو کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو روایت کر کے یہ فرمایا ہے کہ:

هَذَا حَدِيثٌ يُعْرَفُ بِطَلْحَةَ بْنِ عَمْرٍو الْمَكِّيَّ وَهُوَ ضَعِيفٌ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب

الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر وتأخير السحور)

۱۔ تو طلحہ بن عمرو کو ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے، دوسرے معجم کبیر طبرانی، صحیح ابن حبان اور معجم اوسط طبرانی کی روایت میں طلحہ بن عمرو کی موجود نہیں۔

لہذا اس روایت کا مدار طلحہ بن عمرو کی کتفرد پر نہ ہوا۔

البتہ ایک شبہ یہ باقی رہ جاتا ہے کہ امام طبرانی نے معجم اوسط میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

لم يرو هذا الحديث عن عمرو بن الحارث إلا ابن وهب تفرد به حرمله بن

يحيى (المعجم الاوسط للطبرانی، حوالہ بالا)

مگر کیونکہ حرملہ بن یحییٰ اور ابن وہب مسلم کے رجال میں سے ہیں، اور امام مسلم نے حرملہ بن یحییٰ اور ابن وہب کی سند سے بے شمار احادیث اپنی صحیح مسلم میں روایت کی ہیں۔

لیجور نمونہ دو سندیں ذکر کی جاتی ہیں:

وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ (صحیح مسلم،

کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب سجود التلاوة)

وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ (صحیح

مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي صلى الله

عليه وسلم في الليل الخ)

۱۔ لہذا کورہ حدیث کی سند کے درست ہونے اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا فیصلے کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔



## ساتویں روایت

(۷)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَمَرْنَا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَنْ نَعَجَلَ  
إِفْطَارَنَا وَتَوَخَّرَ سُحُورَنَا وَنَضْرِبَ بِأَيْمَانِنَا عَلَى شَمَائِلِنَا فِي الصَّلَاةِ (سنن

الدارقطنی، حدیث نمبر ۱۱۰۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم افطار  
میں (غروب ہوتے ہی) جلدی کریں، اور ہم سحری میں تاخیر کریں (یعنی رات کے  
آخری حصے میں صبح صادق ہونے سے پہلے سحری کھائیں) اور ہم نماز میں اپنے داہنے  
ہاتھوں کو بائیں ہاتھوں پر رکھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔ ۱

۱ مندرجہ بالا حدیث کی سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ صَاعِدٍ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ ابْنِ  
أَبِي لَيْلَى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

اور اس حدیث کے تمام راوی معتبر ہیں، البتہ نصر بن اسماعیل کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن یحییٰ بن معین نے  
صدوق اور امام عجل نے ان کو ثقہ فرمایا ہے، اور امام دارقطنی نے ان کو صالح فرمایا ہے۔  
لہذا یہ حدیث حسن لعینہ میں داخل ہے، اور دیگر احادیث کے پیش نظر حسن لغیرہ میں بھی داخل ہے۔

ابن صاعد \* یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب، الامام الحافظ المجود، محدث  
العراق (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲ ص ۵۰۱، رقم الترجمة ۲۸۳)

زیاد بن ایوب بن زیاد، الامام المتقن الحافظ الكبير (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۱۲۰)  
النضر بن اسماعیل بن حازم البجلی، ابو المغيرة القاص الكوفي، امام مسجد  
الكوفة.... قال الليث بن عتبة المصري، عن يحيى بن معين: كان صدوقا، وكان لا  
يدري ما يحدث به. وقال العجلي: كوفي ثقة، وكان امام مسجد الجامع.

وقال يعقوب بن شيبة: صدوق، ضعيف الحديث. وقال يعقوب بن سفيان:  
ضعيف. وقال أبو عبيد الآجري عن أبي داود: تَجَّ عَنْهُ مَنَّا كِير. وقال أبو زرعة،  
والنسائي: ليس بالقوي. وقال الدارقطني: صالح. وقال أبو أحمد بن عدي: ارجو انه لا  
باس به (تهذيب الكمال، ج ۱۲ ص ۳۷۲، تحت رقم الترجمة ۶۲۱۶)

عبد الرحمن بن أبي ليلى أبو عيسى الأنصاري الكوفي تابع كبير (غاية النهاية في طبقات  
القراء المؤلف: ابن الجزري، ج ۱ ص ۱۶۶، باب العين)



## آٹھویں روایت

(۸)..... حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابن ابی

شيبه، وضع اليمين على الشمال)

ترجمہ: نبیوں کے اخلاق میں سے نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے صحیح ہے؛ بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ ۱

## نویں روایت

(۹)..... اور ایک روایت میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں:

مِنْ أَخْلَاقِ النَّبِيِّينَ التَّبَكُّيرُ فِي الْإِفْطَارِ وَالْإِبْلَاقُ فِي السُّحُورِ وَوَضْعُ

الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (مصنف ابن ابی شيبه، كتاب الصيام، في تعجيل

الافطار وما ذكر فيه)

ترجمہ: نبیوں کے اخلاق میں سے افطار میں جلدی کرنا، اور سحری میں تاخیر کرنا، اور نماز

میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث بھی سند کے لحاظ سے صحیح ہے، بلکہ بخاری کی شرط پر ہے۔ ۲

۱ چنانچہ مندرجہ بالا حدیث کی سند درج ذیل ہے:

حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مروق العجلي عن

أبي الدرداء قال

حدثنا وكيع عن إسماعيل بن أبي خالد عن الأعمش عن مجاهد عن مروق عجلي بنخاري عن رجال من

۲ چنانچہ اس روایت کی سند یہ ہے:

حدثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن مجاهد، عن مروق العجلي، عن أبي الدرداء قال

(مصنف ابن ابی شيبه، حوالہ بالا)

اس روایت کے راوی پہلی روایت والے ہی ہیں، سوائے ابومعاویہ کے، اور ابومعاویہ بھی بخاری کے رجال میں سے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ مضمون مختلف صحابہ و تابعین سے مروی ہے، چنانچہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت ابن جریج سے مروی ہے:

قال: أخبرني غير واحد من أهل العلم أن من أخلاق الأنبياء عليهم السلام تعجيل الفطر

، وتأخير السحور، ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة (مصنف عبدالرزاق

﴿بقية حاشية اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾

حدیث نمبر ۷۶۱۵)



## دسویں روایت

(۱۰)..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى  
قَرِيبًا مِنَ الرُّضْغِ (سنن دارمی، باب قبض اليمين على الشمال في الصلاة، حديث  
نمبر ۱۲۸۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گئے  
کے قریب رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ۱

## ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

ثَلَاثَةٌ مِنَ النَّبُوءَةِ تَعْجِلُ الْإِفْطَارَ وَتَأْخِرُ السُّحُورَ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي  
الصَّلَاةِ (سنن الدارقطنی، باب فی اخذ الشمال، حدیث نمبر ۱۱۰۵، السنن الکبریٰ  
للبيهقي، باب وضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة، حدیث نمبر ۲۴۲۳)

یہ حدیث اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے، مگر حکماً مرفوع ہے، کیونکہ یہ بات عقل و قیاس سے  
نہیں کی جاسکتی، اور اس مضمون کے دیگر شواہد موجود ہیں، البتہ بعض محدثین کے بقول اس حدیث کے ایک  
راوی محمد بن ابان انصاری کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں۔

لیکن محمد بن ابان انصاری کے خیر القرون میں ہونے کے باعث یہ ارسال متعدد حضرات کے نزدیک مضر  
نہیں۔

اور اگر اس کے باوجود بھی کسی کو اتفاق نہ ہو، تو اس کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ ہمارے مجوٹ فیہ مسئلے  
کے ثبوت کا مدار تنہا اس روایت کی سند پر موقوف نہیں ہے۔ محمد رضوان۔

۱۔ اس روایت کی سند یہ ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الْجُبَّارِ بْنِ وَائِلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ (سنن  
دارمی، حوالہ بالا)

اس روایت کے راویوں میں سے ابو نعیم، زہیر اور ابو اسحاق تو بخاری کے رجال میں سے ہیں، اور عبد الجبار بن وائل مسلم کے  
رجال میں سے ہیں۔



## گیارہویں روایت

(۱۱)..... اور معجم کبیر طبرانی میں یہ الفاظ ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي

الصَّلَاةِ قَرِيبًا مِنَ الرُّسْغِ (المعجم الكبير حديث نمبر ۱۷۵۲۱)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں

ہاتھ پر گئے کے قریب رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ حدیث سند کے لحاظ سے حسن درجہ میں داخل ہے۔ ۱

۱۔ اس حدیث کی پوری سند یہ ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، ثنا عمرو بن عثمان الحمصي، ثنا إسماعيل بن عياش، عن

يونس بن أبي إسحاق، عن أبي إسحاق، عن عبد الجبار بن وائل، عن أبيه، قال: (المعجم

الكبير للطبرانی حوالہ بالا)

اس روایت کے راوی معتبر اور ثقہ ہیں، اور یونس بن ابی اسحاق پر اگرچہ کلام ہے مگر ان کو حسن الحدیث قرار دیا گیا ہے، اور

اسماعیل بن عیاش پر بھی محدثین کا کچھ کلام ہے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ ثقہ ہیں، البتہ شامیوں کے علاوہ دیگر حضرات سے ان

کی مرویات میں اختلاف قرار دیا گیا ہے، اور اگرچہ یونس بن ابی اسحاق غیر شامی یعنی کوفی ہیں، اس لئے اس روایت میں

اختلاف کا شبہ ہو سکتا ہے، مگر کیونکہ یہ روایت دیگر معتمد مرویات (بالخصوص اس سے ماقبل کی روایت) کے موافق ہے، اس لئے

دیگر روایات کے پیش نظر اس روایت میں اختلاف کی جرح مؤثر معلوم نہیں ہوتی۔

مذکورہ روایت کے راویوں پر کلام کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱)..... (عبدان بن أحمد) من الحفاظ المشهورين (السلسلة الصحيحة للالباني

تحت حدیث رقم ۳۲۹۸)

عبدان بن أحمد ثقة حافظ مشهور (ایضاً تحت حدیث رقم ۳۳۸۵)

(۲)..... عمرو بن عثمان \* (د، س، ق) ابن سعید بن کثیر بن دینار، الحفاظ الثبت، أبو

حفص الحمصي، مولى قریش (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۰۵)

(۳)..... إسماعيل بن عياش (د، ت، س، ق) ابن سليم، الحفاظ الامام محدث الشام،

بقية الاعلام، أبو عتبة..... وهو فيه كثير الغلط بخلاف أهل بلده، فإنه يحفظ

حديثهم، ويكاد أن يتقنه، إن شاء الله (سیر اعلام النبلاء ج ۸ ص ۳۱۱، ۳۱۲)

إسماعيل بن عياش بن سليم العنسي بالنون أبو عتبة الحمصي صدوق في روايته عن

أهل بلده مخلط في غيرهم من الثامنة مات سنة إحدى أو اثنتين وثمانين وله بضع

وسبعون سنة (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۹۸)

رواه الطبرانی فی الكبير والوسط فيه اسماعيل ﴿بقية حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## بارہویں روایت

(۱۲)..... اور ایک روایت میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں روایت ہے:

فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ وَكَبَّرَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ  
الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى ، وَالرُّسْغَ مِنَ السَّاعِدِ (السنن الكبرى

للبيهقي ، كتاب الصلاة ، باب وضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلاة)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا، آپ کھڑے ہوئے، اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی، اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے، پھر آپ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر اور بازو کے گٹے پر رکھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند بھی درست ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بن عیاش وفیہ کلام وقد وثق (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۰)  
إسماعیل بن عیاش ضعفه قوم ووثقه آخرون (فیض القدير للمناوی، حدیث نمبر ۳۶۱۲)

وقال المنذرى: متنه حسن وشواهد كثيرة (ایضاً، حدیث نمبر ۸۷۵۸)  
وقد وثقه ابن حبان و أبو عمران صالح الحديث قاله أبو حاتم (المحرر فی الحديث لابن عبد الهادی، حدیث نمبر ۱۲۸۸)

(۴)..... یونس بن ابی إسحاق عمرو بن عبد الله الهمدانی السیعی الکوفی، محدث الکوفة، أبو إسرائيل، وابن محدثها، ووالد الحافظین: إسرائيل وعیسی، وأخو إسحاق، وعم یوسف بن إسحاق. كان أحد العلماء الصادقین، يعد فی صغار التابعین..... قلت: ابنه أتقن منه، وهو حسن الحديث (سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۶)

ابو اسحاق اور عبد الجبار اور حضرت وائل کے بارے میں بحث اس سے پہلی روایت کے ذیل میں گزر چکی۔

۱۔ مندرجہ بالا روایت کی سند یہ ہے:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ: أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْزِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ  
بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرُمِيُّ الْخ

ابو عبد اللہ توحید القدر حافظ الحدیث ہیں، اور ابو الحسن احمد بن محمد عنزی، عثمان بن سعید اور عبد اللہ بن رجاء بھی معتبر راوی ہیں اور ان کے بعد کے راویوں پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

(۱)..... الطرائفی. الشيخ المسند الامین، أبو الحسن أحمد بن محمد بن عبدوس بن سلمة، العنزی النیسابوری الطرائفی..... قال الحاكم: كان صدوقاً (سیر اعلام النبلاء ج ۱۵ ص ۵۱۹، ۵۲۰) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## تیرہویں روایت

(۱۳)..... اور صحیح ابن حبان کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ حِينَ قَامَ ، فَكَبَّرَ ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا أُذُنَيْهِ ، ثُمَّ وَضَعَ  
يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى ، وَالرُّسُغِ ، وَالسَّاعِدِ (صحیح ابن

حبان، حدیث نمبر ۱۸۶۰)

ترجمہ: میں نے نبی ﷺ کی طرف دیکھا، آپ کھڑے ہوئے، پھر آپ نے تکبیر  
تحریمہ کہی، اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں کانوں تک اٹھائے، پھر آپ نے اپنا دایاں  
ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے اور بازو پر رکھا (ترجمہ ختم)

قائدہ: اس روایت کے تمام راوی معتبر ہیں، اور اس روایت کی سند صحیح ہے۔ ۱۔

## ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

(۲)..... الدارمی \* عثمان بن سعید بن خالد بن سعید : الامام، العلامة، الحافظ، الناقد،  
شیخ تلک الدیار، أبو سعید، التمیمی، الدارمی، السجستانی، صاحب "المسند"  
الکبیر والتصانیف. (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۱۹)

(۳)..... عبد اللہ بن رجاء بن عمر ، ويقال : ابن المثنی ، الغدانی ، أبو عمر ، ويقال :  
أبو عمرو ، البصري..... قال عثمان بن سعید الدارمی ، عن یحیی بن معین : کان شیخا  
صدوقا ، لا بأس به (سیر اعلام النبلاء ج ۱۴ ص ۴۹۵)

عبد اللہ بن رجاء الحافظ الثقة أبو عمرو الغدانی البصري (تذکرۃ الحفاظ  
ج ۱ ص ۴۰۴)

الغدانی البصري عبد اللہ بن رجاء الغدانی البصري، أبو عمرو. روى عنه البخاری وابن  
ماجة، وروى النسائی وابن ماجه بواسطه عنه وإبراهيم الحربي. قال أبو حاتم: ثقة  
رضی. وتوفي سنة عشرين ومائتين (الوافی بالوفیات للصفدی ج ۵ ص ۳۸۷)

۱۔ اس روایت کی پوری سند یہ ہے:

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ ، قَالَ : حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ  
قُدَامَةَ ، قَالَ : حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي ، أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ الْحَضْرَمِيَّ ،  
أَخْبَرَهُ قَالَ : قُلْتُ : لَا نُنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي ، فَنَظَرْتُ  
الْخ (صحیح ابن حبان حوالہ بالا)

صحیح ابن حبان کی روایت کے راویوں کے بارے میں کلام درج ذیل ہے:

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾



اور بعینہ مذکورہ الفاظ کے ساتھ ابن خزیمہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: صحیح ابن خزیمہ، باب وضع بطن الکف الیمنی علی کف الیسری والرسغ والساعد جمیعاً، حدیث نمبر ۴۶۴)

اور ابن خزیمہ کی روایت کی سند بھی درست ہے۔ ۱

### ﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(۱)..... أبو خلیفة الامام العلامة، المحدث الادیب الاخباری، شیخ الوقت، أبو خلیفة، الفضل بن الحباب، واسم الحباب: عمرو بن محمد بن شعیب، الجمحی البصری الاعمی..... وکان ثقة صادقاً مأموناً (سیر اعلام النبلاء للذهبی ج ۱۲ ص ۷)

(۲)..... أبو الولید الطیالسی (ع) هشام بن عبد الملک، الامام الحافظ الناقد، شیخ الاسلام أبو الولید الباہلی، مولاہم البصری، الطیالسی (سیر اعلام النبلاء للذهبی ج ۱۰ ص ۳۴۱)

(۳)..... زائدة بن قدامة الثقفی، أبو الصلت الکوفی (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۲۷۳) زائسة بن قدامة الثقفی أبو الصلت الکوفی ثقة ثبت صاحب سنة من السابعة مات سنة ستین وقيل بعدها (تقریب: التہذیب ج ۱ ص ۳۰۷)

(۴)..... عاصم بن کلیب بن شہاب ابن المجنون الجرمی الکوفی..... قال أبو بکر الأثرم، عن أحمد بن حنبل: لا بأس بحديثه. وقال أحمد بن سعد بن أبي مریم، عن يحيى بن معين: ثقة. وكذلك قال النسائي. وقال أبو حاتم: صالح. (تہذیب الکمال ج ۱۳ ص ۵۳۷)

(۵)..... کلیب بن شہاب الجرمی والد عاصم بن کلیب يقال إن له صحبة (ثقات ابن حبان ج ۳ ص ۳۵۶)

کلیب بن شہاب الجرمی عن أبيه وعمر وعدة وعنه ابنه عاصم وغيره وثق (من له رواية في الكتب الستة، ج ۱۲۹۱، تحت رقم الترجمة ۴۶۷۱)

۱ صحیح ابن خزیمہ کی روایت کی سند یہ ہے:

نا محمد بن یحیی، نا معاویہ بن عمرو، نا زائدة، نا عاصم بن کلیب الجرمی، حدثنی ابي أن وائل بن حجر أخبره قال: (صحیح ابن خزیمہ، حوالہ بالا)

اس سند میں مذکور محمد بن یحیی اور معاویہ بن عمرو جلیل القدر، حافظ الحدیث ہیں، اور باقی راویوں کے بارے میں کلام پہلے گزر چکا ہے۔

(۱)..... محمد بن یحیی بن عبد اللہ بن خالد بن فارس بن ذؤیب، الامام العلامة الحافظ البارع، شیخ الاسلام، وعالم أهل المشرق، وإمام أهل الحديث بخراسان، أبو عبد الله الذهلي مولاہم، النیسابوری. مولده سنة بضع وسبعين ومئة (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۲۷۳)

(۲)..... معاویہ بن عمرو (ع) ابن المهلب بن عمرو، الامام الحافظ الصادق أبو عمرو الازدی المعنی البغدادی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۱۴)



مطلب یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر اس طریقہ سے تھا کہ گٹے اور بازو کے کچھ حصہ تک پہنچا ہوا تھا۔ ۱۔

اور اس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بائیں ہاتھ کی پشت اور گٹے پر دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کے گٹے سے آگے کچھ بازو پر رکھی ہوئی ہوں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہنچا کر کہنیوں کو پکڑ لیتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل سنت کے صریح خلاف ہے۔

علاوہ ازیں یہ طریقہ تواضع والا نہیں ہے، بلکہ متکبرین کا طریقہ ہے، اور نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور تواضع اختیار کرنے کا حکم ہے، اس لئے بھی یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

### فقہائے احناف کی احادیث پر عمل کی عمدہ تطبیق

ملاحظہ رہے کہ گزشتہ بعض احادیث میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنے اور بعض احادیث میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کا ذکر ہے۔

تعارفے فقہائے کرام نے دونوں قسم کی احادیث پر عمل کی جو صورت رائج قرار دی ہے وہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور درمیان کی تین انگلیوں کو تو بائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے (اس سے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے والی احادیث پر عمل ہو جائے گا)

اور دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑ لیا جائے (اس سے بائیں ہاتھ کو پکڑنے والی احادیث پر عمل ہو جائے گا)

البتہ بعض حضرات کا اس طریقہ کو احادیث اور سنت کے خلاف قرار دینا درست نہیں۔ ۲۔

۱۔ قوله على ذراعه أبهم موضعه من الذراع وفي حديث وائل عند أبي داود والنسائي ثم وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى والرسغ والساعد وصححه ابن خزيمة وغيره وأصله في صحيح مسلم بدون الزيادة والرسغ بضم الراء وسكون السين المهملة بعدها معجمة هو المفصل بين الساعد والكف (فتح الباری - لابن حجر، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة)

۲۔ البتہ خواتین کو صرف ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنے پر اکتفاء کرنا چاہیے، کیونکہ انہیں نماز میں ضم اور ملنے اور جسم کے حصوں کو سکیر کر کے رکھنے کی تعلیم ہے، اس میں ان کے لیے پردہ کی زیادہ رعایت ہے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے فقہائے کرام نے اس سلسلہ میں پائی جانے والی مختلف احادیث و روایات کو ممکنہ حد تک قابل عمل بنایا ہے۔

اور کسی ایک قسم کی احادیث کو مہمل نہیں چھوڑا، اور مختلف قسم کی احادیث میں تطبیق کا یہ اصول ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک بہت اہمیت رکھتا ہے۔

### ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

(اس کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ ”مرد و عورت کی نماز میں فرق کا ثبوت“ میں کر دی ہے)

وَأَمَّا صِفَةُ الْوَضْعِ فَفِي الْحَدِيثِ الْمَرْفُوعُ لَفْظُ الْأَخْذِ ، وَفِي حَدِيثٍ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَفْظُ الْوَضْعِ وَاسْتَحْسَنَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَائِخِنَا الْجَمْعَ بَيْنَهُمَا بِأَنْ يَضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنَى عَلَى ظَاهِرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَيُحَلِّقَ بِالْخَنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ لِيَكُونَ عَامِلًا بِالْحَدِيثَيْنِ (المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، کیفیۃ الدخول فی الصلاة)

وَقَالَ مُحَمَّدٌ : يَضَعُهَا كَذَلِكَ وَيَكُونُ الرُّسْغُ وَسَطَ الْكَفِّ ، وَقِيلَ يَأْخُذُ الرُّسْغَ بِالْإِبْهَامِ وَالْخَنْصَرِ : يَعْنِي وَيَضَعُ الْبَاقِيَ فَيَكُونُ جَمْعًا بَيْنَ الْأَخْذِ وَالْوَضْعِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ (فتح القدیر، کتاب الصلاة، باب صفة الصلاة)

قوله (أخذا رسغها) أى مفصلها وهو بضم فسكون أو بضمّتين كما فى القاموس قوله (بخنصره وإبهامه) أى يحلق الخنصر والإبهام على الرسغ ويبسط الأصابع الثلاث كما فى شرح المنية ونحوه فى البحر والنهر والمعراج والكفاية والفتح والسراج وغيرها وقال فى البدائع ويحلق إبهامه وخنصره وبنصره ويضع الوسطى والمسبحة على معصمه وتبعه فى الحلية ومثله فى شرح الشيخ إسماعيل عن المجتبى قوله (هو المختار) كذا فى الفتح والتبيين وهذا ما استحسنته كثير من المشايخ ليكون جامعاً بين الأخذ والوضع المرويين فى الأحاديث وعملاً بالمذهب احتياطاً كما فى المجتبى وغيره قال سيدى عبد الغنى فى شرح هدية ابن العماد وفى هذا نظر لأن القائل بالوضع يريد وضع الجميع والقائل بالأخذ يريد أخذ الجميع فأخذ البعض ووضع البعض ليس أخذاً ولا وضعاً بل المختار عندى واحد منهما موافقة للسنّة اهـ. قلت وهذا البحث منقول فى المعارج بعد نقله ما مر عن المجتبى والمبسوط والظهيرية وقيل هذا خارج عن المذاهب والأحاديث فلا يكون العمل به احتياطاً اهـ. ثم رأيت الشرنبلالى ذكر فى الإمداد هذا الاعتراض ثم قال قلت فعلى هذا ينبغى أن يفعل بصفة أحد الحديثين فى وقت وبصفة الآخر فى غيره ليكون جامعاً بين المرويين حقيقة اهـ. أقول يرد عليه أنه فى كل وقت عمل بأحدهما يكون تاركاً فيه العمل بالآخر والوارد فى الأحاديث ذكر فى بعضها الوضع وفى بعضها الأخذ بلا بيان الكيفية والذى استحسنته المشايخ فيه العمل بهما جميعاً إذ لا شك أن فى الأخذ وضعاً وزيادة والقاعدة الأصولية أنه متى أمكن الجمع بين المتعارضين ظاهراً لا يعدل عن أحدهما فتأمل (رد المحتار، ج ۱ ص ۲۸۷، کتاب الصلاة، مطلب بيان المتواتر والشاذ)



(۲)

## نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کی تحقیق

حضور ﷺ سے براہ راست قولی طریقہ پر نماز میں ہاتھوں کے ناف کے اوپر یا نیچے باندھنے کا حکم منقول نہیں۔

اور صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین نیز فقہائے کرام میں سے بعض حضرات ناف سے نیچے اور بعض حضرات ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسی وجہ سے فرمایا کہ اس مسئلہ میں گنجائش ناف سے اوپر اور نیچے دونوں کی پائی جاتی ہے۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ هَلَبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ وَفِي الْبَابِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ وَغُطَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ حَدِيثُ هَلَبٍ حَدِيثُ حَسَنٍ وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ يَرَوْنَ أَنَّ يَضَعُ الرَّجُلُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ يَضَعُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ (ترمذی، باب ما جاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة)

ترجمہ: قبیسہ بن ہلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ

ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے، تو اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیا کرتے تھے

اور اس باب میں حضرت وائل بن حجر، سے اور غطفان بن حارث سے اور ابن عباس



سے اور ابن مسعود سے اور اہل بن سعد سے احادیث مروی ہیں، اور حلب کی (مذکورہ) حدیث ”حسن“ ہے، اور اسی پر نبی ﷺ کے صحابہ کرام، اور تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم (تابعین) حضرات کا عمل ہے، جو یہ فرماتے ہیں کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے۔

اور ان (صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین) میں سے بعض اہل علم حضرات ہاتھوں کو ناف کے اوپر اور بعض ناف کے نیچے رکھنے کے قائل ہیں، اور ان سب (یعنی ناف سے اوپر اور نیچے ہاتھ رکھنے) کی ان کے نزدیک گنجائش ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام ترمذی رحمہ اللہ کے مذکورہ کلام سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ، و تابعین اور ان کے بعد کے اہل علم حضرات ناف کے اوپر اور بعض ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ اور صحابہ کرام اور ان کے بعد کے اہل علم حضرات کا اس مسئلہ میں اختلاف رائے کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے قولاً و فعلاً دونوں صورتیں اخذ کی ہیں۔ چنانچہ محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلَيْسَ هَذَا اِلْخْتِلَافٌ بَيْنَ الصَّحَابَةِ اِلَّا لَمَّا رَأَوْا مِنْ اِلْخْتِلَافٍ فِي فِعْلِهِ ﷺ اَوْ لِثُبُوتِ حَدِيثِ الْجَانِبَيْنِ عِنْدَهُ، وَلَوْ ثَبَتَ عِنْدَهُمُ الْوَضْعُ فَوْقَ السُّرَّةِ فَقَطْ، لَا قُتِرُوا عَلَيْهِ كُلُّهُمْ. (درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرة،

ص ۸۲، مطبوعہ: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی)

ترجمہ: پس صحابہ کرام کے درمیان یہ اختلاف صرف اسی وجہ سے ہوا کہ یا تو انہوں نے نبی ﷺ کے فعل کو مختلف دیکھا، یا پھر ان کے نزدیک دونوں طرح کی حدیثیں ثابت ہوں گی، ورنہ اگر صرف ناف کے اوپر کی حدیث ہی ثابت ہوتی تو سب اسی پر اکتفاء کرتے (ترجمہ ختم)

اور ناف سے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے میں کوئی زیادہ فرق بھی نہیں ہے۔ اس لئے یہ اختلاف کوئی بڑا اختلاف نہیں ہے۔

(جس کی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کی جائے گی)



## نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے یا اوپر رکھنے کے متعلق فقہاء کے اقوال

فقہائے کرام میں سے امام مالک رحمہ اللہ تو نماز میں ہاتھوں کے ارسال (یعنی ہاتھ باندھے بغیر نکلا کر چھوڑے رکھنے) کے قائل ہیں، جبکہ جمہور فقہاء نماز میں ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ جمہور فقہائے کرام کی متدل چند احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

پھر جمہور فقہائے کرام میں سے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے نماز میں ہاتھ رکھنے کی جگہ کے سلسلہ میں مختلف روایات مروی ہیں، ایک روایت ناف کے نیچے، دوسری ناف کے اوپر اور تیسری دونوں کے درمیان اختیار ہونے کی مروی ہے، لیکن بقول بعض مشہور روایت ان سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی ہے، اور اس روایت کو علامہ ابن قیم جوزی وغیرہ نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے، اور بیشتر حنبلی حضرات نے اسی کو اختیار فرمایا ہے، اور امام احمد سے سینے پر ہاتھ باندھنے کے عمل کا مکروہ ہونا بھی مروی ہے۔

اور امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض مالکی حضرات ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں، البتہ شوافع میں سے اسحاق مروزی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اسی طرح سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ ۱

۱۔ وروی عن سعيد بن جبیر أنه قال: فوق السرة، وقال أحمد بن حنبل: فوق السرة قليلا، وإن كانت تحت السرة فلا بأس. وقال آخرون: وضع الأيدي على الأيدي تحت السرة، روى هذا القول عن علي بن أبي طالب، وأبي هريرة، وإبراهيم النخعي، وأبي مجلز (الوسط لابن المنذر در خيل حديث نمبر ۱۲۴۱، كتاب صفة الصلاة، ذكر وضع بطن كف اليمنى على ظهر كف اليسرى والرمغ والساعد جميعا)

۲۔ عند أبي حنيفة وسفيان الثوري وابن راهويه وأبي اسحاق المروزي من الشافعية تحت السرة، وعند الشافعي تحت صدره، كما في الوسيط وعامة كتب الشافعية، وهي المذكورة في الام والمعمولة والمختارة عند اصحابه، وهي رواية عن مالك ايضا، او على صدره كما في الحاوي وهي رواية النادرة، وعن احمد روايتان كالمذهبين، وثالثة في التخيير وجعل ابن هبيرة الرواية المشهورة عن احمد مذهب امامنا ابي حنيفة، افاده شيخنا في تعليقاته، قال وكذا في الميزان، وقال واختارها الخرقى، وقال ابو الطيب المدني، قال الترمذي لم يأخذ احد من الاربعة بالوضع على الصدر (معارف السنن ج ۲ ص ۴۳۶، باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة، مطبعة: المكتبة الرشيدية، كراتشي)



امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مرد حضرات کے حق میں تواضع اور عاجزی کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات کو رائج قرار دیا ہے، اور عورتوں کے حق میں ستر اور پردہ کے اصول کو ملحوظ رکھتے ہوئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایت کو رائج قرار دیا ہے۔

اور اس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجیح و تطبیق دونوں اصولوں کو بروئے کار لائے، اور دونوں قسم کی روایات کو معمول بہا بنایا، اور کسی ایک قسم کی روایات کو بالکل مہمل نہیں چھوڑا۔

(مزید تفصیل روایات کے بعد آ رہی ہے)

## فقہ حنفی کی عبارات

نماز کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بندے کی طرف سے تواضع پر ہے۔

لہذا ہاتھ باندھنے کی جو حالت تواضع کے زیادہ قریب ہوگی، اور اس میں غیروں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہوگی، اس پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہوگا، اور یہ بات حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

(۱)..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَمِدُ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فِي الصَّلَاةِ، يَتَوَاضَعُ لِلَّهِ تَعَالَى قَالَ مُحَمَّدٌ: وَيَضَعُ بَطْنَ كَفِّهِ الْأَيْمَنِ عَلَى رُسْغِهِ الْأَيْسَرِ تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُونُ الرُّسْغُ فِي وَسْطِ الْكَفِّ (كتاب الآثار ص ۲۴، حدیث نمبر ۱۲۰، باب

الصلاة قاعدا والتعمد على شيء أو يصلى الى ستره)

ترجمہ: ہمیں امام ابوحنیفہ نے خبر دی، حضرت ابراہیم نخعی سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے ایک (یعنی دائیں) ہاتھ کو دوسرے (یعنی بائیں) ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع (و عاجزی) اختیار کرتے ہوئے رکھ لیا کرتے تھے۔

امام محمد نے فرمایا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصے کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، جس سے اس کے بائیں ہاتھ کا گٹا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے



درمیان میں آجائے گا (ترجمہ ختم)

قائدہ: کیونکہ ناف کے نیچے مذکورہ طریقہ پر ہاتھ رکھنے میں بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ تواضع و عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ تعظیم پائی جاتی تھی، اس لیے ہمارے فقہاء نے اس کی طریقے کو ترجیح دی۔

(امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ حدیث اور اس کے مرسل ہونے کے باوجود حجت ہونے کی بحث آگے آرہی ہے)

(۲)..... امام محمد رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ:

يَنْبَغِي لِلْمُصَلِّي إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ أَنْ يَضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنَى عَلَى رُسْغِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ ، وَيَرْمِي بِبَصَرِهِ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ (الموطأ للإمام محمد بن الحسن، باب وضع اليمين على اليسار في الصلاة، درذیل حدیث نمبر ۲۹۰)

ترجمہ: نماز پڑھنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ جب نماز میں کھڑا ہو تو اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنے بائیں ہاتھ کے گٹے پر ناف کے نیچے رکھ لے، اور (کھڑے ہونے کی حالت میں) اپنی نظر کو اپنے سجدہ کی جگہ رکھے، اور یہی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

(۳)..... احناف کی کتاب بدائع الصنائع میں ہے:

وَأَمَّا مَحَلُّ الْوَضْعِ فَمَا تَحْتَ السُّرَّةِ فِي حَقِّ الرَّجُلِ وَالصَّدْرُ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ (بدائع الصنائع، فصل فی سنن حکم التکبیر)

ترجمہ: رہا ہاتھ رکھنے کی جگہ کا معاملہ تو وہ مرد کے حق میں ناف کے نیچے اور عورت کے حق میں سینے پر ہاتھ رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

(۴)..... اور احناف کی کتاب مبسوط سرخی میں ہے:

وَلَنَا حَدِيثٌ عَلَيَّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ كَمَا رَوَيْنَا وَالسُّنَّةُ إِذَا أُطْلِقَتْ تَنْصَرِفُ إِلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ الْوَضْعُ تَحْتَ



السُّرَّةُ أَبْعَدُ عَنِ التَّشْبِيهِ بِأَهْلِ الْكِتَابِ وَأَقْرَبُ إِلَى سِتْرِ الْعَوْرَةِ فَكَانَ أَوْلَى

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصلاة، كيفية الدخول في الصلاة)

ترجمہ: اور ہماری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے (جس میں ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو سنت فرمایا گیا ہے) جیسا کہ ہم نے نقل کیا؛ اور سنت کا لفظ جب (مطلق) بولا جائے تو اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے، پھر ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے میں اہل کتاب کے ساتھ تشبہ سے بھی حفاظت پائی جاتی ہے، اور ستر عورت و شرمگاہ کو چھپانے کی بھی زیادہ رعایت پائی جاتی ہے، اس لیے ناف سے نیچے ہاتھ رکھنا بہتر ہے (ترجمہ ختم) ۱۔

(۵)..... نیز احناف ہی کی کتاب تبیین الحقائق میں ہے:

وَلَنَا حَدِيثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضَعَ الْيَمِينَ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ؛ وَلَآئِنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى التَّعْظِيمِ كَمَا بَيْنَ يَدَيِ الْمُلُوكِ وَوَضَعُهَا عَلَى الْعَوْرَةِ لَا يَضُرُّ فَوْقَ الشِّيَابِ فَكَذَا بِلَا حَائِلٍ ؛ لِأَنَّهَا لَيْسَ لَهَا حُكْمُ الْعَوْرَةِ فِي حَقِّهِ وَلِهَذَا تَضَعُ الْمَرْأَةُ يَدَيْهَا عَلَى صَدْرِهَا وَإِنْ كَانَ عَوْرَةُ (تبیین الحقائق، سنن الصلاة)

ترجمہ: اور ہماری دلیل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور (دوسرے) اس لیے بھی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا تعظیم کے بھی زیادہ قریب ہے، جیسا کہ بادشاہوں کے سامنے

۱۔ اور احناف ہی کی کتاب الجوہرۃ النيرة میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَيَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى) وَقَالَ مَالِكٌ يُرْسِلُ يَدَيْهِ لَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاطَّابَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يَضَعَ الْمُصَلِّيُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ (الجوہرۃ النيرة، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے، اور امام مالک نے فرمایا کہ ارسال کرے، اور ہماری دلیل نبی ﷺ کی ہاتھ باندھنے پر مواظبت (اور ہمیشگی) کا عمل ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)



بھی (یہی طریقہ تعظیم کا رائج ہے) اور ہاتھ کا ستر پر کپڑے کے اوپر سے رکھنا مضرت نہیں ہے، پس اسی طریقہ سے بغیر کپڑے کے حائل کے بھی مکروہ نہیں ہے، اس لیے کہ خود آدمی کے اپنے حق میں اس (ناف کے نیچے والے حصہ کے) ستر ہونے کا حکم نہیں ہے، اور اسی وجہ سے عورت اپنے ہاتھوں کو اپنے سینے پر رکھے گی، اگرچہ اس (عورت) کے حق میں یہ (سینہ) ستر ہے (ترجمہ ختم)

فقہاء کا مطلب یہ ہے کہ بعض حضرات کا مرد کے حق میں ناف سے نیچے ہاتھ رکھنے کو اس وجہ سے منع کرنا کہ ناف کے نیچے والا حصہ تو ستر میں داخل ہے، یہ وجہ ممنوع ہونے کی نہیں بن سکتی، کیونکہ خود اپنے ہاتھ رکھنے کے اعتبار سے یہ حصہ ستر کا حکم نہیں رکھتا، جس طرح عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے گی، حالانکہ عورت کا سینہ بھی ستر میں داخل ہے۔

اور آگے فقہ حنبلی کی کتب کے حوالہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر اس کے ستر والا حصہ ہونے کے شبہ کا ایک اور عمدہ جواب آتا ہے۔

(۶)..... محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَجَعْنَا إِلَى الْكَلَامِ فِي التَّرْجِيحِ لَا يَخْفَى أَنَّ الْمُجْتَهِدِينَ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى لَمَّا وَجَدُوا الْأَحَادِيثَ فِي الْبَابِ مُتَعَارِضَةً رَجَحُوا بَيْنَهَا بِوُجُوهِ كَثِيرَةٍ، فَنَقَلَ بَعْضُ مِنْهَا فِي كُتُبِ اتِّبَاعِهِمْ، فَرَجَحَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَضَعَ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ بِكُونِهِ هَيْئَةُ التَّوَاضُّعِ وَالتَّعْظِيمِ.

وَلِهَذَا كَانَ مَعَهُودًا عِنْدَ الْقِيَامِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُلُوكِ وَالْأَمْرَاءِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ هُوَ الْمُنْدُوبُ حَالَةَ الْقِيَامِ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى. وَبَانَ فِيهِ التَّحَرُّزُ عَنِ التَّشْبِيهِ بِأَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُمْ يَضَعُونَ أَيْدِيَهُمْ عَلَى صُدُورِهِمْ فِي حَالَةِ صَلَاتِهِمْ. كَمَا يَضَعُونَهَا عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهِ.

فَكَانَ مَا فِيهِ التَّحَرُّزُ أَوْلَى. وَبَانَ الْوَارِدُ فِي جَانِبِ الْوَضْعِ تَحْتَ السُّرَّةِ



لَفْظَةُ "إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا" وَالنُّصُوصُ الْوَارِدَةُ فِي الْوَضْعِ عَلَى الصَّدْرِ لَيْسَ فِيهَا ذَلِكَ، وَإِنَّمَا هِيَ وَقَائِعُ أَحْوَالٍ لَا عُمُومَ لَهَا إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنْ الْوُجُوهِ الَّتِي ذَكَرْنَا بَعْضَهَا فِي دِرْهِمِ الصُّرَّةِ مِنْ قَبْلُ (درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ، ص ۸۷ و ص ۸۸ من منشورات ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، کراچی، پاکستان)

ترجمہ: ہم ترجیح دینے کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے جب اس باب میں متعارض احادیث کو پایا، تو انہوں نے ان کے درمیان بہت سی وجوہات کے پیش نظر ترجیح کو اختیار کیا۔ پس ان میں سے بعض وجوہات ان کے متبعین کی کتب میں منقول ہیں، اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دونوں ہاتھ ناف سے نیچے رکھنے کو تواضع اور تعظیم کی حالت ہونے کی وجہ سے ترجیح دی، اور اسی وجہ سے بادشاہوں اور امیروں کے سامنے (تعظیماً) اس طرح (ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا رائج ہے۔

پس مناسب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے بھی (بدرجہ اولیٰ) اسی طرح (تواضع کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر) کھڑا ہونا مستحب ہو، اور (دوسرے) اس لیے بھی کہ اس طریقہ میں اہل کتاب کے ساتھ تشبہ سے بھی حفاظت ہے، کیونکہ وہ اپنی نماز کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو سینہ پر رکھتے ہیں، جیسا کہ مرنے کے بعد بھی (میت کے ہاتھ سینے پر ہی) رکھتے ہیں، پس جس طریقہ میں ان کے طریقہ سے حفاظت ہو، وہ بہتر ہے۔

اور (تیسرے) اس لیے بھی کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے بارے میں (حضرت علی و ابو ہریرہ کی روایت میں) سنت ہونے کا لفظ آیا ہے، اور سینہ پر ہاتھ رکھنے کے بارے میں یہ لفظ نہیں آیا۔

بلکہ وہ تو احوال کا واقعہ ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا، اور اس کے علاوہ بھی ترجیح کی اور



وجوہات ہیں، جن میں سے بعض کا ذکر ہم نے اس سے پہلے ”درہم الصرة“ میں کر دیا ہے (ترجمہ ختم)

تاکید: شیخ محدث مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ کی مزید تحقیق روایات و آثار کے بعد آ رہی ہے۔

## حنبل کی عبارات

(۱)..... ابو یعقوب اسحاق بن منصور بن بہرام کو سج تسمی مروزی (المتوفی ۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: أَيُّنَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ؟ قَالَ: كُلُّ هَذَا عِنْدِي وَاسِعٌ  
قُلْتُ: إِذَا وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى (شِمَالِهِ) أَيُّنَ (يَضَعُهُمَا) قَالَ: فَوْقَ  
السُّرَّةِ وَتَحْتَهُ، كُلُّ هَذَا وَاسِعٌ كُلُّ هَذَا لَيْسَ بِذَاكَ. قَالَ (إِسْحَاقُ)  
كَمَا قَالَ تَحْتَ السُّرَّةِ أَقْوَى فِي الْحَدِيثِ وَأَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُّعِ (مسائل

الإمام أحمد بن حنبل وابن راهويه، ج ۱ ص ۱۳۹، مسئلہ نمبر ۲۱۱)

ترجمہ: میں نے کہا کہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر کہاں رکھے گا؟ تو امام احمد نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس سب (یعنی ناف سے نیچے واو پر) کی گنجائش ہے، میں نے کہا اور جب اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے گا تو کس جگہ رکھے گا؟ تو امام احمد نے فرمایا کہ ناف سے اوپر اور نیچے، اس سب کی گنجائش ہے، اور کسی میں کوئی حرج نہیں، اسحاق بن راہویہ نے امام احمد بن حنبل کی طرح ناف کے نیچے رکھنے کو اقویٰ فی الحدیث اور اقرب الی التواضع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

تاکید: اسحاق بن راہویہ امام بخاری، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن منصور کو سج اور دیگر متعدد ائمہ حدیث کے شیوخ میں شمار ہوتے ہیں، اور ثقہ، حافظ و مجتہد بھی ہیں۔ ۱۔

۱۔ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد الحنظلی أبو محمد بن راہویہ المروزی ثقة حافظ مجتہد قرین  
أحمد بن حنبل ذکر أبو داود أنه تغير قبل موته بیسیر مات سنة ثمان وثلاثين وله انتان  
وسعون (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۷۸)

اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن مطر الحنظلی، أبو یعقوب المروزی المعروف بابن  
﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



لہذا حضرت اسحاق بن راہویہ کا ناف کے نیچے کی حدیث کو قوی تر اور تواضع کے زیادہ لائق قرار دینا ان کے نزدیک اس حدیث کے نقلاً و عقلاً معتبر و مستند ہونے کی دلیل ہے۔

(۲).....فقہ حنبلی کے مشہور ترجمان علامہ ابن قدامة حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۸۲ھ) فرماتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ: قَالَ: (وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ) اِخْتَلَفَتْ الرِّوَايَةُ فِي مَوْضِعٍ وَضَعَهُمَا، فَرَوَى عَنْ أَحْمَدَ، أَنَّهُ يَضَعُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ. رَوَى ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي مَجْلَزٍ، وَالنَّخَعِيِّ، وَالثَّوْرِيِّ، وَإِسْحَاقَ؛ لَمَّا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ. رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ، وَأَبُو دَاوُدَ. وَهَذَا يَنْصَرِفُ إِلَى سُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَنَّهُ قَوْلُ مَنْ ذَكَرْنَا مِنَ الصَّحَابَةِ. وَعَنْ أَحْمَدَ؛ أَنَّهُ يَضَعُهُمَا فَوْقَ السُّرَّةِ. وَهُوَ قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَالشَّافِعِيِّ؛ لَمَّا رَوَى وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: (رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صَدْرِهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى). وَعَنْهُ أَنَّهُ مُخَيَّرٌ فِي ذَلِكَ؛ لِأَنَّ الْجَمِيعَ مَرْوِيٌّ، وَالْأَمْرُ فِي ذَلِكَ وَاسِعٌ (المغنى لابن قدامة

الحنبلي، ج ۲ ص ۳۳۱)

ترجمہ: مسئلہ: (اور دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھ دے) دونوں ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں امام احمد سے مختلف روایات مروی ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ ناف کے نیچے رکھے، اور یہی حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما، اور (جلیل القدر

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

راہویہ، نزیل نيسابور أحد أئمة المسلمين، وعلماء الدين، اجتمع له الحديث، والفقه، والحفظ، والصدق، والورع، والزهد، ورحل إلى العراق، والحجاز، واليمن، والشام، وعاد إلى خراسان، فاستوطن نيسابور إلى أن مات بها، وانتشر علمه عند أهلها (تهذيب الكمال ج ۲ ص ۳۷۳) وعنه الجماعة سوى ابن ماجة وبقية بن الوليد ويحيى بن آدم وهما من شيوخه وأحمد بن حنبل وإسحاق الكوسج ومحمد بن رافع ويحيى بن معين وهؤلاء من أقرانه (تهذيب التهذيب ج ۱ ص ۱۹۰)



تابعین) حضرت ابو مجلز، ابراہیم نخعی، اور ثوری اور اسحاق سے مروی ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے، اور یہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد) نبی ﷺ کی سنت ہونے کی طرف لوٹتا ہے، اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ مذکورہ صحابہ کرام کا بھی قول ہے۔

اور امام احمد سے ایک روایت ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کی بھی ہے، اور یہ حضرت سعید بن جبیر اور امام شافعی کا بھی قول ہے، بوجہ اس کے کہ حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے، کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینہ پر ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ ۱

اور امام احمد سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ نمازی کو اس میں اختیار ہے (خواہ ناف کے نیچے رکھے یا اوپر) کیونکہ یہ سب مروی ہے، اور اس معاملہ میں وسعت ہے (ترجمہ ختم)

(۳)..... اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

فَإِذَا فَرَغَ اسْتَحَبَّ وَضْعُ يَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ لِمَا رَوَى هَلْبٌ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ لِمَا رَوَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ السُّنَّةُ وَضْعُ الْكُفِّ عَلَى الْكُفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَعَنْهُ فَوْقَ السُّرَّةِ وَعَنْهُ أَنَّهُ مُخَيَّرٌ (الكافي في فقه الإمام المجل أحمد بن حنبل

لعبد الله بن قدامة المقدسي أبو محمد، ج ۱ ص ۱۲۹)

ترجمہ: پس جب (تکبیر سے) فارغ ہو جائے، تو مستحب ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھے، بوجہ اس کے کہ حضرت ہلب نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

۱۔ اس پر آگے بحث آ رہی ہے کہ دوسری روایت کے پیش نظر شوافع نے ”علی صدرہ“ سے مراد ”عند صدرہ“ لیا ہے، اور اس سے ”تحت الصدر“ ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے۔



ﷺ ہماری امامت فرماتے تھے، پس بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے، ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، بوجہ اس کے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں سنت ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد سے ایک روایت ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کی ہے، اور ایک روایت میں دونوں کا اختیار ہے (ترجمہ ختم)

(۴)..... نیز نماز کے افعال کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

النَّوْعُ الثَّانِي سُنَنُ الْأَفْعَالِ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ (إِلَى أَنْ قَالَ) ..... وَوَضَعَ الْيَمْنَى عَلَى الْيُسْرَى وَجَعَلَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ (الكافي في فقه الإمام المبجل أحمد بن حنبل عبد الله بن قدامة المقدسي أبو محمد ج ۱ ص ۱۴۶)

ترجمہ: دوسری نوع نماز کے افعال کی سنتوں کے بیان میں ہے، اور وہ بائیں سنتیں ہیں (کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں) اور (ایک سنت) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

(۵)..... اور علامہ ابن قیم جوزی (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

وَاخْتَلَفَ فِي مَوْضِعِ الْوَضْعِ فَعَنْهُ فَوْقَ السُّرَّةِ وَعَنْهُ تَحْتَهَا وَأَبُو طَالِبٍ سَأَلْتُ أَحْمَدَ أَيْنَ يَضَعُ يَدَهُ إِذَا كَانَ يُصَلِّي؟ قَالَ " عَلَى السُّرَّةِ أَوْ أَسْفَلَ وَكُلُّ ذَلِكَ وَاسِعٌ عِنْدَهُ إِنْ وَضَعَ فَوْقَ السُّرَّةِ أَوْ عَلَيْهَا أَوْ تَحْتَهَا " عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ " مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضَعُ الْأَكْفِ عَلَى الْأَكْفِ تَحْتَ السُّرَّةِ " عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُ تَفْسِيرِ عَلِيٍّ إِلَّا أَنَّهُ غَيَّرَ صَحِيحٌ، وَالصَّحِيحُ حَدِيثُ عَلِيٍّ قَالَ فِي رِوَايَةِ الْمُزَنِيِّ: " أَسْفَلَ السُّرَّةِ بِقَلِيلٍ وَيَكْرَهُ أَنْ يُجْعَلَهُمَا عَلَى الصَّدْرِ " وَذَلِكَ لِمَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنِ التَّكْفِيرِ وَهُوَ وَضَعُ الْيَدِ



عَلَى الصُّدْرِ . مُؤْمَلٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلٍ  
" أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِهِ " فَقَدْ رَوَى هَذَا  
الْحَدِيثُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ عَنْ سُفْيَانَ لَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ  
وَعَبْدُ الْوَاحِدِ لَمْ يَذْكُرَا خِلَافَ سُفْيَانَ (بديع الفوائد، ج ۳ ص ۱۳۸)

ترجمہ: ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں اختلاف ہے، پس امام احمد سے ناف کے اوپر  
کی بھی روایت ہے اور ناف سے نیچے کی بھی، اور امام احمد سے ابوطالب نے روایت کیا  
ہے کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ جب نماز پڑھے تو اپنا ہاتھ کہاں رکھے؟ تو جواب  
میں فرمایا کہ ناف پر یا ناف سے نیچے، اور ان کے نزدیک ہر صورت کی گنجائش ہے، خواہ  
ناف سے اوپر رکھے، یا خاص ناف پر، یا ناف سے نیچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے  
اور عمرو بن مالک نے ابی الجوزاء سے اور انہوں نے ابن عباس سے حضرت علی کی تفسیر  
کے مثل روایت کیا ہے، مگر یہ روایت صحیح نہیں ہے، اور صحیح تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی  
حدیث ہے (جو پیچھے گزری) مزنی کی روایت میں امام احمد نے فرمایا کہ ناف سے تھوڑا  
سایہ نیچے ہاتھ رکھے، اور ہاتھوں کو سینے پر رکھنا مکروہ ہے۔

اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے تکفیر سے منع فرمایا،  
اور تکفیر سے مراد ہاتھ کا سینہ پر رکھنا ہے اور مؤمل نے سفیان سے انہوں نے عاصم بن  
کلیب سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے وائل سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ  
نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا، اس حدیث کو عبد اللہ بن ولید نے سفیان سے روایت کیا  
ہے، مگر اس میں اس (سینہ پر ہاتھ رکھنے) کا ذکر نہیں، اور شعبہ اور عبد الواحد نے بھی  
سفیان کے خلاف ذکر نہیں کیا (یعنی ان کی روایات میں بھی سینے پر ہاتھ رکھنے کا ذکر  
نہیں، لہذا مؤمل کی روایت میں سینہ پر ہاتھ رکھنے کا ذکر معتبر نہیں) (ترجمہ ختم)

فائدہ: حضرت سفیان ثوری خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، اس لیے مؤمل کی



روایت میں سینے پر ہاتھ رکھنے کا ذکر معتبر معلوم نہیں ہوتا، جس پر کلام آگے آتا ہے۔

(۶)..... ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبد اللہ خرقی حنبلی (متوفی ۳۳۴ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى كَوْعِهِ الْيُسْرَى وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ (متن)

الخرقی علی مذهب ابی عبد اللہ أحمد بن حنبل الشیبانی، ج ۱ ص ۲۲، باب استقبال القبلة

ترجمہ: پھر اپنا داہنا ہاتھ اپنے بائیں گٹے پر رکھے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے

(ترجمہ ختم) ۱

۱۔ اور خرقی کے متن کی شرح میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ زکشی مصری حنبلی (المتوفی ۷۷۲ھ) فرماتے ہیں:

ثم وضع اليمنى على اليسرى، رواه أحمد ومسلم وفي لفظ لأحمد وأبى داود: وضع يده اليمنى على ظهر كفه اليسرى، والرسم والساعد. قال: ويجعلهما تحت سرتيه.

ش: هذا إحدى الرواية عن أحمد. لما روى أحمد، أبو داود، عن علي رضي الله عنه

قال: من السنة وضع الأكف في الصلاة تحت السرة. والسنة المطلقة تنصرف إلى

سنة رسول الله ﷺ (والرواية الثانية): الأفضل جعلهما تحت صدره. لما روى

قبيصة بن هلب، عن أبيه قال: رأيت النبي يضع يده على صدره ووصف يحيى بن سعيد

اليمنى على اليسرى، فوق المفصل، رواه أحمد (والثالثة): التخيير بين الصفتين،

اختارها ابن أبي موسى، وأبو البركات، لورود الأمر بهما. قال أبو البركات: وعلى

الروايات فالأمر (في الأمرين) واسع، لا كراهة لواحد منهما (والله أعلم) (شرح

الزركشي على مختصر الخرقي، ج ۱ ص ۱۷۹، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: پھر اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لے، اس کو احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے، اور احمد اور

ابوداؤد میں یہ ہے کہ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور گٹے اور بازو پر رکھے، پھر فرمایا کہ دونوں ہاتھ

اپنی ناف کے نیچے رکھ لے، امام احمد سے ایک روایت یہی ہے، کیونکہ امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت علی رضی

اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ سنت ہتھیلی کو نماز میں ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور سنت کا

اطلاق رسول اللہ ﷺ کی سنت کی طرف لوٹتا ہے (یعنی اس سے رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے)

اور دوسری روایت یہ ہے کہ افضل سینے کے نیچے (ناف کے اوپر) ہے۔ بوجہ اس کے کہ قبیصہ بن ہلب نے

اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا ہوا تھا، اور

یحییٰ بن سعید نے اس کا طریقہ دائیں کو بائیں پر اس کے جوڑ (یعنی گٹے) پر رکھنا بتلایا ہے، اس کو امام احمد نے

روایت کیا ہے۔ اور تیسری روایت مذکورہ دونوں صورتوں میں اختیار ہونے کی ہے (کہ چاہے ناف کے نیچے

باندھے، یا اوپر) اس کو ابن ابی موسیٰ اور ابو البركات نے اختیار کیا ہے، کیونکہ دونوں کے بارے میں روایت

وارد ہے۔ ابو البركات نے فرمایا کہ ان روایات کے پیش نظر دونوں صورتوں میں وسعت ہے، دونوں میں

سے کسی میں کراہت نہیں۔ واللہ اعلم (ترجمہ ختم)



(۷).....فقہ حنبلی کی مشہور کتاب ”المقنع“ میں ہے:

ثُمَّ يَضَعُ كَفَّ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى كَوْعِ الْيُسْرَى وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ

(المقنع)

ترجمہ: پھر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں گٹے پر رکھ لے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے (ترجمہ ختم)

(۸).....اور اس کی شرح میں برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن مفلح حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۸۸۴ھ) فرماتے ہیں:

"وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ" فِي أَشْهُرِ الرِّوَايَاتِ وَصَحَّحَهَا ابْنُ الْجُوزِيِّ وَغَيْرُهُ لِقَوْلِ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) مِنَ السُّنَّةِ وَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَ فِي التَّحْقِيقِ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ قِيلَ لِلْقَاضِي هُوَ عَوْرَةٌ فَلَا يَضَعُهُمَا عَلَيْهِ كَالْعَانَةِ وَالْفَحْدِ فَأَجَابَ بِأَنَّ الْعَوْرَةَ أُولَى وَأَبْلَغُ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ لِحِفْظِهِ. وَعَنْهُ تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ وَعَنْهُ يُخَيَّرُ اخْتَارَهُ فِي الْإِرْشَادِ لِأَنَّ كُلًّا مِنْهُمَا مَأْثُورٌ وَظَاهِرُهُ يُكْرَهُ وَضَعُهُمَا عَلَى صَدْرِهِ نَصٌّ عَلَيْهِ مَعَ أَنَّهُ رَوَاهُ (المبدع شرح المقنع لابن المفلح الحنبلي،

ج ۱ ص ۳۷۹، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور اپنے دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، مشہور روایت یہی ہے، اور اسی روایت کو ابن قیم جوزی وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور تحقیق میں ذکر کیا ہے، کہ یہ صحیح نہیں ہے، قاضی سے کہا گیا کہ ناف سے نیچے تو ستر ہے، لہذا اس پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے، جیسا کہ ناف سے نیچے کا (پیشاب گاہ سے اوپر کا) حصہ اور ران، تو قاضی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ناف سے نیچے کے حصہ کا ستر ہونا اس پر ہاتھ رکھنے کے زیادہ لائق ہے، تاکہ اس کی بہتر طریقہ سے حفاظت ہو (یعنی ستر اچھی طرح سے چھپ جائے) اور امام احمد سے ایک



روایت سینہ سے نیچے اور ناف سے اوپر کی بھی مروی ہے، اور ایک روایت میں (ناف سے نیچے اور اوپر کا) اختیار ہے، ارشاد میں اسی کو اختیار کیا ہے کیونکہ (ناف سے نیچے اور اوپر) دونوں منقول ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ سینے پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے، امام احمد نے اس کی تصریح کی ہے، باوجودیکہ اس کو روایت بھی کیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ امام احمد نے سینے پر ہاتھ رکھنے کی روایت بھی فرمائی ہے، لیکن اس کے باوجود سینے پر ہاتھ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس روایت کو قابل عمل نہیں سمجھا، یا اس کا مطلب کچھ اور سمجھا (مثلاً سینے سے مراد سینے کے قریب اور اس سے نیچے ہے، جیسا کہ دیگر بعض فقہاء نے بھی یہی مطلب مراد لیا ہے)

اور مندرجہ بالا عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا ستر کے اصول کے خلاف تو کیا ہوتا؟ ستر کے اصول کے تقاضے کے مطابق ہے، کیونکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے سے ستر والا حصہ کافی حد تک مخفی ہو جاتا ہے۔ ۱

۱۔ منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۵۱ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ ( وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى كَفِّهِ الْيُسْرَى ، وَالرُّسْغَ وَالسَّاعِدَ ) ( وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ ) رَوَى عَنْ عَلِيٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ لِقَوْلِ عَلِيٍّ ( مِنْ السُّنَّةِ وَضَعَ الْيُمْنَى عَلَى الشَّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ) رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَذَكَرَ فِي التَّحْقِيقِ : أَنَّهُ لَا يَصِحُّ قِيلَ لِلْقَاضِي : هُوَ عَوْرَةٌ فَلَا يَضَعُهَا عَلَيْهِ كَالْعَانَةِ وَالْفَخِيدِ ؟ وَأَجَابَ : بِأَنَّ الْعَوْرَةَ أَوْلَى وَأَبْلَغُ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ لِحِفْظِهِ ( وَمَعْنَاهُ ) أَيْ مَعْنَى وَضَعَ كَفَّهُ الْيَمَنَ عَلَى كَوْعِهِ الْاَيْسَرَ وَجَعَلَهَا تَحْتَ سُرَّتِهِ : أَنَّ فَاعِلَ ذَلِكَ ذُو ( ذُلُّ بَيْنَ يَدَيِ ذِي عِزٍّ ) نَقَلَهُ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الرَّقِّيُّ . ( وَيُكْرَهُ ) جَعْلُ يَدَيْهِ ( عَلَى صَدْرِهِ ) نَصُّ عَلَيْهِ ، مَعَ أَنَّهُ رَوَاهُ . قَالَ فِي الْمُبْدِعِ ( كَشَافُ الْقَنَاعِ ، ج ۲ ص ۴۷۶ ،

باب صفة الصلاة وبيان ما يكره فيها وأركانها وواجباتها وسننها وما يتعلق بذلك) ترجمہ: پھر اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر اور گٹے اور بازو پر رکھے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھ لے، حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ سنت دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اس کو امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اور تحقیق میں ذکر کیا ہے، کہ یہ صحیح نہیں ہے، قاضی کو کہا گیا کہ ناف سے نیچے تو ستر ہے، لہذا اس پر ہاتھ نہیں رکھنا چاہیے، جیسا کہ ناف سے نیچے کا (پیشاب گاہ سے اوپر کا) حصہ اور ران، تو قاضی نے اس کا یہ جواب دیا کہ ناف سے نیچے کے حصہ کا ستر ہونا اس پر ہاتھ رکھنے کے زیادہ مناسب ہے، تاکہ اس کی بہتر طریقہ سے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾



اور فقہائے احناف نے عورت کے حق میں اس ستر کی حفاظت کے اصول کی رعایت سینے پر ہاتھ باندھنے میں دیکھی، کیونکہ اس سے عورت کے سینے کا پردہ ہو جاتا ہے، اور عورت کو سکڑ کر اور اپنے اعضاء ملا کر نماز پڑھنے کے اصول کی بھی رعایت ہو جاتی ہے (جس کا روایات میں ذکر ہے)

(۹)..... نیز منصور بن یونس بہوتی حنبلی (المتوفی ۱۰۵۱ھ) شرح منتهی الارادات میں فرماتے ہیں:

(و) سُنُّ لَهٗ اَيْضًا ( جَعْلُهُمَا ) اَى يَدَيْهِ ( تَحْتَ سُرَّتِهِ ) لِقَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ "مِنَ السُّنَّةِ وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ" رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُو دَاوُدَ وَمَعْنَاهُ : ذُلُّ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (شرح منتهی الارادات، باب صفة الصلاة وما يكره فيها واركانها وواجباتها وسننها وما يتعلق

بها، ج ۱ ص ۱۳)

ترجمہ: اور یہ بھی سنت ہے کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ ”سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے“ اس کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے، اور اس کی وجہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی

### ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

حفاظت ہو (یعنی ستر اچھی طرح سے چھپ جائے)

اور دائیں ہتھیلی کو بائیں گٹے پر رکھ کر ناف کے نیچے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسا کرنے والا اللہ عزوجل کے سامنے ذلت کا اظہار کرنے والا شمار ہوتا ہے، اس کو احمد بن یحییٰ رقی نے نقل کیا ہے۔

اور اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھنا مکروہ ہے، امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے، باوجودیکہ اس کو روایت بھی کیا ہے، مبدع میں اسی طرح فرمایا (ترجمہ ختم)

اپنی کتاب الروض المربع میں فرماتے ہیں:

ثم إذا فرغ من التكبير يقبض كوع يسراه يمينه ويجعلهما تحت سرته استحبابا لقول علي رضي الله عنه : من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة . رواه أحمد وأبو داود (الروض المربع شرح زاد المستتقع في اختصار المقنع، ج ۱ ص ۶۸، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: پھر جب تکبیر (تحریمہ) سے فارغ ہو جائے تو اپنے بائیں گٹے کو دائیں ہاتھ سے پکڑے، اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے، یہ مستحب ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے، اس کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)



ذلت کو ظاہر کرنا ہے (ترجمہ ختم) ۱۔

فائدہ: ملحوظ رہے کہ امام احمد سے جو تیسری روایت اختیار کی مروی ہے، وہ بھی کوئی مستقل مذہب نہیں، کیونکہ یہ اختیار بھی ناف سے نیچے اور ناف کے اوپر (اور سینے سے نیچے) تک محدود ہے۔ لہذا ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں فقہائے کرام کے اصل اقوال بنیادی طور پر دو ہی ہیں: ایک ناف سے نیچے۔

اور دوسرا ناف سے اوپر۔

۱۔ اور مصطفیٰ سیوطی رحیمانی حنبلی (المتوفی ۱۲۴۳ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَجْعَلُهُمَا) أَيْ: يَذِيهِ (تَحْتَ سُرَّتِهِ) ، لِقَوْلِ عَلِيٍّ

"مِنَ السُّنَّةِ وَضَعَ الْيَمِينِ عَلَى الشَّمَالِ ، تَحْتَ السُّرَّةِ"

رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَأَبُو دَاوُدَ .

(وَمَعْنَاهُ ذُلٌّ بَيْنَ يَدَيْ عِزٍّ . وَيُكْرَهُ) جَعْلُهُمَا (عَلَى صَدْرِهِ) ، نَقَلَهُ أَحْمَدُ عَنْ يَحْيَى

الرَّقْقِيِّ (مَطَالِبُ أُولَى النَّهْيِ فِي شَرْحِ غَايَةِ الْمُنْتَهَى ، ج ۲ ص ۴۸۲ ، بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ وَمَا يَكْرَهُ فِيهَا ، وَأَرْكَانَهَا ، وَوَجَبَاتُهَا ، وَسُنَنُهَا ، وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنی ناف کے نیچے رکھ لے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے کہ دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا ناف کے نیچے سنت ہے، اور اس کو احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا، اور اس کی وجہ اللہ عزوجل کے سامنے اپنی ذلت کا پیش کرنا ہے (یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں اپنی ذلت و تحقیر اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم پائی جاتی ہے) اور دونوں ہاتھ سینے پر باندھنا مکروہ ہے، احمد نے یحییٰ رقی سے اس کو روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

اور ابن ضویان، ابراہیم بن محمد بن سالم (المتوفی ۱۳۵۳ھ) نماز کی سنتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وَوَضَعَ الْيَمِينَ عَلَى الشَّمَالِ ، وَجَعَلَهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ) لِحَدِيثِ وَائِلِ بْنِ حَجْرٍ وَفِيهِ ثَمَّ وَضَعَ الْيَمِينَ عَلَى الْيُسْرَى رَوَاهُ أَحْمَدُ ، وَمُسْلِمٌ . وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : إِنْ مِنْ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ الْأَكْفَ عَلَى الْأَكْفِ تَحْتَ السُّرَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ (مَنَارُ السَّبِيلِ فِي شَرْحِ الدَّلِيلِ ج ۱ ص ۹۲)

ترجمہ: اور (نماز کی سنت یہ بھی ہے کہ) دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا اور ان دونوں کو ناف کے نیچے کرنا، وائل بن حجر کی حدیث کی وجہ سے، جس میں یہ ہے کہ پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، اس کو احمد اور مسلم نے روایت کیا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے، اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)



## تہذیبی شافعی کی عبارات

(۱)..... امام محیی الدین ابی زکریا یحییٰ بن شرف النووی شافعی (المتوفی ۶۷۶ھ) رحمہ اللہ فرماتے

وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ ، هَذَا مَذْهَبُ الْمَشْهُورِ ، وَبِهِ قَالَ  
الْجَمْهُورُ ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهٍ وَأَبُو  
إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا : يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ ، وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ  
أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَايَتَانِ كَالْمَذْهَبَيْنِ ، وَعَنْ أَحْمَدَ رَوَايَتَانِ  
كَالْمَذْهَبَيْنِ ، وَرَوَايَةٌ ثَالِثَةٌ أَنَّهُ مُخَيَّرَ بَيْنَهُمَا وَلَا تَرْجِيحَ ، وَبِهَذَا قَالَ  
الْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ الْمُنْذِرِ ، وَعَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ رَوَايَتَانِ إِحْدَاهُمَا  
يَضَعُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ ، وَالثَّانِيَةُ يُرْسِلُهُمَا وَلَا يَضَعُ إِحْدَاهُمَا عَلَى  
الْأُخْرَى ، وَهَذِهِ رَوَايَةُ جَمْهُورِ أَصْحَابِهِ وَهِيَ الْأَشْهُرُ عَنْهُمْ ، وَهِيَ  
مَذْهَبُ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، وَعَنْ مَالِكٍ رَحِمَهُ اللَّهُ أَيْضًا اسْتِحْبَابُ الْوَضْعِ  
فِي النَّفْلِ ، وَالْإِرْسَالِ فِي الْفَرْضِ ، وَهُوَ الَّذِي رَجَّحَهُ الْبَصَرِيُّونَ مِنْ  
أَصْحَابِهِ (شرح النووی، باب وضع يده اليمنى على اليسرى بعد تكبيرة الاحرام)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھ لے، ہمارا مشہور مذہب  
یہی ہے اور یہی قول جمہور (شوافع) کا ہے، اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحاق  
بن راہویہ اور ہمارے فقہاء میں سے ابو اسحاق مروزی کا قول یہ ہے کہ دونوں ہاتھ ناف  
کے نیچے رکھے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دونوں مذہبوں کی طرح  
دور وایتیں ہیں۔ ۱۔

اور امام احمد سے بھی دونوں مذہبوں کی طرح دور وایتیں ہیں، اور تیسری روایت یہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں ناف پر ہاتھ رکھنے کا ذکر ہے، اس پر ان شاء اللہ تعالیٰ بحث آگے آئے



کہ ان دونوں کے درمیان نمازی کو اختیار ہے، اور دونوں میں کوئی ترجیح نہیں ہے، اور یہی قول اوزاعی اور ابن منذر کا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں، ایک روایت تو سینے کے نیچے رکھنے کی ہے، اور دوسری روایت ارسال کرنے اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھنے کی ہے۔

اور یہی (ارسال کرنے اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر نہ رکھنے کی) روایت امام مالک کے جمہور اصحاب کی ہے، اور ان کے نزدیک مشہور بھی یہی ہے، اور لیث بن سعد کا مذہب بھی یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت نفل نماز میں ہاتھ رکھنے اور فرض نماز میں ارسال کرنے (یعنی ہاتھ چھوڑے رکھنے) کی ہے، اور امام مالک کے بصرہ کے اصحاب نے اسی کو ترجیح دی ہے (ترجمہ ختم) ۱۔

۱۔ اور امام نووی رحمہ اللہ اپنی ایک اور تالیف میں فرماتے ہیں:

وَيَجْعَلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ، هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَنْصُوصُ، وَفِيهِ وَجْهٌ مَشْهُورٌ لِأَبِي إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيِّ أَنَّهُ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ، وَالْمَذْهَبُ الْأَوَّلُ (المجموع شرح المذهب ج ۷ ص ۱۲۱)

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اپنے سینے کے نیچے اور اپنی ناف کے اوپر رکھ لے، یہی صحیح ہے، جو کہ (فقہ شافعی میں) منصوص ہے، اور اس میں ابو اسحاق مروزی کی مشہور وجہ ہے کہ وہ ہاتھوں کو اپنی ناف کے نیچے کرے، اور (امام شافعی کا) مذہب اول ہے (یعنی ناف کے اوپر اور سینے کے نیچے) (ترجمہ ختم)

نیز فرماتے ہیں:

فِرْع: فِي مَذَاهِبِهِمْ فِي مَحَلِّ مَوْضِعِ الْيَدَيْنِ: قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَنَا أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ جَعْلُهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ فَوْقَ سُرَّتِهِ وَبِهَذَا قَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَدَاوُدُ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَالثَّوْرِيُّ وَإِسْحَاقُ يَجْعَلُهُمَا تَحْتَ سُرَّتِهِ، وَبِهِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا كَمَا سَبَقَ، وَحَكَاةُ ابْنِ الْمُنْدِيرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالنَّخَعِيِّ وَأَبِي مَجْلَزٍ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَايَتَانِ، إِحْدَاهُمَا: فَوْقَ السُّرَّةِ، وَالثَّانِيَّةُ تَحْتَهَا، وَعَنْ أَحْمَدَ ثَلَاثَ رَوَايَاتٍ هَاتَانِ، وَالثَّلَاثَةُ يَتَخَيَّرُ بَيْنَهُمَا وَلَا تَفْضِيلَ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْدِيرِ فِي غَيْرِ الْأَشْرَافِ أَظْنُهُ فِي الْأَوْسَطِ: لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ وَهُوَ مُخَيَّرٌ بَيْنَهُمَا (المجموع شرح المذهب ج ۷ ص ۱۲۵)

ترجمہ: تفصیل فقہاء کے ہاتھ باندھنے کی جگہ کے بارے میں ہم نے یہ ذکر کر دی ہے کہ ہمارے مذہب میں

سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر ہاتھ باندھنا مستحب ہے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾



(۲)..... اور امام نووی رحمہ اللہ روضۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ يَضَعُ يَدَيْهِ كَمَا ذَكَرْنَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ عَلَى الصَّحِيحِ (روضۃ

الطالبین وعمدة المفتین، الباب الرابع فی صفة الصلاة، فصل فی القيام)

ترجمہ: پھر رکھ لے اپنے ہاتھ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اپنے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر صحیح قول یہی ہے (ترجمہ ختم)

(۳)..... اور شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر بیہقی شافعی (المتوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

مَا تَحْتَ صَدْرِهِ أَيْ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ (تحفة المحتاج فی شرح المنہاج، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اپنے سینے کے نیچے اور اپنی ناف کے اوپر (ہاتھ باندھے) (ترجمہ ختم) ۱

### ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

اور یہی قول سعید بن جبیر اور داؤد کا ہے، اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ ناف کے نیچے رکھے گا، اور ہمارے اصحاب شوافع میں سے اسحاق مروزی بھی اسی کے قائل ہیں، جیسا کہ گزر چکا، اور ابن منذر نے ابو ہریرہ اور ابراہیم نخعی اور ابو مجلز سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں، ایک ناف سے اوپر کی اور دوسری ناف سے نیچے کی، اور امام احمد سے تین روایتیں ہیں، دو تو یہی (یعنی ناف سے اوپر اور نیچے کی) اور تیسری ان دونوں کے درمیان اختیار ہونے کی اور دونوں میں کسی ایک کے افضل نہ ہونے کی، اور ابن منذر نے غیر اشراف میں اور میرا گمان ہے کہ اوسط میں فرمایا کہ نبی ﷺ سے (براہ راست) اس بارے میں کچھ ثابت نہیں، اور نمازی کو دونوں (یعنی ناف سے نیچے اور اوپر) میں اختیار ہے (ترجمہ ختم)

۱ اور شمس الدین محمد بن احمد شربنی شافعی (المتوفی ۷۷۷ھ) فرماتے ہیں:

(و) يُسَنُّ (جَعَلَ يَدَيْهِ تَحْتَ صَدْرِهِ) وَفَوْقَ سُرَّتِهِ (مغنی المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنہاج، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور سنت ہے اپنے ہاتھ اپنے سینے سے نیچے اور ناف کے اوپر رکھنا (ترجمہ ختم)

۱ امام ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن زکریا انصاری شافعی (المتوفی ۷۹۶ھ) فرماتے ہیں:

(وَيَضَعُهُمَا) أَيْ الْيَدَيْنِ (بَيْنَ السُّرَّةِ، وَالصَّدْرِ) (أسنى المطالب، الباب الرابع فی صفة الصلاة، الركن الثاني تكبيرة الاحرام)

ترجمہ: اور اپنے دونوں ہاتھ ناف اور سینے کے درمیان (والی جگہ) میں رکھ لے (ترجمہ ختم)

### ﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو ﴾



فائدہ: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مشہور مذہب سینے سے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ رکھنے کا ہے۔ ۱۔

### ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

نیز اپنی ایک دوسری تصنیف میں فرماتے ہیں:

( وَقَبْضُ ) فِي قِيَامٍ أَوْ بَدَلِهِ ( بِيَمِينٍ كُوعٍ يَسَارٍ ) وَبَعْضُ سَاعِدَيْهَا وَرُسُغِهَا ( تَحْتَ صَدْرِهِ ) فَوْقَ سُرَّتِهِ ( حَاشِيَةُ الْجَمَلِ ، بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ ، ج ۳ ص ۷۴ )  
ترجمہ: اور قیام یا اس کے متبادل (مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھنے) کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کے (انگوٹھے کے قریب ہاتھ کے) جوڑ کا کنارہ اور کچھ بازو اور گٹے کو پکڑ لے سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

عثمان بن سلیمان سولینی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

( وَضْعُ ) بَطْنِ كَفِّ ( الْيَمِينِ عَلَى ) ظَهْرِ ( الشَّمَالِ ) بِأَنْ يَقْبِضَ فِي قِيَامٍ أَوْ بَدَلِهِ بِيَمِينٍ كُوعٍ يَسَارِهِ وَبَعْضُ سَاعِدَيْهَا وَرُسُغِهَا تَحْتَ صَدْرِهِ وَفَوْقَ سُرَّتِهِ ( حَاشِيَةُ الْبَجِيرِ مِى عَلَى الْخَطِيبِ ، كِتَابُ الصَّلَاةِ ، فَصْلُ فِي أَرْكَانِ الصَّلَاةِ ، سَنَنِ الصَّلَاةِ ج ۴ ص ۴۳ )  
ترجمہ: اور اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا، اس طرح سے کہ پکڑ لے قیام یا اس کے متبادل (مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھنے) کی حالت میں اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کے (انگوٹھے کے قریب ہاتھ کے) جوڑ کا کنارہ اور کچھ بازو اور گٹے کو سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

۱۔ ملحوظ رہے کہ شوافع نے سینے کے نیچے ہاتھ باندھنے کی یہ حکمت بیان فرمائی ہے کہ اس سے ہاتھ دل کی محاذات میں ہو جائیں گے اور دل میں یکسوئی رہے گی، اور ایمان کا محل بھی دل ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ دل کی محاذات میں ہونے سے تقریبی محاذات مراد ہے نہ کہ حقیقی۔

( قَوْلُهُ وَحُكْمُهُ ذَلِكَ ) أَيْ جَعَلَهُمَا تَحْتَ صَدْرِهِ ، نِهَآيَةً .  
( قَوْلُهُ يُحَازِيهِ ) أَيْ الْقَلْبُ فَإِنَّهُ تَحْتَ الصُّدْرِ مِمَّا يَلِي جَانِبَ الْأَيْسَرِ ، نِهَآيَةً . أَيْ فَالْمُرَادُ بِالْمُحَازَاةِ التَّقْرِيبِيَّةِ لَا الْحَقِيقِيَّةِ خِلَافًا لِمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الطَّلَبَةِ مِنْ جَعْلِ الْكُفَّيْنِ فِي الْجَنْبِ الْأَيْسَرِ مُحَازِيَتَيْنِ لِلْقَلْبِ حَقِيقَةً فَإِنَّهُ مَعَ مَا فِيهِ مِنَ الْخَرَجِ يُخَالِفُ قَوْلَهُمْ وَجَعْلُ يَدَيْهِ تَحْتَ صَدْرِهِ فَإِنَّ الْيُسْرَى حِينَئِذٍ يُجْعَلُ جَمِيعُهَا تَحْتَ الثُّدَى الْأَيْسَرِ بَلْ فِي الْجَنْبِ الْأَيْسَرِ لَا تَحْتَ الصُّدْرِ .

( قَوْلُهُ مَا قُلْنَا ) أَيْ مِنْ حِفْظِ قَلْبِهِ عَنِ الْخَوَاطِرِ ( تحفة المحتاج فی شرح المنهاج ، باب صفة الصلاة )

( و كَذَا فِي حَوَاشِي الشَّرَوَالِي عَلَى تَحْفَةِ الْمُحْتَاجِ بِشَرْحِ الْمُنْهَاجِ ، بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ ، ج ۲ ص ۱۰۳ )



## فقہ مالکی کی عبارات

امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک معلوم ہو چکا، اس لیے ان کے فقہ کی مستقل عبارات کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

### خلاصہ

مذکورہ ان تمام مستند فقہاء کی عبارات سے معلوم ہوا کہ بعض صحابہ اور جلیل القدر تابعین (مثلاً ابو مجلز و ابراہیم نخعی) سمیت فقہائے احناف اور اسحاق بن راہویہ و سفیان ثوری جیسے محدث و فقیہ اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور شوافع میں سے ابو اسحاق مروزی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور بعض فقہاء ناف سے اوپر اور سینے سے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔

اور مرد کے حق میں خاص سینے کے اوپر ہاتھ باندھنے کا چاروں فقہاء میں سے کوئی بھی قائل نہیں، بلکہ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے تو سینہ پر ہاتھ باندھنے کا مکروہ ہونا منقول ہے، اور سینے پر ہاتھ باندھنے میں غیروں کے ساتھ مشابہت بھی لازم آتی ہے۔

لہذا سوال میں بعض حضرات کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قول کو صرف حنفی حضرات کی طرف منسوب کرنا، اور سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دیگر فقہاء کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔ ۱

۱۔ بلکہ متعدد حضرات نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ مرد کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا فقہائے اربعہ میں سے کسی کا مسلک نہیں، اور یہ خرقی اجماع ہے، واللہ اعلم۔

فانحصر مذهب المسلمین فی ثلاثة، احدها الوضع تحت السرة، وثانيها فوق السرة تحت الصدر، وثالثها الارسال، بل انحصر الوضع فی هيتين، تحت الصدر، وتحت السرة، ولم يوجد على ما قال الشوكاني مذهب من مذهب المسلمين ان يكون الوضع على الصدر، فقول الوضع على الصدر قول خارج من مذاهب المسلمين، وخارق لاجماعهم المركب (بذل المجهود ج ۲ ص ۲۵، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة، مطبوعة، مكتبة قاسميه، ملتان)

قلت وقد مر عن معارف السنن ان الرواية على الصدر عن الشافعى رواية النادرة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾



اور اسی طرح سے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا روایات سے ثابت نہیں۔  
کیونکہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے عمل کا ثبوت احادیث اور صحابہ و تابعین وغیرہ کی روایات  
و آثار کے ساتھ ساتھ عقل و قیاس کے اصول سے بھی ثابت ہے۔  
جیسا کہ آگے آنے والی تفصیل سے معلوم ہوگا۔

نماز میں ناف کے نیچے یا اوپر ہاتھ باندھنے کے متعلق روایات و آثار  
اب وہ روایات اور آثار ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے  
پر فقہاء نے استدلال کیا ہے۔

### پہلی روایت

(۱)..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد، امام ابو یوسف رحمہ اللہ حضرت ابراہیم نخعی سے مرسل  
روایت فرماتے ہیں:

قَالَ ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي يُونُسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ  
إِبْرَاهِيمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَعْتَمِدُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى  
عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ يَتَوَاضَعُ بِذَلِكَ لِلَّهِ تَعَالَى (الآثار لابن يوسف،  
روایت نمبر ۳۳۲)

ترجمہ: ہم سے یوسف بن ابی یوسف نے اپنے والد ابو یوسف کی طرف سے حدیث

### ﴿ گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ ﴾

کما قال :

وعند الشافعي تحت صدره، كما في الوسيط وعامة كتب الشافعية، وهي المذكورة  
في الام والمعمولة والمختارة عند اصحابه، وهي رواية عن مالك ايضا، او على  
صدره كما في الحاوي وهي رواية النادرة، وعن احمد روايتان كالمذهبين، وثالثة في  
التخيير وجعل ابن هبيرة الرواية المشهورة عن احمد مذهب امامنا ابي حنيفة، افاده  
شيخنا في تعليقاته، قال وكذا في الميزان، وقال واختارها الخرقى، وقال ابو الطيب  
المدنى، قال الترمذى لم يأخذ احد من الاربعة بالوضع على الصدر (معارف السنن  
ج ۲ ص ۴۳۶، باب ماجاء في وضع اليمين على الشمال في الصلاة)



بیان کی، انہوں نے امام ابوحنیفہ سے، اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع (وعاجزی) اختیار کرتے ہوئے رکھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی معتبر ہیں۔ ۱۔

البتہ حضرت ابراہیم نخعی نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے، لیکن حضرت ابراہیم نخعی کی مرسل حدیث کو محدثین نے قبول کیا ہے۔ لہذا مذکورہ حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ۲۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا تواضع و عاجزی کے زیادہ قریب اور غیروں نیز متکبرین کے طریقے و مشابہت سے پاک ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس روایت کے راوی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مروی ہے (جیسا کہ آگے آتا ہے) اور ہمارے فقہائے کرام نے بھی مندرجہ بالا حدیث سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے (جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے)

## دوسری روایت

(۲)..... مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ أَبِي مُعَشِّرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (المصنف لابن ابی شیبہ، وضع اليمين على الشمال)

۱۔ یوسف القاضی صاحب التصانیف فی السنن، الامام الحافظ الفقیہ الکبیر الثقة القاضی (سیر اعلام النبلاء، جزء ۱۲، صفحہ ۸۵)

۲۔ أن مراسیل إبراهيم النخعي أقوى من مسانيدہ وهو لعمرى كذلك (التمهيد لما في الموطاء، درذيل مقدمة، جزء ۱ صفحہ ۳۸)

وأما مراسيل النخعي فقال ابن معين مراسيل إبراهيم أحب إلي من مراسيل الشعبي (تدريب الراوي في شرح تقريب النوي)

فمراسيل سعيد بن المسيب، ومحمد بن سيرين، وإبراهيم النخعي عندهم صحاح (شرح علل الترمذی كاملاً، جزء ۱ صفحہ ۱۲۷)

وراجع للتفصيل قواعد في علوم الحديث، صفحہ ۱۳۸ و ۱۴۹ و ۱۵۰



ترجمہ: ہم سے حضرت وکیع نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ربیع سے، اور انہوں نے حضرت ابو معشر سے اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کی سند معتبر ہے، چنانچہ اس روایت میں پہلے راوی وکیع بن جراح بن ملیح ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ ۱۔

اور باقی راویوں کے بارے میں تحقیق آگے آرہی ہے۔

### تیسری روایت

(۳)..... اور امام محمد رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ:

أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ.

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ (كتاب الآثار ص ۲۴، حدیث

نمبر ۱۲۱، باب الصلاة قاعدا والتعمد على شيء الخ)

ترجمہ: ہمیں ربیع بن صبیح نے خبر دی، انہوں نے ابو معشر سے روایت کیا، اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہ حضرت ابراہیم نخعی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں، اور یہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی قابل اعتبار ہیں، اور یہ روایت سند کے اعتبار سے حسن درجے سے کم نہیں ہے۔

۱۔ وکیع بن الجراح بن ملیح الرؤاسی بضم الراء وهمزة ثم الركعة أبو سفیان الکوفی ثقة حافظ عابد من كبار التاسعة مات فی آخر سنة ست وأول سنة سبع وتسعين وله سبعون سنة (تقریب التهذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۸۳)



چنانچہ پہلے راوی ربیع بن صبیح ہیں، جن کی احادیث کو ابن عدی نے صالح اور مستقیم قرار دیا ہے۔ ۱۔  
اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، اور شعبہ نے ان کو مسلمانوں کا سردار فرمایا ہے۔

یغزوہ ہند میں شریک ہوئے اور سندھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۲۔

۱۔ قال ابن عدی:

وللربیع احادیث صالحة مستقيمة ولم أر له حديثا منكرا جدا وأرجو أنه لا بأس به  
وبروایاته (الکامل لا بن عدی، من اسمہ، ربیع ج ۳ ص ۱۳۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کو رجل صالح، اور ابو زرعة نے ان کو شیخ صالح اور صدوق قرار دیا ہے۔

قال ابن ابی حاتم:

حدثنا عبد الرحمن انا عبد الله بن احمد ( بن حنبل - ) فيما كتب إلى قال سألت ابی  
عن الربیع بن صبیح فقال: لا بأس به، رجل صالح (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم  
ج ۳ ص ۴۶۳)

حدثنا عبد الرحمن قال سمعت ابی يقول: الربیع بن صبیح رجل صالح، ومبارک بن  
فضالة احب إلى منه.

حدثنا عبد الرحمن قال سئل أبو زرعة عن الربیع بن صبیح فقال: شیخ صالح  
صدوق (الجرح والتعديل لابن ابی حاتم ج ۳ ص ۴۶۳)

۲۔ وقال الذهبي:

الربیع بن صبیح البصری. العابد، الإمام، مولی بنی سعد، من أعیان مشایخ البصرة.  
حدث عن: الحسن، ومحمد بن سیرین، وعطاء بن ابی رباح، وثابت البنانی، وجماعة.  
وعنه: وكیع، وابن مہدی، وأبو داود الطیالسی، وعلى بن الجعد، وأبو الولید،  
وآخرون. روى: عباس، عن ابن معین: ثقة. وقال أحمد: لا بأس به. وذكره: شعبه،  
فقال: هو عندي من سادات المسلمين.

قلت: كان كبير الشأن، إلا أن النسائي ضعفه.

وقال حجاج: سألت شعبه عن مبارك والربیع بن صبیح، فقال: مبارك أحب إلى.  
وقال علی: جهدت بیحیی بن سعید أن یحدثنی بحديث عن الربیع بن صبیح، فأبی  
علی. وقال أبو الولید: كان یدلس. قال ابن حبان: کتبه: أبو جعفر. حدث عنه: الثوری،  
وابن المبارک، ووكیع. وكان من عباد أهل البصرة وزهادهم، كان يشبه بيته بالليل  
بالنحل، إلا أن الحديث لم یکن من صناعته، فكان یهم كثيرا. توفي: بالسند، سنة ستین  
ومائة. محمود بن غیلان: حدثنا أبو داود، قال شعبه: لقد بلغ الربیع بن صبیح فی مصرنا  
هذا ما لا یبلغه الأحنف بن قیس. قال أبو داود: یعنی: فی الارتفاع. قال أبو محمد  
الرامهرمزی: أول من صنف وبوب فیما أعلم: - الربیع بن صبیح بالبصرة، ثم ابن ابی  
عروبة. قلت: توفي غازیاً بأرض الهند (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۲۸)



اور اس روایت کے دوسرے راوی ابو معشر کوفی ہیں، جن کا نام زیاد بن کلیب تميمی حنظلی ہے۔  
 امام عجل اور امام نسائی نے ان کو حدیث میں ثقہ قرار دیا ہے، اور ابن حبان نے ان کو حفاظ متقنین میں  
 سے فرمایا ہے، اور ان سے امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے روایات کی ہیں۔ ۱  
 اور جہاں تک حضرت ابراہیم نخعی کا تعلق ہے، تو یہ جلیل القدر تابعی ہونے کے ساتھ حافظ الحدیث اور  
 فقیہ بھی ہیں، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کو متبع سنت فرمایا ہے۔ ۲  
 حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا یہ قول ہمارے فقہائے کرام کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے  
 کے مسئلہ میں سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۳

۱۔ قال المزني:

زياد بن كليب ، التميمي ، الحنظلي ، أبو معشر الكوفي.

روى عن : إبراهيم النخعي (وقال بعد اسطر)

قال أحمد بن عبد الله العجلي : كان ثقة في الحديث ، قديم الموت . وقال أبو حاتم :  
 صالح ، من قدماء أصحاب إبراهيم ، ليس بالمتين في حفظه ، وهو أحب إلي من حماد  
 بن أبي سليمان . وقال النسائي : ثقة . وقال شهاب بن خراش ، عن الحجاج بن دينار :  
 كان أول من سدس مسروق ، فذكر الحديث ، قال : وسدسوا أصحاب إبراهيم :  
 الحكم ، وحماد ، والأعمش ، وأبو معشر زياد بن كليب ، والحارث العكلي ، ومنصور .  
 قال أبو بكر بن أبي عاصم : مات سنة عشر ومئة . وقال ابن حبان : كان من الحفاظ  
 المتقنين ، مات سنة تسع عشرة ومئة . روى له مسلم ، وأبو داود ، والترمذي ،  
 والنسائي . (تهذيب الكمال ج ۹ ص ۵۰۴)

۲۔ قال الذهبي:

إبراهيم النخعي أبو عمران بن يزيد بن قيس (ع) الإمام، الحافظ، فقيه العراق (سير اعلام  
 النبلاء ج ۸ ص ۸۶)

قال أحمد بن عبد الله العجلي : لم يحدث عن أحد من أصحاب النبي - صلى الله عليه  
 وسلم - وقد أدرك منهم جماعة، ورأى عائشة.

وكان مفتي أهل الكوفة هو والشعبي في زمانهما، وكان رجلا صالحا، فقيها، متوقفا،  
 قليل التكلف وهو مختلف من الحجاج (سير اعلام النبلاء ج ۸ ص ۸۸)

قال أحمد بن حنبل : كان إبراهيم ذكيا، حافظا، صاحب سنة (سير اعلام النبلاء  
 ج ۸ ص ۹۵)

۳۔ چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَنَا إِذَا لَمْ يُخَالِفْ قَوْلَ الصُّحَابِيِّ فَمَا فَوْقَهُ (قواعد فی علوم  
 الحدیث، مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ۱۳۲)



(۴)..... اسماعیل بن محمد الصفار؛ احمد بن منصور الرمادی سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ الثَّوْرِيُّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ فَرْقِدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: مَا دُونَ السُّرَّةِ، يَعْنِي

تَحْتَهَا (الآمالی فی آثار الصحابة لعبد الرزاق صنعانی، حدیث نمبر ۵۴)

ترجمہ: امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ حضرت سفیان ثوری نے سعید (بن ابی عروبہ)

سے اور انہوں نے فرقہ (بن یعقوب نخعی) سے اور انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے

روایت کیا کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا کہ (نماز میں ہاتھ) ناف سے نیچے رکھے (ترجمہ ختم)

نکدہ: حضرت سفیان ثوری خود بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں اور علم حدیث وغیرہ

میں بڑے اونچے درجے کے امام شمار ہوتے ہیں۔ ۱۔

اس روایت کے راوی معتبر ہیں، البتہ فرقہ بن یعقوب کو بعض حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے،

لیکن ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ۲۔

اور سفیان ثوری و ابراہیم نخعی سے دوسری سند سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے، لہذا

یہ روایت حسن درجے سے کم نہیں۔

## پانچویں روایت

(۵)..... اور مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: سَمِعْتُ

۱۔ کان إماماً في علم الحديث وغيره من العلوم، وأجمع الناس على دينه وورعه وزهده

وثقته، وهو أحد الأئمة المجتهدين (وفيات الأعيان لابن خلكان ج ۲ ص ۳۸۶، تحت

ترجمة سفیان الثوری)

۲۔ (فرقہ بن یعقوب السبخی ت ق أبو یعقوب البصری الحانک. أحد العباد

الأعلام.)

عن سعيد بن جبیر وإبراهيم النخعي ورعي بن حراش ومرة الطيب وأبي الشعثاء.

وقيل إنه روى عن أنس بن مالك. وعنه سعيد بن أبي عروبة وحماد بن سلمة وهمام

وصدقة بن موسى وحماد بن زيد وغيرهم. وثقه ابن معين. وقال أحمد بن حنبل: ليس

بقوى. وقال الدارقطني: ضعيف. (تاريخ الإسلام للذهبي ج ۸ ص ۲۰۱)



أَبَا مَجْلَزٍ أَوْ سَأَلْتَهُ، قَالَ: قُلْتُ كَيْفَ يَضَعُ؟ قَالَ: يَضَعُ بَاطِنَ كَفِّ يَمِينِهِ عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ شِمَالِهِ وَيَجْعَلُهَا أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ (المصنف لابن أبي شيبة، وضع اليمين على الشمال)

ترجمہ: ہم سے یزید بن ہارون نے حدیث بیان کی (انہوں نے کہا کہ) ہمیں حجاج بن حسان نے خبر دی، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو مجلز سے سنا، یا ان سے سوال کیا، میں نے کہا کہ (نماز میں ہاتھ) کس طرح رکھے گا؟

حضرت ابو مجلز نے فرمایا کہ اپنی دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے گا، اور اس (ہاتھ) کو ناف کے نیچے رکھے گا (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت کے تمام راوی مستند اور معتبر ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے راوی یزید بن ہارون ہیں، جو کہ بہت اعلیٰ درجے کے حافظ الحدیث اور ثقہ و صالح راوی ہیں۔ ۱

۱ یزید بن ہارون (ع) ابن زاذی، الامام القدوة، شیخ الاسلام، ابو خالد السلمی مولاهم الواسطی، الحافظ. مولده فی سنة ثمان عشرة ومئة. وسمع من: عاصم الاحول، ویحیی بن سعید الانصاری القاضی، وسليمان التيمي، وسعيد الجريري، وحميد الطويل، وداود بن أبي هند، وبهز بن حكيم، ومحمد بن عمرو بن علقمة، وعبد الله بن عون، وحريز بن عثمان، وأبي الاشهب جعفر بن الحارث، وسالم بن عبيد، وشيبان النحوي، وشعبة بن الحجاج، ومبارك، وعاصم بن محمد العمري، وعبد الملك بن أبي سليمان، وسعيد بن أبي عروبة، ومحمد بن إسحاق، وفضيل بن مرزوق، وسفيان بن حسين، وجويبر بن سعيد، وشريك بن عبد الله، وإسماعيل بن عياش، وقيس بن الربيع، وخلق كثير. وكان رأساً في العلم والعمل، ثقة حجة، كبير الشأن. حدث عنه: بقية بن الوليد مع تقدمه، وعلي بن المديني، وأحمد بن حنبل، وأبو بكر بن أبي شيبة، وزهير بن حرب، ومحمد بن عبد الله بن نمير، والحسن بن عرفة، وأبو إسحاق الجوزجاني، وأحمد بن عبيد الله النرسي، وأحمد بن عبيد بن ناصح، وأحمد بن الوليد الفحام، وإسحاق الكوسج، والحسن بن علي الخلال، والزعفراني، وسلمة بن شبيب، وسليمان بن سيف الحراني، وعباس الدوري، وعبد الله بن منير، ومحمد ابن أحمد بن أبي العوام، وعبد بن حميد، وعبد الله الدارمي، وأحمد بن الفرات، وأحمد بن سنان، وأحمد بن سليمان الرهاوي، وأبو قلابة الرقاشي، ومحمد بن عبد الملك الدقيقي، ويعقوب الدورقي، والحسن بن مكرم،

﴿بقية حاشية اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو﴾



اور اس روایت کے دوسرے راوی حجاج بن حسان ہیں، جو حسن درجے سے کم نہیں ہیں۔ ۱۔

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

والحارث بن ابی اسامة، ومحمد بن مسلمة الواسطي، ومحمد بن ربح البزاز، وإدريس بن جعفر العطار، وأحمد بن عبد الرحمن السقطي، وهو خاتمة من روى عنه. يقال: إن أصله من بخارى. قال علي بن المديني: ما رأيت أحفظ من يزيد بن هارون. وقال يحيى بن يحيى التميمي: هو أحفظ من وكيع. وقال أحمد بن حنبل: كان يزيد حافظاً متقناً. وقال زياد بن أيوب: ما رأيت ليزيد كتاباً قط، ولا حدثنا إلا حفظاً. وقال علي بن شعيب: سمعت يزيد بن هارون يقول: أحفظ أربعة وعشرين ألف حديث بالاسناد ولا فخر، وأحفظ للشاميين عشرين ألف حديث لا أسأل عنها. قلت: لانه أكثر إلى الغاية عن محدثي الشام: ابن عياش وبقية، وكان ذاك نازلاً عنده، وإنما حسن سماع ذلك من أصحابهما في أيام أحمد بن حنبل ونحوه. قال المفضل بن زياد: سمعت أبا عبد الله وقيل له: يزيد بن هارون له فقه؟ قال: نعم، ما كان أذكاه وأفهمه وأفطنه. قال أحمد بن سنان القطان: ما رأينا عالماً قط أحسن صلاة من يزيد بن هارون، لم يكن يفتر من صلاة الليل والنهار. قال أبو حاتم الرازي: يزيد ثقة إمام، لا يسأل عن مثله. وروى عمرو بن عون، عن هشيم، قال: ما بالمصريين مثل يزيد بن هارون. وقال مؤمل بن يهاب: سمعت يزيد بن هارون يقول: ما دلست حديثاً قط إلا حديثاً واحداً عن عوف الأعرابي، فما بورك لي فيه. عن عاصم بن علي قال: كنت أنا ويزيد بن هارون عند قيس بن الربيع، فأما يزيد، فكان إذا صلى العتمة، لا يزال قائماً حتى يصلي الغداة بذلك الوضوء نيفاً وأربعين سنة. وقال محمد بن إسماعيل الصائغ نزيل مكة: قال رجل ليزيد بن هارون: كم جزؤك؟ قال: وأنا من الليل شيئاً؟ إذا لا أنام الله عيني. وقال يحيى بن أبي طالب: سمعت من يزيد ببغداد، وكان يقال: إن في مجلسه سبعين ألفاً. قلت: احتفل محدثو بغداد وأهلها لقدم يزيد، وازدحموا عليه لجلالته وعلو إسناده. قال أحمد بن عبد الله العجلي: يزيد بن هارون ثقة ثبت منعبد حسن الصلاة جداً، يصلي الضحى ست عشرة ركعة، بها من الجودة غير قليل، قال: وكان قد عمى. قال أبو بكر بن أبي شيبة: ما رأيت أحداً أتقن حفظاً من يزيد بن هارون. قال أحمد بن سنان: كان يزيد وهشيم معروفين بطول صلاة الليل والنهار. وقال يعقوب بن شيبة: كان يزيد يعد من الأمرين بالمعروف والنهي عن المنكر (سير اعلام النبلاء للذهبي، جزء ۹، درذيل راوی نمبر ۱۱۸)

وحديثه كثير جداً في مسند أحمد، وفي الكتب الستة، وفي أجزاء كثيرة (ايضاً)

۱۔ حجاج بن حسان القيسي البصري. روى عن: أنس بن مالك، وصخر بن عبد الله بن بريدة، وأبي سفيان طلحة بن نافع، وعبد الله بن بريدة، وعكرمة مولى ابن عباس، ومقاتل بن حيان (مد)، وأبي مجلز لاحق بن حميد، وأبي محمد الحنفی، وأخته المغيرة بنت حسان. روى عنه،

﴿بقية حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اور حضرت ابو مجلز جلیل القدر تابعی ہیں، جنہوں نے صحابہ کرام کی صحبت اٹھائی ہے۔  
ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ عمل صحابہ کرام کو دیکھ کر اور ان سے سُن کر ہی، بیان کیا ہے، خود اپنی عقل  
وقیاس سے نہیں فرمایا۔

اور ہمارے فقہاء کے نزدیک اُن کا یہ قول بھی حجت رکھتا ہے۔ ۱

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

روح بن عبادۃ، وأبو عبیدۃ عبد الواحد بن واصل الحداد، ومسلم بن ابراہیم، وموسیٰ  
بن اسماعیل، ویحیی بن سعید القطان، ویزید بن ہارون (مد) قال عبد اللہ بن أحمد بن  
حنبل، عن أبیه: لیس بہ بأس، وقال مرة: ثقة وقال إسحاق بن منصور، عن یحیی بن  
معین: صالح. وقال النسائی: لیس بہ بأس (تہذیب الکمال للامام المزنی، جزء ۵  
صفحہ ۴۳۴)

حجاج بن حسان القیسی البصری. روى عن أنس وعکرمۃ ومقاتل بن حیان وأبى مجلز  
وغیرہم. وعنه روح بن عبادۃ ویزید بن ہارون والقطان ومسلم بن ابراہیم وأبو سلمۃ.  
قال أحمد لیس بہ بأس وقال مرة ثقة وقال ابن معین صالح وقال النسائی لیس بہ بأس.  
قلت: وذكرہ ابن حبان فی الثقات (تہذیب التہذیب لابن حجر العسقلانی، جزء ۲  
صفحہ ۱۷۶)

۱۔ واما قولکم: ان اثر النخعی وابی مجلز لیس بدلیل؛ لان قول التابعین لیس بحجة  
على غیرہم الخ، قلنا: انما ذکرناہ دلیلاً علی قول من یری الاحتجاج بہ، وهذا القول  
منسوب الی الحنفیۃ، كما صرح بہ فی التحریر وغیرہ، وصنیع الامام محمد فی الآثار  
یؤید هذا القول، وان کان المروی عن الحنفیۃ خلافہ ایضاً، ثم علی القول بعدم كونها  
حجة لا شک فی كونها مرجحة لغيرها، لعدم كونها دلائل مستقلة (ترصیع الدرۃ علی  
درہم الصرۃ، ص ۸۹، مطبوعۃ، ادارۃ القرآن، کراتشی)

وقول التابعی وان لم یکن حجة عند الجمهور، ولكنه حجة عندنا معشر الحنفیۃ علی  
الاصح، اذا کان تابعیاً کبیراً ظهرت فتواه فی زمن الصحابة، وابو مجلز لاحق بن حمید  
البصری کذا لک، فانه مات فی سنة مائة او احدى ومائة، كما قال العینی فی ترجمته  
بما نصہ: اسمه لاحق بن حمید بضم الحاء ابن سعید البصری الاعور من التابعین  
المشہورین، مات بظهر الکوفة فی سنة مائة او احدى ومائة اهـ، ”عمدة القاری“ (۲):  
(۸۸۹) قلت: فهو تابعی کبیر قد مات فی زمن الصحابة، علی ان قوله تأید بالمرفوع  
ایضاً كما سیأتی (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۲، باب وضع الیدین تحت السرة وکیفیۃ الوضع)  
لاحق بن حمید بن سعید السدوسی البصری ابو مجلز بکسر المیم وسکون الجیم  
وفتح اللام بعدها زای مشہور بکنیتہ ثقة من کبار الثالثة مات سنة ست وقیل تسع ومائة  
وقیل قبل ذلک (تقریب التہذیب، جزء ۲ صفحہ ۲۹۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



## چھٹی روایت

(۶)..... امام طبرانی اور امام ابو نعیم اصہبانی رحمہما اللہ اپنی سند کے ساتھ حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت وائل حضرمی سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ: "وَلَا الضَّالِّينَ"،

## ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

لاحق بن حمید بن سعید ويقال شعبة ابن خالد بن كثير بن حبیش بن عبد الله بن سدوس السدوسی ، ابو مجلز البصری الأعور. قدم خراسان مع قتيبة بن مسلم ، وله دار بمرور علی الرزق. روى عن : أسامة بن زيد بن حارثة ، وأنس بن مالك (خ م س) ، وبشير بن نهيك (د ت س) ، وجندب بن عبد الله البجلي (م) ، والحارث بن نوفل (س) ، وحذيفة بن اليمان (د ت) ، مرسل ، والحسن بن علي بن أبي طالب (س فق) ، وسمرة بن جندب ، وعامر بن عبد الله (س) ، وعبد الله بن صفوان بن أمية ، وعبد الله بن عباس (ع) ، وعبد الله بن عمر بن الخطاب ، وأبيه عمر ابن الخطاب (س) مرسل ، وعمر بن عبد العزيز وهو أكبر منه ، وعمر بن العاص ، وعمران بن حصين ، وقيس بن عباد (خ م س ق) ، ومعاوية بن أبي سفيان (بخ د ت) ، والمغيرة بن شعبة ، وأبي بردة بن أبي موسى الأشعري وهو من أقرانه ، وأبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود ، وأبي عثمان النهدي ، وأبي موسى الأشعري (س) ، وحفصة بنت عمر (س) ، زوج النبي صلى الله عليه وسلم وأم سلمة (س) زوج النبي صلى الله عليه وسلم. روى عنه : إبراهيم بن العلاء أبو هارون الغنوي ، وأمّية (د) شيخ لسليمان التيمي إن كان محفوظا ، وأنس بن سيرين (س) ، وأيوب السخيتاني ، وحبيب بن الشهيد (بخ د ت) ، والحكم بن عتيبة ، وأبو زهير حيان بن عبد الله بن زهير العدوي البصري ، وابنه رديني بن أبي مجلز السدوسی ، وسليمان التيمي (خ م س) ، وعاصم الاحول (خ م س ق) ، وعباد بن عباد بن علقمة المازني (س) ، وأبو حريز عبد الله بن الحسين قاضي سجستان ، وأبو طيبة عبد الله بن مسلم المروزي ، وعمارة بن أبي حفصة (فق) ، وعمران ابن حدير (د ت س) ، وقتادة بن دعامة (م د ت س) ، وأبو غفار المثنى بن سعيد ، ومطهر بن جويرة ، ومنصور بن النعمان ، وأبو مكين نوح بن ربيعة (فق) ، وهشام بن حسان القردوسی ، وأبو التياح يزيد بن حميد الضبعي (م ق) ، ويزيد بن حيان أبو مقاتل ابن حيان (ت ق) ، ويزيد النحوي ، وأبو السود النهدي ، وأبو هاشم الرماني (خ م س ق) ذكره محمد بن سعد في الطبقة الثانية من أهل البصرة ، وقال كان ثقة ، وله أحاديث. وذكره الهيثم بن عدي عن عبد الله بن عياش في الطبقة الثالثة. وقال العجلي بصرى تابعي ثقة ، وكان يحب عليا. وقال أبو زرعة وابن خراش : ثقة. وذكره ابن حبان في كتاب "الثقات" (تهذيب الكمال، جزء ۱۳، صفحہ ۱۷۶، تحت رقم الترجمة ۶۷۷۲)



قَالَ: آمِينَ وَأَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى،  
وَجَعَلَهَا عَلَى بَطْنِهِ (المعجم الكبير للطبرانی حديث نمبر ۱۷۵۷۶، معرفة الصحابة

لابی نعیم حدیث نمبر ۶۳۸۲)

ترجمہ: کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ ﷺ نے  
”ولا الضالین“ کہا تو آپ نے آہستہ آواز سے آمین کہا، اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ  
پر اپنے پیٹ کے اوپر رکھا (ترجمہ ختم)

اس روایت کے ایک راوی حجاج بن نصیر کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن بعض نے ان کو شیخ  
صدوق اور ان کی حدیث کے لابی اس بہ ہونے کا حکم لگایا ہے، اور ابن عدی نے ان کو صالح قرار دیا ہے۔

۱۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ابو نعیم اسمہانی فرماتے ہیں:

رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ وَالْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ، عَنْ سَلَمَةَ نَحْوَهُ (معرفة  
الصحابة، حوالہ بالا)

قال الهيثمي:

حَجَّاجُ بْنُ نَصِيرٍ، ضَعْفُهُ أَبُو حَاتِمٍ وَغَيْرُهُ، وَوَلَقَّاهُ ابْنُ مَعِينٍ وَابْنُ جَبَّانٍ (مجمع الزوائد  
ج ۱ ص ۲۳۹)

حجاج الفسطاطی لیس بہ بأس قالہ یحییٰ (تاریخ اسماء الثقات لابن شاہین تحت رقم الترجمة ۲۶۳)  
حجاج بن نصیر الفساطیطی بصری یکنی ابا محمد ثنا الجنیدی قال حدثنا البخاری قال مات  
حجاج بن نصیر ابو محمد الفساطیطی البصری سنة أربع عشرة أو ثلاث عشرة يتكلمون فيه  
سمعت بن حماد يقول قال البخاری حجاج بن نصیر ابو محمد الفساطیطی البصری عن شعبة  
سكتوا عنه ثنا بن حماد ثنا معاوية عن يحيى قال الحجاج بن نصیر الفساطیطی ضعیف وقال النسائی  
حجاج بن نصیر البصری ضعیف ثنا عمر بن الحسن بن نصر ثنا عقبة بن مكرم ثنا ابو محمد القیسی  
حجاج بن نصیر الفساطیطی ثنا بن العراء ثنا یعقوب بن شعبة قال سألت یحییٰ بن معین عن حجاج  
بن نصیر فقال لی صاحب الفساطیط کان شیخا صدوقا ولكنهم أخذوا علیه شیئا من حدیث شعبة  
یعنی انه اخطأ فی أحادیث من أحادیث شعبة..... ولحجاج بن نصیر أحادیث وروایات عن شیوخه ولا  
اعلم له شیئا منکرا غیر ما ذكرت وهو فی غیر ما ذکرته صالح (الکامل لابن عدی ج ۲ ص ۲۳۱)  
یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کسی راوی کے بارے میں جتنی جرحیں موجود ہوتی ہیں، وہ سب مقبول و مؤثر نہیں ہوتیں، بلکہ بعض  
ان میں سے غیر مقبول و غیر مؤثر بھی ہوتی ہیں، لیکن بعض لوگ بالخصوص بعض غیر مقلد حضرات نفسانی اغراض کی خاطر غیر  
مقبول و غیر مؤثر بلکہ مردود جرحوں کو نقل کر کے دوسروں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



ان کی یہ حدیث حسن درجے میں داخل ہے، بالخصوص جبکہ دیگر روایات اور جمہور کی طرف سے کوئی بالقبول بھی حاصل ہے۔ ۱

یہ بات ظاہر ہے کہ ناف پیٹ کے درمیان میں آتی ہے، اس لئے ناف کے اوپر اور نیچے والا تو اس میں داخل ہے، اور سینہ اس سے خارج ہے۔ ۲

## توین روایت

(..... مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ ) (المصنف لابن ابی شیبہ، حدیث نمبر ۳۹۵۹، باب نمبر ۱۶۷،

کتاب الصلاة، تحقیق وترقیم وتخريج: محمد عوامہ؛ الطبعة الثانية:

۱۴۲۸ھ. مطبوعہ: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، پاکستان)

## ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

انکہ اگر مقبول و غیر مقبول جرحوں میں امتیاز نہ کیا جائے، اور کسی راوی میں کسی محدث کے طعن و جرح سے اگر وہ راوی بے یا اس کی احادیث ضعیف ہو جایا کریں تو خود امام بخاری بھی ضعیف اور ان کی احادیث بھی ضعیف ہو جائیں گی، کیونکہ بخاری پر بھی امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے جرح کی ہے، دیکھو مقدمہ فتح الباری، نیز بخاری کے بہت سے راویوں پر بعض شیخین نے جرح و طعن کیا ہے، جیسا کہ مقدمہ فتح الباری کے مطالعہ سے واضح ہوگا (ملاحظہ ہو: امداد الاحکام ج ۱ ص ۶۳۹) کے باوجود بھی اگر کوئی غیر مقلد اس حدیث کے ضعیف ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ اول حدیث کے رد و قبول کے اصول اب و سنت سے بیان کرے، پھر اس حدیث کو ضعیف ثابت کرے، کسی عالم کا قول بیان نہ کرے، کیونکہ ہماری طرف سے کردہ کسی عالم و محدث و فقیہ کے قول کو جب وہ خود اپنے اوپر حجت نہیں سمجھتا، تو دوسروں پر اس سے حجت قائم کرنے کا اس لیا حق ہے؟ دوسرے اگر وہ کسی عالم و محدث کا قول اپنی تائید میں لائے گا، تو ہم بھی دوسرے عالم و محدث کا قول اس کے ف دکھلا سکتے ہیں (ملاحظہ ہو: امداد الاحکام ج ۱ ص ۶۳۲ و ۶۳۸ تا ۶۳۹)

(و ظاهر کلام ابی الحسن بن القطان یرشد الیہ فإنه قال ) (هذا القسم لا یحتج به کله بل یعمل فی فضائل الأعمال ویتوقف عن العمل به فی الأحکام إلا إذا کثرت طرقه أو عضده اتصال عمل موافقة شاهد صحیح أو ظاهر القرآن واستحسنه شیخنا - یعنی ابن حجر (قواعد التحذیر من مصطلح الحدیث المؤلف: العلامة جمال الدین القاسمی الدمشقی)

(اس کی مزید تفصیل آگے ”عبدالرحمن کی ”تحت السرة“ والی روایت کی سند پر مفصل کلام“ کے ضمن میں آتی ہے)

۲. والسرة: الوُقبَةُ التي فی وَسْطِ البَطْنِ. (المحیط فی اللغة، مادة، السین والراء)



ترجمہ: ہم سے وکیع نے بیان کیا، انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے انہوں نے علقمہ بن وائل بن حجر سے، انہوں نے اپنے والد حضرت وائل بن حجر سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا ہوا تھا (ترجمہ ختم)

فائدہ: یہ روایت سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

اس روایت کے پہلے راوی حضرت وکیع بن جراح ہیں، جو کہ ثقہ ہیں، اور ان کے بارے میں ذمہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور اس روایت کے دوسرے راوی موسیٰ بن عمیر ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ ۱۔

اور اس روایت کے تیسرے راوی علقمہ بن وائل ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ ۲۔

۱۔ موسیٰ بن عمیر التمیمی العنبری الکوفی ثقة من كبار السابعة (تقریب التہذیب لابن حجر العسقلانی، جزء ۲ صفحہ ۲۲۷)

موسیٰ بن عمیر التمیمی العنبری الکوفی روى عن: الحكم بن عتيبة، وعامر الشعبي، وعبيد الله بن قيس النخعي، وعلقمة بن وائل بن حجر الحضرمي (س) روى عنه: حفص بن غياث، وعبد الله بن المبارك (س)، وعبيد الله بن موسى، وابو نعيم الفضل بن دكين، ووکیع بن الجراح. قال عباس الدوري عن يحيى بن معين، وابو حاتم، ومحمد بن عبد الله بن نمير، وأبو بكر الخطيب: ثقة. وقال أبو زرعة: لا بأس به (تہذیب الکمال للامام المزنی، جزء ۲۹، صفحہ ۱۲۶)

موسیٰ بن عمیر التمیمی الکوفی: عن الشعبي، والحكم، وغيرهما. وعنه ابن المبارك، وآخرون وثقه يحيى، وأبو حاتم، وغيرهما. وذكره ابن حبان في الضعفاء، فظن أنه القرشي، وليس به، أما موسى بن عمير القرشي، فروى أيضا عن الشعبي، والحكم، وعن جبارة بن المغلس. وقال النسائي: ليس بثقة. ذكرته للتمييز بينهما (مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار لأبي محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين العنتابي الحنفي بدر الدين العيني، جزء ۵ صفحہ ۱۰۶)

موسیٰ بن عمیر التمیمی العنبری الکوفی. روى عن علقمة بن وائل والشعبي وعبيد الله بن قيس النخعي والحكم بن عتيبة. وعنه حفص بن غياث ووکیع وابن المبارك وعبد الله بن موسى وأبو نعيم قال ابن معين وأبو حاتم ومحمد بن عبد الله بن نمير والخطيب ثقة وقال أبو زرعة لا بأس به. له في النسائي حديث واحد في الصلاة. قلت: وقال العجلي والدولابي ثقة (تہذیب التہذیب لحافظ ابن حجر العسقلانی، جزء ۱۰ صفحہ ۳۲۳)

۲۔ علقمة بن وائل بن حجر الحضرمي كوفي تابعي ثقة (معرفة الثقات للعجلي، جزء ۲ صفحہ ۱۲۹)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



الرشبہ کیا جائے کہ مؤمل بن اسماعیل نے جو حضرت وائل سے حدیث روایت کی ہے، اس میں تو جیسے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں۔

حضرت وائل کی وہ روایت حضرت وائل ہی کی اس مذکورہ حدیث کے خلاف ہوئی؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ مؤمل بن اسماعیل کی اس روایت کو جس میں سینے پر ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں۔ متعدد محدثین نے غیر محفوظ اور ثقہ راویوں کے خلاف قرار دیا ہے۔ ۱۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

مکرہ ابن حبان فی کتاب "الثقات" (تہذیب الکمال، جزء ۲۰ صفحہ ۳۱۲)

ہو ثقة بالاتفاق (تہذیب الاسماء واللغات للنووی، جزء ۱ صفحہ ۴۷۴)

علقمة بن وائل بن حجر بضم المهملة وسكون الجیم الحضرمی الکوفی صدوق إلا أنه لم یسمع

من أبیه (تقریب التہذیب لابن حجر العسقلانی، جزء ۱ صفحہ ۶۸۷)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت علقمة کے اپنے والد سے سماعت کا حکم لگایا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمی الکندی الکوفی سمع اباه (التاریخ الکبیر للبخاری

ج ۷ ص ۴۱، تحت رقم الترجمة ۱۷۸)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں بھی حضرت علقمة کے اپنے والد سے سماعت کی تصریح ہے۔

چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ أَنَّ

عَلْقَمَةَ بْنَ وَائِلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ:

قَالَ إِنِّي لَقَاعِدٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم حدیث نمبر ۳۱۸۱، کتاب

القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب صبة الإقرار بالقتل وتمكين ولي

القتيل من القصاص واستحباب طلب العفو منه)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی علقمة کے اپنے والد سے سماعت کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ بْنُ حُجْرٍ سَمِعَ مِنْ أَبِيهِ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَائِلٍ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ

لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيهِ (ترمذی حدیث نمبر ۱۴۵۴، کتاب الحدود عن رسول الله صلى الله

عليه وسلم، باب ما جاء في المرأة إذا استكرهت على الزنا)

قلت: وسماع علقمة من أبيه ثابت (بذل المجهود، جلد ۲ صفحہ ۲۳)

مذاہم ابن حجر رحمہ اللہ کے حضرت علقمة کے اپنے والد سے عدم سماعت کا حکم لگانا درست معلوم نہیں ہوتا۔

قال العلامة النيموى زيادة على صدره غير محفوظة فان الحديث رواه احمد في مسنده من

ريق عبد الله بن الوليد عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر واحمد والنسائي

﴿ بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں ﴾



ملفوظ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے بعض نسخوں میں اس حدیث کے آخر میں ”تحت السرة“ کے

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

من طریق زائدة عن عاصم عن أبيه عن وائل وأبو داود من طريق بشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل وابن ماجه من طريق عبد الله بن إدريس وبشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل وأحمد من طريق عبد الواحد وزهير بن معاوية وشعبة عن عاصم عن أبيه عن وائل كلهم بغير هذه الزيادة وقد نص ابن القيم في إعلام الموقعين لم يقل على صدره غير مؤمل بن إسماعيل عن سفيان الثوري فثبت أنه متفرد في ذلك وقدرى هذا الحديث من طريق علقمة وغيره عن وائل بن حجر وليس فيه هذه الزيادة فلا شك أنها غير محفوظة لأن الراوى وإن كان من الثقات إذا خالف الثقات أو أوثق منه فروايته لا تقبل وتكون شاذة غير محفوظة (فتح الملهم ج ۲ ص ۳۹)

(باب وضع اليدين على الصدر في الصلوة) ذكر فيه حديث محمد بن حجر الحضرمي حدثني سعيد بن عبد الجبار بن وائل عن أبيه عن أمه عن وائل \* قلت \* محمد بن حجر بن عبد الجبار بن وائل عن عمه سعيد له من أكبر قاله الذهبي وأم عبد الجبار هي أم يحيى لم أعرف حالها ولا اسمها \* قال البيهقي (ورواه مؤمل بن إسماعيل عن الثوري عن عاصم بن كليب) \* قلت \* مؤمل هذا قيل أنه دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطاءه كذا ذكر صاحب الكمال وفي الميزان قال البخاري منكر الحديث وقال أبو حاتم كثير الخطاء وقال أبو زرعة في حديثه خطأ كثير ثم ذكر البيهقي عن علي (أنه قال في هذه الآية فصل لربك وانحر قال وضع يده اليمنى على وسط يده اليسرى ثم وضعهما على صدره) \* قلت \* تقدم هذا الأثر في باب الذي قبل هذا الباب وفي سنده ومته اضطراب ثم ذكر من رواية روح ابن المسيب (حدثني عمرو بن مالك النكري عن أبي الجوزاء عن ابن عباس فصل لربك وانحر قال وضع اليمين على الشمال في الصلوة عند النحر) \* قلت \* روح هذا قال ابن عدى يروى عن ثابت ويزيد الرقاشي أحاديث غير محفوظات وقال ابن حبان يروى الموضوعات لا تحل الرواية عنه وقال ابن عدى عمرو النكري منكر الحديث عن الثقات يسرق الحديث ضعفه أبو يعلى الموصلي ذكره ابن الجوزي (الجوهر النقي لابن التركمانى ج ۲ ص ۳۰)

وحديث وائل هذا رواه أحمد في مسنده من طريق عبد الله بن الوليد عن سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر، وأحمد والنسائي من طريق زائدة عن عاصم عن أبيه عن وائل، وأبو داود من طريق بشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل، وابن ماجه من طريق عبد الله بن إدريس وبشر بن المفضل عن عاصم عن أبيه عن وائل، وأحمد من طريق عبد الواحد وزهير بن معاوية وشعبة عن عاصم عن أبيه عن وائل، كلهم بغير زيادة ”على صدره“ وقد نص ابن القيم في إعلام الموقعين: لم يقل على صدره غير مؤمل بن إسماعيل اه. فثبت أنه متفرد في ذلك كذا في ”التعليق الحسن“ (إعلاء السنن جلد ۲ ص ۱۹۵)

ويؤيده أن البيهقي مع شدة حرصه على تخريج ما يؤيد مذهبه لم يخرج إلا من طريق مؤمل بن

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



الفاظ نہیں ہیں، لیکن بعض نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ۱۔

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

اسماعیل هذا، ولو كان له طريق آخر أمثل عنه لأخرجه ولا بد، أو كان عند غيره لنبه عليه البتة. علا  
ابن القیم یدعی: أنه لم یقل: "علی صدره" غیر مؤمل بن اسماعیل وتوسع ابن القیم فی مثل هذا  
لایکر (معارف السنن، جلد ۲ صفحہ ۷۳۷)

نیز اس روایت کی بعض سندوں میں "علی صدرہ" کے بجائے "عند صدرہ" کے الفاظ ہیں۔

حدثنا محمد بن یحیی، ثنا محمد بن عاصم، قال: ثنا مؤمل، قال: ثنا سفیان، عن  
عاصم بن کلب، عن أبیه، عن وائل بن حجر، قال: رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
وضع یدہ علی شمالہ عند صدره (طبقات المحدثین باصبهان لابی الشیخ الاصبهانی  
حدیث نمبر ۴۳۲)

اور مسند بزار کی ایک روایت میں بھی یہی الفاظ ہیں:

وضع یمینہ علی یمینہ عند صدره (مسند البزار حدیث نمبر ۴۴۸۸)

اور فقہائے کرام میں سے "حقیقی صدر" پر ہاتھ رکھنے کا تو کوئی بھی قائل نہیں، بلکہ بعض فقہاء نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے،  
اور اس میں اہل کتاب و متکبرین کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے، اسی لئے "عند الصدر" سے "تحت الصدر" مراد لیا گیا  
ہے، اور "سرة" قریب الصدر یا تحت الصدر واقع ہے۔ لہذا اس روایت کا مذکورہ مفہوم "تحت السرة" کے زیادہ معارض  
نہیں، اور "فوق السرة" کے الفاظ پر تفصیل آگے ذکر کی جائے گی۔

وهذا مع ان لفظ "عند صدره" فیہ توسع لیس فی قوله علی صدره، وبالجملة لایکفی مثله فی  
معرض الخصام، وقال الحافظ الماردینی فی الجوهر النقی: مؤمل هذا قیل انه دفن کتبه، فکان  
یحدث عن حفظه فکثر خطاه، وقال الذہبی فی المیزان: قال ابو حاتم صدوق شدید فی السنة،  
کثیر الخطأ، وقال البخاری: منکر الحدیث. وقال ابوزرعة: فی حدیثه خطأ کثیرا (معارف السنن  
ج ۲ ص ۴۳۹)

۱۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ کے محقق اور احادیث کے مخرج جناب شیخ محمد عوامۃ نے شیخ محمد عابد سندھی اور شیخ محمد مرتضیٰ  
زبیدی کے نسخوں کے متعلقہ صفحات کے عکس بھی مصنف ابن ابی شیبہ کی تیسری جلد کے شروع میں شائع کیے ہیں، جن میں  
تحت السرة کے الفاظ کی زیادتی موجود ہے، اور ساتھ ہی انہوں نے محدث شیخ محمد ہاشم سندھی کے تین نسخوں میں اس زیادتی  
کے مشاہدے کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

تحت السرة زیادة ثابتة فی ت، ع، کما یری القارئ الکریم صورتہما فی مقدمة هذا  
المجلد، ونسخة ت کان انتهاء نسخ هذا المجلد منها سنة ۴۱ھ وعلیها خط الامام  
العینی فی مواضع کما ذکرته فی المقدمة صفحہ ۳۰، فلا یبعد ان الامام القاسم بن  
قطلوبغا قد وقف علیها ونقل منها هذا الحدیث فی کتابه "التعریف والاخبار بتخریج

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



اور اس سے پہلے جو حضرت وائل کی حدیث ذکر کی گئی، وہ بھی اس زیادتی کے وجود کی مؤید ہے۔ تاہم بعض نسخوں میں ناف کے نیچے کے الفاظ کی زیادتی نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کے ثبوت میں قدرے ضعف ضرور پایا جاتا ہے، لیکن حضرت وائل کی گزشتہ روایت اور حضرت علی اور حضرت

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

احادیث الاختیار“ و كانت وفاته سنة ۸۷۹ھ. و كلامه في الورقة ۲۷ / ب من النسخة التي بخطه وهي محفوظة في مكتبة فيض الله باستنبول برقم ۲۹۲، وقال بعد ما نقله سنداً ومتناً وهذا اسناد جيد بل ان سياق كلامه واضح في تقديمه هذه الرواية على رواية ابن خزيمة (۴۷۹) التي فيها زيادة على صدره واعلاله لها براوية ابن ابي شيبة. وهذه الزيادة في نسخة العلامة محمد عابد السندی من ”التعريف والاخبار“ (المصنف لابن ابي شيبة، جلد ۳، صفحہ ۳۲۰، كتاب الصلاة، تحقيق وترقيم وتخريج: محمد عوامة؛ الطبعة الثانية: ۱۴۲۸ھ. مطبوعة: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، پاکستان) مزید فرماتے ہیں:

فہاتان نسختان ثبت فیہما تحت السرة یضاف الیہا ثلاث آخر نسخة العلامة قاسم وقد تكون هی نسخة ت ونسخة العلامة عبد القادر بن ابی بکر الصدیقی مفتی مکة المکرمة ونسخة العلامة محمد اکرم السندی نقل ذالک عنها كالعلامة محمد هاشم التوی السندی فی رسالته ترصیع الدرة علی درهم الصرة (ایضاً صفحہ ۳۲۱) اور علامہ محدث شیخ محمد ہاشم سندھی رحمہ اللہ نے ان الفاظ کے ثبوت پر مدلل کلام فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

لفظة تحت السرة وقد وجدت هی فی ثلاث نسخ من مصنف ابی بکر ابن ابی شيبة. منها النسخة التي نقلها الشيخ قاسم محدث ديار المصرية رحمه الله تعالى وفيه غنى من الكل. ومنها نسخة الشيخ محمد اکرم النصرپوزی رأیناها فی بلاد السند. ومنها نسخة الشيخ عبد القادر مفتی مکة المعظمة رأیناها فی مکة (توصیع الدرة علی درهم الصرة، صفحہ ۸۴) قد ثبت وجود لفظة ”تحت السرة“ ملحقہ بحديث وائل فی النسخ الثلاث المتقدم ذکرها (ایضاً صفحہ ۸۵)

اور علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قلت: لو وجدت هذه الزيادة فی نسخة واحدة، فقط لکنا نسلم قوله فلعل بصر الكاتب زاغ من محل الی محل آخر. اهـ ولكن لما وجدت فی نسخة عديدة فاحتمال زيغ ابصار جميع الكتاب غير مسلم (اعلاء السنن جلد ۲ صفحہ ۱۹۹، باب وضع اليدين تحت السرة وكيفية الوضع) (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: معیار النقاد فی تمييز المغشوش عن الجياد، مشمولہ درهم الصرة صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸)



ابو ہریرہ کی روایات نیز ابو مجلز و ابراہیم نخعی کی روایات اس کی مؤید ہیں، اس لیے مذکورہ ضعف مسئلہ  
حذا میں ان شاء اللہ تعالیٰ قادح و مضر نہیں ہوگا۔

### آٹھویں روایت

(۸)..... امام احمد کے بیٹے عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ:

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ زَائِدَةَ أَبُو سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
بْنِ إِسْحَاقٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَّائِيِّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ  
السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضَعُ الْأَكْفِ عَلَى الْأَكْفِ تَحْتَ السُّرَّةِ (مسائل احمد

بن حنبل روایۃ ابنہ عبد اللہ ج ۱ ص ۷۲، باب صفة الصلاة) ۱۔

ترجمہ: مجھ سے میرے والد (احمد بن حنبل) نے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ  
بن زکریا بن زائدۃ ابوسعید نے عبد الرحمن بن اسحاق سے، انہوں نے زیاد بن زید سووائی  
سے، انہوں نے ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے  
رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنے کی صورت میں صحیح ہیئت جو بلا تکلف تواضع والی ہوتی ہے، وہ ناف کے  
نیچے ہی ہے، کیونکہ دونوں ہاتھ جب ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر جسم کے اگلے حصے پر رکھے جائیں گے، تو ان  
کا صحیح مقام ناف کے قریب ہی بنتا ہے، نہ کہ سینے پر یا اس کے قریب۔

اس کا ہر شخص جب چاہے مشاہدہ کر سکتا ہے۔

اس روایت میں عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہیں،

۱۔ کان عبد اللہ بن احمد لا یکتب الا عن من اذن له ابوہ بالکتابۃ عنہ، وکان لا یأذن له ان  
یکتب الا عن اهل السنة (تعجیل المنفعة لابن حجر، صفحہ ۱۵، ترجمۃ ابراہیم بن  
الحسن الباہلی)

وقد کان عبد اللہ بن احمد لا یکتب الا عن من یأذن له ابوہ فی الکتابۃ عنہ ولہذا کان  
معظم شیوخہ ثقات (ایضاً جزء ۱ صفحہ ۳۵۵)



اور عبدالرحمن بن اسحاق، زیاد بن زید سوائی سے روایت کرتے ہیں۔  
عبدالرحمن بن اسحاق پر تفصیلی کلام ہم نے مستقل عنوان کے تحت آگے ذکر کر دیا ہے، جس کے مطابق ان کی یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔

اور زیاد بن زید کو متعدد محدثین نے اگرچہ مجہول قرار دیا ہے، لیکن اولاً تو یہ قرونِ ثلاثہ میں داخل ہیں، جن کو ہمارے نزدیک عدالت پر محمول کیا جائے گا۔ ۱

دوسرے دیگر سندوں میں (جن کا ذکر آگے آ رہا ہے) ان کے متابع (یعنی دوسرے راوی) بھی موجود ہیں، لہذا ان کی جہالت اس سلسلہ میں ضرر رساں نہیں۔ ۲

مندرجہ بالا روایت میں امام احمد کے بیٹے جن سے اس کو روایت کرتے ہیں، وہ یحییٰ بن زکریا ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ ۳

۱۔ زیاد بن زید السوائی الأعسم بمہملتین الکوفی مجہول من الخامسة (تقریب التہذیب ج ۱ ص ۳۲۰)

فجهالة حال الرجل في القرون الثلاثة لاتضر عند الحنفية وتكون محمولة عند العدالة (ترصیع الدرۃ علی درہم الصرة صفحہ ۸۱)

۲۔ وفي اسناده زیاد بن زید وهو مجہول، ولكن اخرج الدارقطني وغيره بثلاثة اسانيد روى في سنده عن عبدالرحمن بن اسحاق عن زیاد بن زید عن ابی جحيفة عن علی وروى في السند الثالث عن عبدالرحمن بن اسحاق عن النعمان بن سعد عن علی فلا يضر جهالة زیاد بن زید (بذل المجہود جلد ۲ صفحہ ۲۳، باب وضع الیمنی علی اليسری فی الصلاة)

۳۔ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدة، واسمه میمون، بن فیروز الهمدانی الوادعی، أبو سعید الکوفی، مولی امرأة من وادعة، وقيل: مولی محمد بن المنتشر الهمدانی..... وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبیه، وإسحاق بن منصور، وأحمد بن سعد بن أبی مریم، عن یحییٰ بن معین: ثقة..... وقال علی ابن المدینی: هو من الثقات. وقال فی موضع آخر: لم یکن أحد بالكوفة بعد الثوری أثبت من ابن ابی زائدة. وقال فی موضع آخر، انتهى العلم إلى ابن عباس فی زمانه، ثم إلى الشعبي فی زمانه، ثم إلى الثوری فی زمانه، ثم إلى یحییٰ ابن ابی زائدة فی زمانه وقال محمد بن عبد الله بن نمیر: کان ابن ابی زائدة فی الاتقان، أكبر من ابن إدريس فی الاتقان. وقال أبو حاتم: مستقیم الحديث، صدوق ثقة. وقال النسائی: ثقة ثبت. وقال العجلی: ثقة، وهو ممن جمع له الفقه والحديث، وكان علی قضاء المدائن، ويعد من حفاظ الکوفیین للحديث، مفتياً ثبته، صاحب سنة، ووکیع إنما صنف کتبه علی کتب یحییٰ ابن ابی زائدة. وذكر عبد الرحمن بن أبی حاتم أن یحییٰ بن ابی زائدة أول من صنف الكتب بالكوفة (تہذیب الکمال ج ۱ ص ۳۰۵)



حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے ابو جحیفہ ہیں، جو کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ہوتے ہیں، اور ان کی عدالت پر کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ۱۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس روایت کے ثبوت پر بعض حضرات کو شبہ ہے، اس لیے ہم اس روایت کو مختلف محدثین کی کتابوں سے اُن کی الگ الگ سندوں کے ساتھ نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اس روایت کی اصل موجود ہے، اور یہ بے بنیاد روایت نہیں ہے۔

یہ روایت

(۹)..... مسند احمد میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَسَدِيُّ لَوْ يَنْ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السَّوَّائِيِّ عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَكْفِ عَلَى الْأَكْفِ تَحْتَ السُّرَّةِ (مسند احمد حديث نمبر ۸۳۳، من مسند  
علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: ہم سے عبد اللہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن سلیمان الاسدی لوین نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد الرحمن بن اسحاق نے زیاد بن زید سے اور انہوں نے ابی جحیفہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

نکدہ: اس روایت میں امام احمد بن حنبل کے بیٹے ”عبد اللہ“ کے بعد دوسرے راوی محمد بن سلیمان

۱۔ وہب بن عبد اللہ، ويقال: وهب بن وهب، أبو جحيفة السوائي، يقال له: وهب الخير من بنی حرثان بن سواء بن عامر بن صعصعة، وكان من صغار أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، قيل: مات رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبلغ الحلم، نزل الكوفة وابتنى بها داراً (تهذيب الكمال ج ۳۱ ص ۱۳۳)



اسدی ہیں، جو کہ ثقہ ہیں۔ ۱۔

ملفوظ رہے کہ متعدد محدثین کے بقول مسند احمد کی اکثر احادیث مقبول درجہ کی ہیں، اور جو اس میں ضعیف بھی ہیں، وہ شدید درجہ کی ضعیف نہیں، بلکہ حسن کے قریب درجہ کی ہیں۔ ۲۔ مشہور اور ابن قیم کے بقول صحیح روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کے قائل ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس حدیث کو مقبول و معتبر درجہ کی سمجھتے ہیں، اور اس سے

۱۔ محمد بن سلیمان بن حبیب الاسدی، أبو جعفر العلاف الکوفی، ثم المصيصی، لقبه لوین، بالتصغیر، ثقة، من العاشرة، مات سنة خمس أو ست وأربعين وقد جاوز المائة. (تقریب التهذیب ج ۲ ص ۸۲)

۲۔ واعلم أن الحافظ جلال الدين السيوطی قال فی خطبة جامعہ الکبیر ما حاصلہ : کل ما کان فی مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعیف الذی فیہ یقرب من الحسن (کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتهر من الاحادیث علی السنة الناس، جزء ۱ صفحہ ۱۰) وکل ما کان فی مسند أحمد فهو مقبول فإن الضعیف الذی فیہ یقرب من الحسن (قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث للعلامة جمال الدين القاسمی الدمشقی، الباب التاسع فی کتب الحديث، بیان ما اشتمل علی الصحيح فقط او مع غيره من هذه الكتب المرموز بها، جزء ۱ صفحہ ۲۱۷)

وعلی کل حال فکلام الامام احمد یحمل علی ظاہرہ وانه یرید الضعیف المتوسط وما فوقه مما هو الی الحسن اقرب، والله اعلم (حاشیة اعلاء السنن ج ۱۹ ص ۱۰۸، کلام استاذ محمد عوامہ، ناقل عبد الفتاح ابو غدة)

رواه ابو داود وقال سمعت احمد بن حنبل یضعف عبد الرحمن بن اسحاق الکوفی اه، قلت ولم ینسبه احد الی الکذب، وانما یضعف من قبل حفظه، فحاله کحال ابن ابی لیلی وابن لهیعة وغيرهما، فی تهذیب التهذیب (۶: ۱۳۷) قال البزار: لیس حدیثہ حدیث حافظ اه، وقال العجلی: ضعیف جائز الحدیث یکتب حدیث اه فالحدیث حسن. (متن اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۳)

وقال فی شرحہ:

والحدیث مذکور فی مسند احمد ایضا (۱: ۱۱۰) وقال السيوطی فی خطبة كنز العمال: وکل ما کان فی مسند احمد فهو مقبول، فان الضعیف الذی فیہ یقرب من الحسن، کذا فی منتخب كنز العمال (۹: ۱) وقال الحافظ ابن حجر فی کتابہ "تجرید زوائد مسند البزار" اذا کان الحدیث فی مسند احمد لم یعز الی غیرہ من المسانید، وقال التیمی فی "زوائد المسند: مسند احمد اصح صحیحا من غیرہ اه کذا فی تدریب الراوی. فهذا الحدیث لا ینزل علی درجة الحسن. واما علة ضعف عبد الرحمن بن اسحاق فقد عرفت ارتفاعها بقول العجلی: انه جائز الحدیث یکتب حدیثہ، علی انه قد تأید بشواهد (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۳)



استدلال بھی فرماتے ہیں، اور اسحاق بن راہویہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث کو دوسری حدیث کے مقابلے میں زیادہ قوی قرار دیتے ہیں۔ اور مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا، اس کے نزدیک اس حدیث کے معتبر ہونے کی علامت ہونے کے علاوہ اس کے ضعف کو دور کرنے میں بھی مؤثر ہوتا ہے، کما سیجی۔

### دسویں روایت

(۱۰)..... ابوداؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ وَضَعَ الْكَفَّ عَلَى الْكَفِّ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (ابوداؤد، باب وضع

اليمنى على اليسرى فى الصلاة، حديث نمبر ۶۴۵)

ترجمہ: ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبد الرحمن بن اسحاق سے، انہوں نے زیاد بن زید سے انہوں نے ابی جحیفہ سے کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں، جو کہ بہت اعلیٰ درجے کے ثقہ اور حافظ حدیث ہیں۔ ۱۔

۱۔ حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ النخعی الازدی الکوفی، أبو عمر: قاض، من أهل الكوفة. ولی القضاء ببغداد الشرقية لهارون الرشيد، ثم ولاه قضاء الكوفة ومات فيها. كان من الفقهاء حفاظ الحديث الثقات، حدث بثلاثة أو أربعة آلاف حديث من حفظه. وله (كتاب) فيه نحو ۱۷۰ حديثاً من روايته (الأعلام للزركلى ج ۲ ص ۱۶۴) قال أبو حاتم ثقة وذكره ابن حبان فى الثقات وقال ربما أخطأ وقال أبو داود تبعته إلى منزله ولم أسمع منه شيئاً. قال البخارى وابن سعد مات سنة اثنتين وعشرين ومائتين. قلت: وزاد ابن سعد فى ربيع الاول وقال العجلي وأبو زرعة ثقة وقال ابن شاهين فى الثقات قال أحمد صدوق (تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلانى ج ۷ ص ۳۸۲)



اور حفص بن غیاث سے روایت کرنے والے محمد بن محبوب ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ ۱۔

گیارہویں روایت

(۱۱)..... اور مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَائِيِّ ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ، عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ : مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَيْدِي عَلَى الْأَيْدِي تَحْتَ السُّرْرِ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلاة، باب وضع اليمين على الشمال)

ترجمہ: ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، وہ عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں اور وہ زیاد بن زید سوائی سے روایت کرتے ہیں، اور وہ ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت علی سے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ (دائیں) ہاتھوں کو (بائیں) ہاتھوں پر نافوں کے نیچے رکھنا نماز کی سنت میں سے ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں ایک اضافی راوی ابو معاویہ ہیں، یہ بھی حافظ الحدیث اور ثقہ ہیں۔ ۲۔

بارہویں روایت

(۱۲)..... امام ابن منذر رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ ، قَالَ : ثَنَا أَبُو بَكْرِ ، قَالَ : ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ : مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْأَيْدِي عَلَى الْأَيْدِي تَحْتَ السُّرَّةِ (الوسط)

۱۔ محمد بن محبوب البنانی بضم الموحدة وخفة النون البصري ثقة من العاشرة مات سنة ثلاث وعشرين (تقريب التهذيب ج ۲ ص ۱۲۹)

روی عنه: البخاری، وأبو داود (تهذيب الكمال ج ۲۶ ص ۳۷۰ تحت رقم الترجمة ۵۵۸۲)

۲۔ محمد بن خازم بمعجمتين أبو معاوية الضريير الكوفي عمي وهو صغير ثقة أحفظ الناس لحديث الأعمش وقد يهم في حديث غيره من كبار التاسعة (تقريب التهذيب ج ۲ ص ۷۰)

محمد بن خازم التميمي السعدي، مولا هم، أبو معاوية: حافظ للحديث (الأعلام للزركلي ج ۶ ص ۱۱۲)



لابن المنذر تحت حدیث رقم (۱۲۴۲)

ترجمہ: ہم سے اسماعیل بن قتیبہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمن بن اسحاق سے، اور انہوں نے زیاد بن زید سے، اور انہوں نے ابو حنیفہ سے، اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز کی (ایک) سنت (دائیں) ہاتھوں کو (بائیں) ہاتھوں پر ناف کے نیچے رکھنا ہے (ترجمہ ختم)

نکدہ: اس روایت میں عبدالرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے ابو معاویہ ہیں، اور عبدالرحمن بن اسحاق زیاد بن زید سے روایت کرتے ہیں، جن پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

امام ابن منذر اس روایت کو اسماعیل بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں، جو کہ بہت بڑے محدث و امام ہیں۔ ۱

اسماعیل بن قتیبہ ابوبکر بن ابی شیبہ سے روایت کرتے ہیں، جو کہ سید الحفاظ ہیں، اور ان سے مبخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ نے روایات لی ہیں۔ ۲

یہ روایت

(۱۳)..... اور دارقطنی میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ

۱۔ اسماعیل بن قتیبہ ابن عبدالرحمن: الامام، القدوة، المحدث، الحجة، أبو يعقوب السلمی النیسابوری (سیر اعلام النبلاء للذهبی ج ۱۳ ص ۳۴۴)

۲۔ ابن ابی شیبہ (خ، م، د، س، ق) عبداللہ بن محمد بن القاضی ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی الامام العلم، سید الحفاظ، وصاحب الكتب الكبار "المسند" و "المصنف"، "والتفسير"، ابوبکر العیسی مولاہم الکوفی وکان بحرًا من بحور العلم، وبه يضرب المثل في قوة الحفظ. حدث عنه: الشيخان، وأبو داؤد، وابن ماجه، وروى النسائي عن أصحابه، ولا شيء له في "جامع أبي عيسى" (سیر اعلام النبلاء ج ۱۱ ص ۱۲۲)



زَكَرِيَّا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ زَيْدٍ السُّوَّائِيُّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ  
عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ  
تَحْتَ السُّرَّةِ (دارقطنی، باب فی أخذ الشمال باليمين فی الصلاة، حدیث نمبر

(۱۱۱۲)

ترجمہ: ہم سے یعقوب بن ابراہیم بزاز نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن  
عرفہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہ نے عبد الرحمن بن اسحاق سے۔ وہ  
کہتے ہیں کہ ہم سے زیاد بن زید سوئی نے بیان کیا، ابو جحیفہ سے روایت کرتے ہوئے،  
انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ (دائیں) ہاتھ کو  
(بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا نماز کی سنت میں سے ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام دارقطنی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن اسحاق تک دو سندوں سے اس کو روایت کیا ہے۔  
ایک سند میں عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے ابو معاویہ ہیں، اور دوسری سند میں یحییٰ  
بن ابی زائدہ ہیں، اور دونوں روایتوں میں عبد الرحمن بن اسحاق، زیاد بن زید سے روایت کرتے  
ہیں، ان راویوں پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔ ۱

### چودھویں روایت

(۱۴)..... اور دارقطنی میں ہی روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ  
مِنَ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعَ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ (دارقطنی، باب فی

أخذ الشمال باليمين فی الصلاة، حدیث نمبر ۱۱۱۳)

۱۔ اور ابو معاویہ تک کیونکہ اس روایت کی سند کے معتبر ہونے پر پہلے کلام گزر چکا، اس لیے ان سے پہلے کے راویوں پر  
کلام کی ضرورت نہیں، اور اگر کوئی راوی ضعیف بھی ہو، تو اس بارے میں مفسر نہیں۔



ترجمہ: ہم سے محمد بن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو کریب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبدالرحمن بن اسحاق سے، انہوں نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)  
 قائدہ: اس روایت میں عبدالرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں اور عبدالرحمن بن اسحاق، نعمان بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔  
 حفص بن غیاث کے بارے میں تو کلام گزر چکا ہے، اور نعمان بن سعد پر محدثین نے کوئی جرح نہیں فرمائی، بلکہ ابن حبان نے ان کو ثقہ شمار فرمایا ہے۔ ۱

### پندرہویں روایت

(۱۵)..... اور سنن کبریٰ بیہقی میں روایت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنِ زَكَرِيَّا حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ زَيْدٍ السُّوَائِيُّ عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ

۱۔ النعمان بن سعد بن حبة، ويقال: ابن حنبل، الأنصاري الكوفي، خال عبد الرحمن بن إسحاق الكوفي روى عن: الأشعث بن قيس، وزيد بن أرقم، وعلي بن أبي طالب (ت)، والمغيرة بن شعث. (روى عنه: ابن اخته أبو شيبة عبد الرحمن بن إسحاق (ت). قال أبو حاتم ولم يرو عنه غيره وذكره ابن حبان في كتاب "الشقات روى له الترمذي (تهذيب الكمال ج ۲۹ ص ۴۵۰، تحت رقم الترجمة ۶۳۴۲)

النعمان بن سعد بن حبة الأنصاري الكوفي عن علي رضي الله عنه وعنه ابن اخته عبد الرحمن بن إسحاق فقط وثقه ابن حبان (لسان الميزان لابن حجر العسقلاني، حرف النون)  
 النعمان بن سعد الأنصاري عن علي والمغيرة وعنه ابن اخته عبد الرحمن بن إسحاق وثق (الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة المؤلف: الامام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن الذهبي، ج ۲ ص ۳۲۳، تحت رقم الترجمة ۵۸۴۸)



الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ. (ت) وَكَذَلِكَ رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ (السنن الكبرى للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة، حديث نمبر ۲۴۳۵)

ترجمہ: ہمیں ابوبکر بن حارث فقیہ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن عمر حافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن قاسم بن زکریا نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو کریب نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی زائدہ نے بیان کیا، عبد الرحمن بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے زیاد بن زید سوائی نے بیان کیا ابو حنیفہ سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز میں (دائیں ہاتھ کی) ہتھیلی کو (بائیں ہاتھ کی) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

(امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ) اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابو معاویہ نے بھی عبد الرحمن بن اسحاق سے (ترجمہ ختم)

فائدہ: امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے دور او یوں کا نام بتلایا ہے، ایک یحییٰ بن ابی زائدہ (جن سے مراد یحییٰ بن زکریا ہیں) اور دوسرے ابو معاویہ، جن پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

اور یحییٰ بن زکریا سے ابو کریب روایت کرتے ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں۔ ۱۔

سولہویں روایت

(۱۶)..... اور سنن کبریٰ بیہقی میں ہی روایت ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

۱۔ ابو کریب (ع) محمد بن العلاء بن کریب الحافظ الثقة الامام، شیخ المحدثین، ابو کریب الهمدانی الکوفی. ولد سنة إحدى وستين ومئة (سير اعلام النبلاء، ج ۱۱ ص ۳۹۴، تحت رقم الترجمة ۸۶)



إِسْحَاقُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ سُنَّةِ الصَّلَاةِ وَضْعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ (السنن الكبرى

للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة، حديث نمبر ۲۴۳۶)

ترجمہ: ہمیں ابوبکر بن حارث نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علی بن عمر حافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن قاسم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر بن غیاث نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حفص بن غیاث نے بیان کیا، عبد الرحمن بن اسحاق سے، انہوں نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بلاشبہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

مذہب: اس روایت میں عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے حفص بن غیاث ہیں عبد الرحمن بن اسحاق، نعمان بن سعد سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

ہے کہ اس روایت میں ابو حنیفہ موجود نہیں، اور ان کے بجائے نعمان بن سعد ہیں، اور نعمان بن سعد کے ثقہ ہونے کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔

تک مذکورہ روایات میں عبد الرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے تین راوی گزر چکے

(۱) حفص بن غیاث (۲) یحییٰ بن ابی زائدہ (۳) ابو معاویہ

عبد الرحمن بن اسحاق جن سے روایت کرتے ہیں، وہ راوی یہ ہیں۔

(۱) زیاد بن زید (۲) نعمان بن سعد

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے بھی دوراوی ہیں۔

ایک ابو حنیفہ، اور دوسرے نعمان بن سعد

آگے آنے والی حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں عبد الرحمن، سیار بن الحکم سے روایت



کرتے ہیں۔

## سترہویں روایت

(۱۷)..... ابوداؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ  
الْكُوفِيِّ عَنْ سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَخَذَ  
الْأَكْفَفَ عَلَى الْأَكْفِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ (ابوداؤد، حدیث نمبر ۶۴۷)

ترجمہ: ہم سے مسدد نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان  
کیا، وہ عبدالرحمن بن اسحاق کوفی سے روایت کرتے ہیں، اور وہ سیار ابوالحکم سے روایت  
کرتے ہیں، اور وہ ابووائل سے روایت کرتے ہیں، کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا کہ ہتھیلی کو ہتھیلی سے نماز میں پکڑنا ناف کے نیچے ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں عبدالرحمن بن اسحاق سے روایت کرنے والے عبدالواحد بن زیاد ہیں  
اور عبدالرحمن بن اسحاق، سیار ابوالحکم سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۔

جہاں تک اس روایت کے پہلے راوی مسدد کا معاملہ ہے، تو یہ امام ابوداؤد کے شیخ ہیں۔  
اور یہ اعلیٰ درجے کے حافظ الحدیث ہیں۔ ۲۔

اور اس روایت میں حضرت مسدد عبدالواحد بن زیاد سے روایت کرتے ہیں، امام احمد بن حنبل نے  
ان کو ثقہ اور صالح قرار دیا ہے، اور امام ترمذی نے ان کو ثقہ اور حافظ قرار دیا ہے۔ ۳۔

۱۔ اور عبدالرحمن بن اسحاق سے حضرت علی کی روایت میں تین راوی پہلے گزر چکے ہیں، اس طرح یہ چوتھے راوی ہیں۔

۲۔ مسدد بن مسرہد (خ، د، ت، س) ابن مسرہل، الامام الحافظ الحجة أبو الحسن  
الاسدي البصري، أحد أعلام الحديث ولد في حدود الخمسين ومئة (سير اعلام النبلاء  
ج ۱۰ ص ۵۹۱، تحت رقم الترجمة ۲۰۸)

۳۔ عبد الواحد بن زياد العبدي مولاہم أبو بشر البصري..... قال أحمد بن  
حنبل: كان ثقة صالحا من أفاضل المسلمين اشترى نفسه من الله أربع مرات فتصدق  
بوزن نفسه فضة أربع مرات. وقال الترمذی: ثقة حافظ. وقال إسحاق الأزرق: ما  
أدرکت أفضل من خالد الطحان (طبقات الحفاظ للسيوطی ج ۱ ص ۲۰، الطبقة  
السادسة)



عبدالرحمن بن اسحاق پر کلام آگے مستقل عنوان کے تحت آ رہا ہے، جس کے مطابق ان کی یہ بیعت حسن درجے کی ہے۔

اس روایت میں تیسرے راوی سیار ابو الحکم ہیں، جن کو صادق اور ثقہ قرار دیا گیا ہے۔ ۱۔  
 جو تھے راوی ابو وائل ہیں، جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانے کو پایا ہے۔  
 اگرچہ عمر میں چھوٹے ہونے کے باعث صحابیت کا مقام حاصل نہیں ہوا، اور انہوں نے صحابہ کرام سے روایات کی ہیں۔

وران کے ثقہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ ۲۔

ٹھارہ ویں روایت

(۱۸)..... اور امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”سنن کبریٰ بیہقی“ میں فرماتے ہیں:

وَرَوَاهُ أَيْضًا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۔ سیار ابو الحکم العنزی الواسطی، ويقال: البصري، من عنزة بن أسامة بن ربيعة بن نزار. وهو سیار بن أبي سیار، واسمه وردان، وقيل: ورد، وقيل: دينار. ويقال: إنه أخو مساور الوراق لأمه..... قال عبد الله بن أحمد بن حنبل، عن أبيه: صدوق ثقة ثبت في كل المشايخ.

وقال إسحاق بن منصور عن يحيى بن معين، والنسائي: ثقة.  
 قال أسلم بن سهل الواسطی، عن الليث بن بكار، عن أبيه: مات سنة الثنتين وعشرين ومئة، وكان لنا جارا، روى له الجماعة (تهذيب الكمال، جزء ۱۲، صفحہ ۳۱۳)  
 سیار ابو الحکم العنزی بنون وزای وأبوہ یکنی أبا سیار واسمه وردان وقيل ورد وقيل غير ذلك وهو أخو مساور الوراق لأمه ثقة وليس هو الذي يروي عن طارق بن شهاب من السادسة مات سنة الثنتين وعشرين (تقريب التهذيب، جزء ۱ صفحہ ۴۰۷)

۲۔ أبو وائل شقيق بن سلمة الاسدي الكوفي شيخ الكوفة وعالمها، مخضرم جليل روى عن عمر وعثمان وعلي وابن مسعود وعائشة رضي الله عنهم وجماعة، وعنه الأعمش ومنصور وحصين وخلق سواهم، يقال اسلم في حياة النبي صلى الله عليه وآله وسلم، روى محمد بن فضيل عن أبيه عن شقيق انه تعلم القرآن في شهرين فهذا غاية الذكاء (تذكرة الحفاظ للذهبي، جزء ۱ صفحہ ۶۰)

أبو وائل شقيق بن سلمة الاسدي كان مولده سنة إحدى من الهجرة أدرك النبي صلى الله عليه وسلم وليست له صحبة وسمع من الصحابة مات سنة ثلاث وثمانين (مشاهير علماء الامصار لابن حبان، جزء ۱ صفحہ ۱۵۹)



كَذَلِكَ (السنن الكبرى للبيهقي، باب وضع اليدين على الصدر في الصلاة من السنة،  
حدیث نمبر ۲۴۳۶)

ترجمہ: اور اس کو عبدالرحمن نے سیار سے اور انہوں نے ابو وائل سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے اسی طرح (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کی طرح) روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس کی سند پر پہلے گفتگو گزر چکی ہے۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناف کے نیچے سنت والی روایت کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

انیسویں روایت

(۱۹)..... اور امام ابن منذر روایت فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقٍ، عَنْ سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَبِهِ قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَقَالَ إِسْحَاقُ: تَحْتَ السُّرَّةِ أَقْوَى فِي الْحَدِيثِ، وَأَقْرَبُ إِلَى التَّوَاضُّعِ. وَقَالَ قَائِلٌ: لَيْسَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يُضَعُ عَلَيْهِ الْيَدُ خَبَرٌ يَثْبُتُ، عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنْ شَاءَ وَضَعَهُمَا تَحْتَ السُّرَّةِ، وَإِنْ شَاءَ فَوْقَهَا (الوسط لابن المنذر تحت حديث رقم ۱۲۴۳)

ترجمہ: ہم سے موسیٰ بن ہارون نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن عبد الحمید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن اسحاق سے، انہوں نے سیار ابو الحکم سے، اور انہوں نے ابو وائل سے، اور



انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: نماز کی (ایک) سنت (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔ اور یہی قول سفیان ثوری اور اسحاق کا ہے، اور اسحاق نے یہ بھی فرمایا کہ ناف کے نیچے کی حدیث زیادہ قوی ہے، اور تواضع کے بھی زیادہ قریب ہے، اور کہنے والے نے یہ بھی کہا ہے کہ جس جگہ ہاتھ رکھے جائیں، اس کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات ثابت نہیں، اگر چاہے تو ناف کے نیچے رکھے اور چاہے تو ناف کے اوپر رکھے۔

مکدہ: حضرت سفیان ثوری فقیہ ہونے کے علاوہ بڑے محدث بھی ہیں، اور محدث و فقیہ حضرت اسحاق بن راہویہ کا ناف کے نیچے کی حدیث کو قوی تر اور تواضع کے زیادہ لائق قرار دینا ان کے دیک اس حدیث کے نقلاً و عقلاً معتبر و مستند ہونے کی دلیل ہے۔

۱۔ روایت کے سب سے پہلے راوی موسیٰ بن ہارون ہیں، جو کہ ثقہ اور حافظ ہیں۔

۲۔ دوسرے راوی یحییٰ بن عبد الحمید ہیں جن کو صدوق، مشہور قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ موسیٰ بن ہارون بن عبد اللہ الحمال بالمہملۃ ثقة حافظ کبیر بغدادی من صغار الحادیۃ عشرۃ ت سنۃ اربع وتسعين ومائتين (تقریب التہذیب ج ۲ ص ۲۳۰)

فما ظ الحدیث اہیب ولا اورع من موسیٰ بن ہارون۔ وقال الخطیب: کان ثقة حافظا۔ وقال عبد بن سعید الحافظ: احسن الناس کلاما علی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن المدینی فی زمانہ، وموسیٰ بن ہارون فی وقته، والدارقطنی فی وقته۔ قال الحاکم سمعت ابا بل بن زیاد یقول کان اسماعیل القاضی یجلس موسیٰ بن ہارون معہ علی سریرہ ینظر فی کل ما یرا علیہ۔ وقیل کان موسیٰ کثیر الحج یمیم ببغداد سنۃ و یجاور سنۃ۔ مولده سنۃ اربع وعشرة مائتين، ومات فی شعبان سنۃ اربع وتسعين ومائتين رحمہ اللہ تعالیٰ (تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۶۷۰)

یحییٰ بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن میمون بن عبد الرحمن بن میمون ابو زکریا الحماني کوفی: قدم بغداد وحدث بها عن سليمان بن بلال و إبراهيم بن سعد وسفيان بن عيينة وأبي بكر عياش وغيرهم روى عنه حمدان بن علي الوراق و أحمد بن يحيى الحلواني وأبو بكر بن أبي الدنيا وعبد الله البغوي في آخرين حدث عنه إمامنا ذكره الخطيب في السابق واللاحق فقال: حدث يحيى الحماني عن أحمد بن حنبل وبين وفاته و وفاة البغوي تسع وثمانون سنة. ومات يحيى الحماني بسر من رأى في شهر رمضان سنة ثمان وعشرين ومائتين. قال أبو حاتم الرازي سألت يحيى بن معين عن الحماني فأجمل القول فيه وقال عثمان الدارمي سمعت يحيى بن معين يقول ابن عبابي صدوق مشهور بالكوفة مثل ابن الحماني (طبقات الحنابلة للموصلي، جزء ۱ صفحہ ۴۰۰)



اور باقی راویوں کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

### بیسویں روایت

(۲۰)..... اور امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تَوَضَّعَانِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَمِمَّنْ قَالَ بِذَلِكَ مِنْهُمْ: أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ، وَرَوَوْا ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَعِيمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي جَحِيفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ، قَالَ: "وَضَعُ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ مِنَ السُّنَّةِ"

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَيَّارِ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنَى تَحْتَ السُّرَّةِ فِي الصَّلَاةِ" وَسَقَطَ مِنَ الْحَدِيثِ الْيَدُ الْيُسْرَى وَلَمَّا كَانَ فِي مَوْضِعٍ وَضَعَ الْيَدَيْنِ مِنَ الْاِخْتِلَافِ مَا ذَكَرْنَا، وَوَجَدْنَا التَّكْبِيرَ مِنَ النَّاسِ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ هُوَ وَضَعَ الْيَدَيْنِ عَلَى الصَّدْرِ، وَذَلِكَ مَكْرُوءَةٌ، فَكَانَ أَوْلَى بِنَا أَنْ نَجْعَلَ الْمُبَاحَ لَنَا بِخِلَافِهِ (وَبَعْدَ اسْطَرِ) وَهُوَ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: تَوَضَّعُ تَحْتَ السُّرَّةِ، وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَا جَمِيعًا: إِنَّ ذَلِكَ مِنَ السُّنَّةِ، وَذَلِكَ مِمَّا لَا يُوجَدُ مِنْ جِهَةِ الْاِسْتِنْبَاطِ وَلَا مِنْ جِهَةِ الرَّأْيِ، فَيَكُونُ مَا رَوَى وَائِلٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ أَوْلَى مِنْ قَوْلِهِمَا، وَلَكِنَّهُ إِنَّمَا يُوجَدُ مِنْ جِهَةِ التَّوْقِيفِ مِنَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُمَا عَلَى



ذَلِكَ، فَصَارَ مَا رَوَيْنَاهُ عَنْهُمَا ذَلِكَ مُكَافِئًا لِمَا رَوَيْنَاهُ فِيهِ عَنْ وَاِئِلٍ،  
وَلَمَّا كَانَ الَّذِي رَوَاهُ وَاِئِلٌ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُوَافِقُ  
أَفْعَالَ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ فِي صَلَاتِهِمْ، وَالَّذِي رَوَيْنَاهُ، عَنْ عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ،  
مِمَّا لَا يَكُونُ مَا خُوِذَا عَنْ غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ ذَلِكَ  
كَانَ أَوْلَى بِمَا رَوَى وَاِئِلٌ، لِأَنَّ الَّذِي كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اتِّبَاعُ شَرِيعَةٍ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حَتَّى  
يُحْدِثَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ شَرِيعَةً مَا تَنْسَخُ ذَلِكَ، فَصَحَّحْنَا الرِّوَايَتَيْنِ  
جَمِيعًا، فَجَعَلْنَا مَا رَوَى وَاِئِلٌ بْنُ حُجْرٍ مِنْ ذَلِكَ مُتَقَدِّمًا، وَمَا رَوَى عَنْ  
عَلِيٍّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ مُتَأَخِّرًا نَاسِخًا لِمَا كَانَ قَبْلَهُ (احكام القرآن

للطحاوی، کتاب الصلاة، تأویل قوله تعالى: "فصل لربک وانحر")

ترجمہ: اور بعض حضرات نے فرمایا کہ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں گے، اور  
جن حضرات نے یہ بات فرمائی، اُن میں سے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد بھی  
ہیں؛ اور انہوں نے یہ حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

ہم سے بیان کیا یحییٰ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں  
کہ ہم سے حفص نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمن بن اسحاق سے روایت کیا، انہوں  
نے زیاد بن زید سے اور انہوں نے ابو حنیفہ سے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
سے، انہوں نے فرمایا کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں پر ناف کے نیچے رکھنا سنت  
ہے۔

نیز ہم سے فہد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن عبدالحمید نے بیان کیا، وہ کہتے  
ہیں کہ ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، انہوں نے عبدالرحمن بن اسحاق سے  
روایت کیا، انہوں نے سیار ابو الحکم سے، انہوں نے ابو وائل سے، انہوں نے حضرت  
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا، سنت یہ ہے کہ آدمی نماز میں



اپنے دائیں ہاتھ کو ناف کے نیچے رکھے۔

اور حدیث سے بائیں ہاتھ کا ذکر ساقط ہو گیا۔

اور جب ہاتھ رکھنے کی جگہ کے بارے میں مذکورہ اختلاف پایا جاتا ہے، اور ہم نے بعض لوگوں کو بعض کے سامنے تکبر کے طور پر سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے پایا ہے۔

اور یہ (یعنی متکبرین کا طریقہ و مشابہت) مکروہ ہے، تو ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم مباح عمل اس کے خلاف کریں (اور چند سطور کے بعد فرماتے ہیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاتھ ناف کے نیچے رکھے جائیں گے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے، دونوں نے فرمایا کہ یہ سنت ہے، اور یہ بات خود سے استنباط کر کے اور اپنی رائے سے نہیں معلوم کی جاسکتی (بلکہ حضور ﷺ کے قول یا فعل سے ہی معلوم کی جاسکتی ہے) پس حضرت وائل نے نبی ﷺ سے جو روایت کی ہے (کہ حضور ﷺ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھے) اس کا درجہ حضرت علی و ابو ہریرہ کے قول سے زیادہ تھا (کہ اس میں حضور ﷺ کے فعل کا ذکر ہے) لیکن حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بھی رسول اللہ ﷺ کے قول یا فعل ہی سے اس کو حاصل کیا ہے (اور اس لئے انہوں نے سنت فرمایا) لہذا ہم نے حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی طرف سے جو کچھ روایت کیا ہے، وہ اس کے لئے کافی ہوگا، جو ہم نے حضرت وائل سے روایت کیا ہے (یعنی حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی روایت کے جواب میں آگئی)

اور حضرت وائل نے نبی ﷺ سے جو روایت کیا ہے، اس عمل میں اہل کتاب کی نماز کے ساتھ موافقت پائی جاتی تھی، اور ہم نے حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے جو روایت کیا ہے وہ ان چیزوں میں سے ہے، کہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور سے اس کے خلاف حاصل نہیں کیا جاسکتا (یعنی سنت ہونے کو نبی ﷺ کے علاوہ اہل کتاب وغیرہ سے حاصل نہیں کیا جاسکتا، سنت ہونے کا مفہوم تو حضور ﷺ سے ہی



حاصل کیا جاسکتا ہے) تو حضرت علی و ابو ہریرہ کی اس روایت کا درجہ حضرت وائل کی روایت سے زیادہ ہوگا۔ اس لئے کہ نبی ﷺ اپنے سے پہلے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی اتباع کرنے کے پابند تھے، جب تک کہ اللہ عز و جل پہلی شریعت کے احکام منسوخ کر کے نئے احکام عطا نہ فرمادیں۔

پس ہم نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح قرار دیا، اور حضرت وائل بن حجر کی روایت کو حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے مقدم قرار دیا (یعنی سینے پر ہاتھ باندھنے کا عمل اس وقت کا ہے، جب تک نئے حکم کے ذریعہ سے اس بارے میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم نہیں آیا تھا) اور حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی اس سلسلہ میں مروی روایات کو مؤخر (یعنی جب اس سلسلہ میں اہل کتاب کی مخالفت کا حکم آ گیا تھا؛ کے بعد کا) سمجھا جائے گا اور اپنے سے پہلے کے لئے نسخ قرار دیا جائے گا (ترجمہ ختم)

۵: امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو یحییٰ بن عثمان سے روایت کیا، جو کہ حافظ الحدیث ہیں۔ ۱

۱ یحییٰ بن عثمان بن صالح بن صفوان: العلامة، الحافظ، الاخباری، أبو زکریا السہمی المصری۔ حدث عن: أبیه عثمان بن صالح، وسعید بن أبی مریم، وعبد اللہ بن صالح، ونعیم بن حماد، وأصبع بن الفرّج، والنضر بن عبد الجبار، وإسحاق بن بکر بن مضر، وطبقته من أصحاب اللیث، وابن لہیعة۔ حدث عنه: ابن ماجہ، وعبد المؤمن بن خلف النسفی، وأبو جعفر محمد بن محمد بن عبد اللہ بن حمزۃ الجمال، وعلی بن محمد المصری الواعظ، ومحمد بن جعفر بن کامل، وعلی بن حسن بن قدید، وأبو القاسم الطبرانی، وخلق کثیر۔ قال ابن یونس: کان عالما بأخبار مصر، وبموت العلماء، حافظا للحديث، وحدث بما لم یکن یوجد عند غیره۔ وقال ابن أبی حاتم: کتبت عنه، (وکتب عنه أبی) وتکلموا فیہ۔ قلت: هذا جرح غیر مفسر، فلا یطرح به مثل هذا العالم۔ قال ابن یونس، مات فی ذی القعدة، سنة اثنتین وثمانین (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۵۴)

وقال أبو سعید بن یونس: کان عالما بأخبار البلد وبموت العلماء، وکان حافظا للحديث، وحدث بما لم یکن یوجد عند غیره، وتوفی فی ذی القعدة سنة اثنتین وثمانین (تهذیب الکمال ج ۳۱ ص ۴۶۲، تحت رقم الترجمة)



اور یحییٰ بن عثمان سے روایت کرنے والے نعیم بن حماد ہیں، جن کو امام احمد، امام عجل اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے، اور ابو حاتم نے ان کو صادق قرار دیا ہے۔

اور مذکورہ روایت کے باقی راویوں پر تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو فہد بن سلیمان سے روایت کیا ہے، جو کہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ ۱

اور باقی راویوں کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

جاننا چاہئے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ خود بھی مجتہد ہیں، اور ان کا کسی حدیث سے استدلال کرنا، ہمارے نزدیک اس حدیث کے ضعف کو دور کرنے میں مؤثر ہے۔ ۲

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت وائل بن حجر کی اس روایت کو تسلیم کرتے ہوئے جس میں سینے پر

۱۔ نعیم بن حماد بن معاویہ بن الحارث بن ہمام بن سلمہ بن مالک الخزاعی: أبو عبد اللہ المروزی الفارسی الأعور، سکن مصر..... عن أحمد: كان من الثقات. وعن يحيى: ثقة. وعنه: يروى عن غير الثقات. وقال علي بن الحسين بن حبان: وجدت في كتاب أبي بخط يده: قال أبو زكريا: نعیم بن حماد ثقة، صدوق، رجل صدق، أنا أعرف الناس به، كان رفيقي بالبصرة، كتب عن روح بن عباد خمسين ألف حديث. وقال العجلي: مروزي ثقة. وقال أبو زرعة الدمشقي: وصل أحاديث يوقفها الناس. وقال أبو حاتم: محله الصدق (مغانی الاخبار لبدر الدين العيني ج ۵ ص ۱۶۸)

۲۔ فہد بن سلیمان بن یحییٰ: أحد مشايخ أبي جعفر الطحاوي الذين روى عنهم وكتب وحدث. ذكره أبو سعيد بن يونس في تاريخ الغرباء الذين قدموا مصر، وقال: فهد بن سليمان بن يحيى، يكنى أبا محمد، كوفي قدم مصر قديماً، وكان بدل في البر وحدث بها عن الغرباء وأهل مصر، توفي بمصر في صفر سنة خمس وسبعين ومائتين، وكان ثقة ثبتاً. قلت: وكذا نقل الحافظ أبو سليمان الربيعي، عن أبي جعفر الطحاوي أنه توفي في صفر سنة خمس وسبعين ومائتين (مغانی الاخبار ج ۲ ص ۲۵)

وكان ثقة ثبتاً (تاريخ دمشق لابن عساكر ج ۲۸ ص ۴۵۹)

۳۔ أَنَّ الْمُجْتَهِدَ إِذَا اسْتَدَلَ بِحَدِيثٍ كَانَ تَصْحِيحًا فَلَا يَحْتَاجُ إِلَى شَيْءٍ بَعْدَهُ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِمَّا مُجْتَهِدٌ أَوْ نَاقِلٌ أُدْلِيَ الْإِمَامُ الْأَعْظَمُ فَاسْتَدْلَاهُ تَصْحِيحٌ (البحر الرائق، فصل يدخل البناء)

قلت: فكل حديث ذكره محمد بن الحسن الامام، او المحدث الحافظ الطحاوي، محتجين به، فهو حجة صحيحة على هذا الاصل لكونهما محدثين مجتهدين كما سنبينه في موضعه (قواعد في علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد ۱۹ ص ۵۸)



باندھنے کا ذکر ہے۔

روایت کو مقدم اور اس کے مقابلہ میں حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی (مجتہد فیہ) روایات کو مؤخر اور ناسخ قرار دیا ہے، اور اس کی عمدہ دلیل بھی تحریر فرمائی ہے۔ ۱۔

۲۔ کہ بعض حضرات نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے موقوفات کو حکماً مرفوع کا درجہ دیا ہے۔

۳۔ اگر مرفوع حدیث کا بھی درجہ نہ دیا جائے تب بھی کوئی ضرر نہیں، کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند کا موقوف ہونا اور مزید براں اس میں سنت کا لفظ ہونا بھی اقتداء کے لئے کافی ہے۔

### سویں روایت

(۲)..... ابو داؤد میں روایت ہے کہ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَّامَةَ يَعْنِي ابْنَ أَعْيَنَ عَنْ أَبِي بَدْرٍ عَنْ أَبِي طَالُوتَ عَبْدِ السَّلَامِ عَنْ ابْنِ جَرِيرٍ الضَّبِّيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُمْسِكُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ عَلَى الرُّسْغِ فَوْقَ السُّرَّةِ (ابو داؤد، حدیث نمبر ۶۴۶)

۱۔ اور اگر حضرت وائل کی اس روایت کی سند کو دیکھا جائے تو وہ بھی مجروح ہے، جس پر تفصیل پہلے عرض کی جا چکی ہے۔

۲۔ قولہ: حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ النُّجَاشِيِّ، قُلْتُ: هَذَا أَيْضًا مَوْقُوفٌ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ، وَقَدْ رَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقِيلَ لَهُ: عَنْ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ: كُلُّ حَدِيثٍ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَهْـ وَرَجَالُهُ ثِقَاتٌ، فَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ كُلَّ حَدِيثٍ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعٌ، فَثَبَتَ أَنَّهُ سَنَةٌ وَضَعُ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَجْعَلَهُمَا اسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۴)

۳۔ بعض حضرات نے کنز العمال میں مذکور مندرجہ ذیل روایت سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کیا ہے۔

عن علي قال: ثلاثة من أخلاق الأنبياء: تعجيل الإفطار، وتأخير السحور، ووضع الكف تحت السرة في الصلاة (ابن شاہین و أبو محمد الابرہیم فی کتاب الصلاة) (کنز العمال ج ۱ ص ۲۳۰، و حدیث نمبر ۴۲۲۷۱ مطبوعہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

۴۔ اس روایت کی سند کا حال معلوم نہیں ہو سکا، اس لیے ہم نے اس روایت کو ناف کے نیچے دلائل کی روایات میں مستقل طور پر شامل نہیں کیا۔



ترجمہ: ہم سے محمد بن قدامہ یعنی ابن اعمین نے بیان کیا، ابو بدر سے، انہوں نے ابو طالوت عبدالسلام سے، انہوں نے ابن جریر ضی سے، انہوں نے اپنے والد حضرت جریر سے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو گٹے پر سے پکڑ رکھا تھا، ناف کے اوپر (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس روایت میں پہلے راوی محمد بن قدامہ ہیں، جن کو دارقطنی اور ابن حجر نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ۱

اور دوسرے راوی ابو بدر ہیں، جن کو ابن معین اور مروزی نے ثقہ قرار دیا ہے، اور امام احمد بن حنبل اور علامہ ابن حجر نے صدوق قرار دیا ہے، لیکن ابن حجر نے ان کے بارے میں ”لَا أَوْهَامٌ“ بھی کہا ہے؛ اور ابو حاتم نے ان کے بارے میں ”شَيْخٌ لَيْسَ بِالْمَتِّينِ لَا يَحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ“ فرمایا ہے۔ ۲

۱۔ محمد بن قدامہ بن أعين المسور القرشي ، أبو عبد الله المصيصي ، مولى بني هاشم..... قال النسائي : محمد بن قدامة مصيصي لا بأس به . وقال في موضع آخر : صالح . وقال أبو بكر البرقاني : قلت لأبي الحسن الدارقطني : محمد بن قدامة ثقة ؟ قال : نعم (تهذيب الكمال ج ۲۶ ص ۳۰۸)

محمد بن قدامة بن أعين الهاشمي مولا هم المصيصي ثقة من العاشرة مات سنة خمسين تقريبا (تقريب التهذيب ج ۲ ص ۱۲۵)

۲۔ شجاع بن الوليد بن قيس السكوني أبو بدر الكوفي صدوق ورع له أوهام من التاسعة مات سنة أربع ومائتين (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۴۱۳)

شجاع بن الوليد بن قيس، الامام المحدث العابد الصادق، أبو بدر السكوني الكوفي، نزيل بغداد..... قال أحمد بن حنبل : صدوق. وقال محمد بن سعد : كان كثير الصلاة ورعا . وقال سفيان الثوري : لم يكن بالكوفة أحد أعبد منه (سير اعلام النبلاء ج ۹ ص ۳۵۳)

وقال المروذي أيضا : قلت له : أبو بدر ثقة هو ؟ قال : أرجو أن يكون صدوقا قد جالس قوما صالحين . وقال حنبل بن إسحاق : قال أبو عبد الله : كان أبو بدر شيخا صالحا صدوقا كتبنا عنه قديما ، قال : ولقيه يحيى بن معين يوما فقال له : يا كذاب . فقال له الشيخ : إن كنت كذابا وإلا فهتكك الله . قال أبو عبد الله : فأظن دعوة الشيخ أدركته . وقال عبد الخالق بن منصور وأبو بكر بن أبي خيثمة ، عن يحيى بن معين : شجاع بن الوليد ثقة . وقال أحمد بن عبد الله العجلي : كوفي لا بأس به . وقال أبو حاتم الرازي : عبد الله بن بكر السهمي أحب إلي منه ، وهو شيخ ليس بالمتين لا يحتج بحديثه (تهذيب الكمال ج ۱۲ ص ۳۸۲)



۱۔ ہے۔ ۱۔  
۲۔ تھے راوی غزو بن جریر رضی ہیں، جن کو ابن حبان نے ثقہ شمار کیا ہے۔ ۲۔  
۳۔ خری راوی غزو بن جریر رضی کے والد جریر رضی ہیں، جو کہ مقبول اور ثقہ ہیں۔ ۳۔  
۴۔ اس روایت میں فوق السرة یعنی ناف کے اوپر کے الفاظ کو ابو بدر راوی کی وجہ سے بعض  
۵۔ ات نے غیر محفوظ قرار دیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ناف کے نیچے  
۶۔ باندھنے کے سنت فرمانے کے خلاف ہے۔ ۴۔

۱۔ عبد السلام بن ابی حازم ، واسمہ شداد ، العبدی القیسی ، أبو طالوت البصری  
..... وقال أبو بكر الأثرم . عن أحمد بن حنبل : لا أعلمه إلا ثقة . وقال معاوية بن  
صالح ، عن يحيى بن معين : ثقة . وقال أبو حاتم : يكتب حديثه . وذكره ابن حبان في  
كتاب "الثقات" (تهذيب الكمال ج ۱۸ ص ۶۴)  
عبد السلام بن ابی حازم شداد العبدی أبو طالوت البصری ثقة من الرابعة (تقريب  
التهذيب ج ۱ ص ۵۹۹)

۲۔ غزو بن جریر الضبی ، مولاہم ، الکوفی والد فضیل بن غزو بن وجد محمد بن  
فضیل بن غزو بن

روى عن : أبيه (د) قال : رأيت عليا يمسك شماله بيمينه على الرسغ فوق السرة .  
روى عنه : الاخضر بن عجلان ، وأبو طالوت عبد السلام بن ابی حازم ذكره ابن حبان  
في كتاب (الثقات) (تهذيب الكمال، ج ۲۳ ص ۹۹، تحت رقم الترجمة ۴۶۸۵)  
۳۔ جریر الضبی جد فضیل بن غزو بن مقبول من الثالثة (تقريب التهذيب ج ۱ ص ۱۵۹)  
غزو بن جریر الضبی مولاہم الکوفی والد فضیل بن غزو بن روى عن أبيه عن علي من  
فعله في الصلاة . وعنه الاخضر بن عجلان وأبو طالوت عبد السلام بن ابی حازم . ذكره  
ابن حبان في الثقات . روى له أبو داود هذا الحديث الواحد ولم يسمه . قلت : وعلقه  
البخاری من فعل علي (تهذيب التهذيب، ج ۸ ص ۲۲۰، حرف الغين)

۴۔ قال الشيخ النيموى في آثار السنن وزيادة فوق السرة غير محفوظة وقال في  
تعليقه تفرد بها ابو بدر شجاع بن الوليد عن ابی طالوت عبد السلام بن ابی حازم وثقة  
غير واحد ولينه ابو حاتم وقال علي ما نقله الحافظ ابن حجر في مقدمته والذهبي في  
ميزانه لين الحديث شيخ ليس بالمتقن ، فلا يحتج به الا ان له عن محمد بن عمرو بن  
علقمة احاديث صحاحا ، وقال الحافظ في التقریب له او هام . قلت ورواه مسلم بن  
ابراهيم احد شيوخ البخاری بدون هذه الزيادة عن عبد السلام بن ابی حازم عن غزو بن  
بن جریر الضبی عن ابيه وطوله اخرج في السفينة الجرائد . وكذا قال الحافظ في الفتح  
(بذل المجهود ج ۲ ص ۲۴، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة)



لیکن اگر اس روایت کی سند کو قبول بھی کر لیا جائے تو اس کا درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ناف کے نیچے سنت والی روایت سے کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ اولاً تو ناف پر ہاتھ باندھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے۔

لہذا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی وقت اس پر عمل کر لیا، تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔ اور حضرت علی کی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی روایت میں کیونکہ سنت ہونے کے الفاظ ہیں، جس سے اس عمل کا جائز ہونے کے بجائے سنت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ۱

دوسرے اس روایت میں دیکھنے والے راوی نے حضرت علی کے ناف پر ہاتھ باندھنے کو دیکھنا بیان کیا ہے، اور ناف کے قریب ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والے کو ناف پر ہاتھ باندھنے سے تعبیر کر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

کیونکہ ناف سے نیچے متصل ہاتھ باندھنے والا دوسرے ناف پر ہاتھ باندھنے والا ہی محسوس ہوتا ہے، اور اس کو ”فوق السرة“ یعنی ناف کے اوپر سے تعبیر کر دیا جاتا ہے، اور عربی میں ”فوق“ جس کے معنی اوپر کے آتے ہیں، یہ ”علی“ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، اور ”علی“ کے معنی ”پر“ کے آتے ہیں، اور خود قرآن وحدیث میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔

چنانچہ ایک مقام پر قرآن مجید میں ارشاد ہے:

إِنِّي أَرَانِي أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْرًا (سورہ یوسف آیت ۲۶)

یعنی میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے ہوں۔

اس آیت میں لفظ ”فوق“ ”علی“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اور ایک مقام پر ارشاد ہے:

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا (سورہ حم سجدہ، آیت نمبر ۱۰)

۱۔ وهو لا يعارض حديث المتن المروي عنه فان التطبيق ممكن بان كل منهما جائز وقد عرفت قول الترمذي ان كل ذالك واسع عند العلماء اهـ، ولكن حديث المتن لكونه قولاً اقوى منه، فان القول مقدم على الفعل دائماً، والله تعالى اعلم (اعلاء السنن ج ۲ ص ۲۰۲)



یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس کے اوپر کیلیں (یعنی پہاڑ) قائم فرما دیے۔

آیت میں بھی لفظ ”فوق“ ”علی“ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

ہمارے عرف میں بھی اوپر کا لفظ اس معنی میں استعمال ہوتا ہے، مثلاً کہا جاتا ہے کہ:

ننگے سر رہنا اچھی بات نہیں، سر کے اوپر ٹوپی رکھنی چاہیے۔

مثال میں ”سر کے اوپر“ سے مراد ”سر پر“ ہے۔

راوند کورہ تفصیل کے پیش نظریہ روایت ناف کے متصل نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کے

ناف نہیں ہے۔ ۱

۱۔ وعندی أن لفظة فوق السرة ليس معناها أن يديه رضى الله عنه كانتا في مكان منفصل مرتفع من السرة بل المراد أن امساک الشمال باليمين الواقع على الرسغ قد وقع على السرة نفسها كما في قوله تعالى حكاية عن صاحب السجن انى ارانى احمل فوق رأسى خبزاً، وقوله تعالى وجعل فيها (ای فی الارض) رواسی من فوقها وهذا المعنى لا ينافى لفظة تحت السرة التى يستعملها فقهاؤنا رحمهم الله تعالى فان التفاوت بينهما يسير بل كلا تفاوت فهذا يشبه ما قدمنا عن شرح المنهاج من التطبيق بين قول الشوافع تحت الصدر ولفظ الحديث عند ابن خزيمة على صدره وحينئذ يمكن ان يقال ان مارواه ابوداؤد من طريق عبدالرحمن بن اسحاق الواسطی ان علیا قال السنة وضع الكف على الكف تحت السرة وكذا ما رواه ابوداؤد من طريقه عن ابی هريرة اخذ الكف على الكف فى الصلاة تحت السرة مع ضعف كل واحد منهما لا ينافى روايات فوق السرة بل كانه مما اجاده الراوى المضعف لاسيما وآثار التابعين كابى مجلز وابراهيم النخعى على تاييده، قال الشيخ الانور والصحيح ان فوق السرة وتحتها وعند الصدر (كما هو عند البزار) الفاظ متقاربة وليس البون بينهما بعيداً (فتح الملهم الجزء الثانى، صفحہ ۴۰، باب التشهد فى الصلاة)

اور فوق السرة اور تحت السرة میں زیادہ فرق نہ ہونے ہی کی وجہ سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے امام احمد سے مروی تحت السرة والی روایت کو امام احمد کے فوق السرة ہاتھ رکھنے کی دلیل بنایا ہے، جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

حدثنا قال رأيت ابى اذا صلى وضع يديه احدهما على الاخرى فوق السرة حدثنا قال حدثنى ابى قال نا يحيى بن زكريا بن زائدة ابو سعيد عن عبد الرحمن بن اسحق عن زياد بن زيد السوائى عن ابى جحيفة قال على ان من السنة فى الصلاة وضع الاكف على الاكف تحت السرة (مسائل احمد بن حنبل رواية ابنه عبد الله ج ۱ ص ۷۲، باب صفة الصلاة)



## بائیسویں روایت

(۲۲)..... عبدالرزاق صنعانی کی ”الآمالی فی آثار الصحابة“ میں روایت ہے کہ:

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ، ثَنَا أَحْمَدُ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: وَأَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، قَالَ: قَالَ لِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ: سَأَلَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ: أَيُّنَ مَوَاضِعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: فَوْقَ السُّرَّةِ (الآمالی فی آثار

الصحابة لعبد الرزاق صنعانی، حدیث نمبر ۵۴)

ترجمہ: ہمیں ابواسماعیل نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے احمد (بن منصور رمادی) نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوزبیر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ سعید بن جبیر سے سوال کیا گیا کہ نماز میں ہاتھ رکھنے کی جگہ کون سی ہے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ”فوق السرة“ یعنی ناف کے اوپر۔

فائدہ: یہ روایت سند کے اعتبار سے درست ہے۔ ۱۔

اس روایت میں بھی گزشتہ روایت کی طرح ”فوق السرة“ یعنی ناف کے اوپر کے الفاظ ہیں، اور ان الفاظ کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

لہذا مذکورہ تفصیل کے پیش نظر یہ روایت بھی ناف کے متصل نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے

۱۔ اس روایت کے پہلے راوی ابوعلی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح الصغار ہیں، جن کو ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

إسماعیل بن محمد بن إسماعیل بن صالح بن عبد الرحمن الصغار الثقة الإمام النحوی المشهور حدث عن الحسن بن عرفة وأحمد بن منصور الزیادی والکبار وانتهی إلیه علو الإسناد روی عنه الدارقطنی وابن مندة والحاکم ووثقوه (لسان المیزان لابن حجر ج ۱ ص ۳۳۲)

اور دوسرے راوی احمد بن منصور الرمادی ہیں، ان کو بھی ثقہ قرار دیا گیا ہے۔

الرَّمَادِيُّ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الْبَغْدَادِيُّ الْإِمَامُ، الْحَافِظُ، الضَّابِطُ، أَبُو بَكْرٍ، أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ بْنِ سَيَّارٍ بْنِ مُعَارِكٍ، الرَّمَادِيُّ الْبَغْدَادِيُّ..... قَالَ الدَّارِقُطْنِيُّ: هُوَ ثِقَّةٌ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ: كَانَ أَبِي يُوثَّقُهُ. (سير اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۳۸۲)

اور ان کے بعد کے راوی بھی مشہور اور قابل اعتبار ہیں۔



خلاف قرار نہیں دی جائے گی۔ ۱۔

اس روایت میں حضرت عطاء کے سوال میں ”این موضع الیدین فی الصلاة“ کے الفاظ ہیں، جس کے جواب میں سعید جبیر نے ”فوق السرة“ فرمایا ہے۔ اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جو روایت بیان کی ہے، اس میں حضرت عطاء کے سوال میں ”ق السرة اور اسفل من السرة“ کی تفصیل ہے، مگر ہمارے نزدیک اس کے مقابلہ میں مندرجہ بالا روایت امام بیہقی کی بہتر ہونے کی وجہ سے رائج ہے، کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی پیش کردہ روایت کی سند پر کلام ہے۔

بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَأَخْبَرَنَا أَبُو زَكْرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَنَا زَيْدٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: أَمَرَنِي عَطَاءٌ أَنْ أَسْأَلَ سَعِيدًا أَيْنَ تَكُونُ الْيَدَانِ فِي الصَّلَاةِ؟ فَوَقَّ السُّرَّةَ أَوْ أَسْفَلَ مِنَ السُّرَّةِ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: فَوْقَ السُّرَّةِ. يَعْنِي بِهِ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ. (ق) وَكَذَلِكَ قَالَهُ أَبُو مَجْلَزٍ لِأَحْقُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَأَصَحُّ أَثَرُ رَوَى فِي هَذَا الْبَابِ أَثَرُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَأَبِي مَجْلَزٍ (سنن البيهقي، حديث نمبر ۲۴۳۴)

بیہقی رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت کے بارے میں علامہ علاء الدین ابن ترکمانی فرماتے ہیں:

ت \* فی هذا اربعة اشياء \* احدها \* ان قوله وكذلك قاله أبو مجلز الظاهر انه كلام البيهقي ولم يكر سنده لينظر فيه ومذهب أبي مجلز الوضع اسفل السرة حكاه عنه أبو عمر في التمهيد وجاء كعنه بسند جيد \* قال ابن أبي شيبة في مصنفه ثنا يزيد بن هارون انا الحجاج بن حسان سمعت ابا مجلز أو سألته قلت كيف اضع قال يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله فجعلهما اسفل من السرة \* والحجاج هذا هو ثقفى . قال احمد ليس به بأس وقال مرة ثقة وقال معين صالح ومع هذا كيف يجعل البيهقي ما نسبته إلى أبي مجلز بغير سند من الوضع فوق السرة صح اثر روى في هذا الباب \* والثاني \* ان قوله اصح اثر يفهم عنه صحة اثرى على وابن عباس المتقدمين وقد قدمنا ما فيهما \* والثالث \* كيف يكون اثر ابن جبیر اصح ما في هذا الباب وفي سنده يحيى بن ابي طالب تكلموا فيه وفي تاريخ بغداد للخطيب عن موسى بن هارون قال اشهد لى يحيى بن ابي طالب انه يكذب وفيه ايضا عن ابي احمد محمد بن اسحاق الحافظ انه قال ليس لمتهم؟؟ وفيه ايضا عن ابي عبيد الآجرى انه قال حط أبو داود سليمان بن الأشعث على حديث يحيى بن ابي طالب \* والرابع \* انه سمى كلام ابن جبیر وابی مجلز اثرا والمعروف عند الفقهاء ان اثر ما وقف على الصحابة والامر في هذا قريب وقال ابن حزم رونا عن ابي هريرة قال وضع كف على الكف في الصلوة تحت السرة.

عن انس قال ثلاث من اخلاق النبوة تعجيل الافطار وتاخير السحور ووضع اليد اليمنى على اليسرى في الصلوة تحت السرة (الجوهر النقى، جزء ۲ صفحہ ۳۱، ۳۲)

ت فی اسنادہ یحییٰ بن ابی طالب جعفر بن الزبرقان محدث مشہور، وثقه الدارقطنی وغیرہ وقال موسى بن هارون اشهد انه يكذب عنى فى كلامه ولم يعن فى الحديث فالله اعلم (بذل المجهود ص ۲۴، باب وضع اليمنى على اليسرى فى الصلاة)

ملت قول البيهقي هذا مخالف لما ذكره ابو داود ولما اخرج ابن ابي شيبة ولما حكاه ابو عمرو فى تمهيد من مذهبه فاما ان يؤل بان يشار اليه بقوله وكذلك هو وضع اليدين فقط من غير ان يقيد بيد فوق السرة والا فيكون غلطاً من النسخ، والله اعلم (ايضاً)



## تیسویں روایت

(۲۳)..... ابو داؤد میں روایت ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ - يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ - عَنْ ثَوْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ طَاوُسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ يَشُدُّ بَيْنَهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَهُوَ فِي

الصَّلَاةِ (ابو داؤد، باب وضع اليمنى على اليسرى في الصلاة، حديث نمبر ۷۵۹)

ترجمہ: ہم سے ابو توبہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ہيثم یعنی ابن حمید نے بیان کیا، انہوں نے ثور سے روایت کیا، انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے طاؤس سے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر اپنے سینے پر باندھ لیا کرتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: جو فقہاء نماز میں ہاتھ ناف کے اوپر باندھنے کے قائل ہیں، انہوں نے تو ”علی صدرہ“ (یعنی سینے پر) کا مطلب ”عند صدرہ“ (یعنی سینے کے قریب) بیان کیا ہے۔

لیکن دیگر حضرات نے فرمایا کہ یہ روایت مرسل ہے، یعنی اس میں روایت کرنے والے صحابی کا نام موجود نہیں (جس کو بہت سے محدثین قابل حجت نہیں سمجھتے) اور اسی کے ساتھ اس میں ایک فعل کی حکایت ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا، جیسا کہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے، اور حضرت علی و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں سنت کا لفظ ہے، جس میں سنت کے علاوہ کوئی اور احتمال نہیں۔ ۱۔

اس لیے سنت اور تواضع کے مفہوم کو پیش نظر رکھ کر ناف کے نیچے والی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ ہمارے فقہاء نے سینے پر ہاتھ رکھنے والی روایت کو ستر اور پردے کے قاعدہ کو پیش نظر رکھ کر خواتین کے لیے خاص فرمایا، اور اس طرح اس سلسلے میں پائے جانے والی ہر قسم کی روایات کو قابل عمل بنایا، اور کسی ایک قسم کی روایت کو بھی بالکل مہمل نہیں چھوڑا۔

۱۔ اور اگر لفظ ”کان“ سے کوئی استمرار مراد لینے پر اصرار کرے، اور وہ مرسل کو قابل حجت بھی سمجھتا ہو، تو پھر امام طحاوی رحمہ اللہ کے بقول یہ اہل کتاب کی موافقت کے زمانے پر محمول ہوگا؛ جیسا کہ احکام القرآن کے حوالے سے تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔



## ہائے احناف کی مختلف روایات میں ترجیح و تطبیق

ہائے احناف کی امتیازی شان یہی ہے کہ وہ ترجیح و تطبیق کے اصول کو اجتہاد کی روشنی میں بہت طریقے پر بروئے کار لاتے ہیں، جس سے مختلف قسم کی احادیث و روایات قابل عمل ہو جاتی

چہ علامہ عینی رحمہ اللہ بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَاحْتَجَّ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ لِأَصْحَابِنَا فِي ذَلِكَ بِقَوْلِهِ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ  
الْيَمْنِي عَلَى الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّةِ ( قُلْتُ ) هَذَا قَوْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ  
وَإِسْنَادُهُ إِلَى النَّبِيِّ غَيْرُ صَحِيحٍ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مَسْنَدِهِ  
وَالدَّارِقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ جِهَتِهِ فِي سُنَنِهِمَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي جُحَيْفَةَ  
عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى  
الْكَفِّ تَحْتَ السُّرَّةِ وَقَوْلُ عَلِيٍّ أَنَّ مِنَ السُّنَّةِ هَذَا اللَّفْظُ يَدْخُلُ فِي  
الْمَرْفُوعِ عِنْدَهُمْ وَقَالَ أَبُو عَمْرٍ فِي التَّفْصِيلِ وَاعْلَمْ أَنَّ الصَّحَابِيَّ إِذَا  
أُطْلِقَ اسْمُ السُّنَّةِ فَالْمُرَادُ بِهِ سُنَّةُ النَّبِيِّ وَكَذَلِكَ إِذَا أُطْلِقَهَا غَيْرُهُ مَا لَمْ  
تَصِفْ إِلَى صَاحِبِهَا كَقَوْلِهِمْ سُنَّةُ الْعُمَرَيْنِ وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ (عمدة القاری،

باب وضع الیمنی علی اليسری فی الصلاة)

ترجمہ: اور اس سلسلہ میں ہمارے فقہاء کے لئے صاحب ہدایہ نے اس روایت سے دلیل پکڑی ہے، کہ سنت دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اور نبی ﷺ کی طرف اس کو منسوب کرنا صحیح نہیں ہے (یعنی یہ حضور ﷺ کا قول نہیں ہے) اور اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں اور دارقطنی نے اور پھر بیہقی نے اپنی سند سے اپنی سنن (دارقطنی و بیہقی) میں ابو جحیفہ کی حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ



انہوں نے فرمایا کہ سنت (دائیں) ہتھیلی کا (بائیں) ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ سنت ہے، یہ لفظ فقہاء کے نزدیک مرفوع حدیث میں داخل ہے، اور ابو عمر نے تفصی میں فرمایا کہ یہ بات جان لینی چاہئے کہ صحابی جب سنت کے لفظ کا اطلاق فرمائے تو اس سے نبی علیہ السلام کی سنت مراد ہوا کرتی ہے، اور اسی طریقہ سے جب غیر صحابی سنت کا اطلاق کرے (تب بھی نبی ﷺ کی سنت مراد ہوا کرتی ہے) جب تک اس کی نسبت کسی دوسرے کی طرف نہ ہو، جیسا کہ علماء کا قول کہ عمرین کی سنت اور اس کے مشابہ دوسرے الفاظ (ترجمہ ختم)

اور اعلاء السنن میں ہے:

فَنَقُولُ أَنَّ حَدِيثَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْجَحُ مِنْهُ عِنْدَنَا لِمَا فِيهِ مِنَ التَّصْرِیحِ لِأَنَّ وَضْعَ الْيَدَيْنِ تَحْتَ السُّرَّةِ مِنَ السُّنَّةِ وَاحِدٌ حَدِيثُ الصَّدْرِ كُلِّهَا مِنْ قَبِيلِ الْأَفْعَالِ لَا يَثْبُتُ مِنْهَا أَنَّ الْوَضْعَ عَلَى الصَّدْرِ سُنَّةٌ وَاطْبَاقُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَإِنَّمَا هِيَ حِكَايَةُ أَحْوَالٍ لَا عُمُومَ لَهَا.

وَأَمَّا لَفْظُ "كَانَ" فَلَا تَقْتَضِي الْإِسْتِمْرَارَ، وَأيضاً فَلَدَلَّتْهَا عَلَيْهِ دُونَ دَلَالَةِ لَفْظِ "السُّنَّةِ"، فَكَانَ الْأَخْذُ بِحَدِيثِ "تَحْتَ السُّرَّةِ" أَوْلَى وَغَيْرُهُ مَحْمُولٌ عَلَى بَيَانِ الْجَوَازِ عِنْدَنَا، وَالْقِيَاسُ أَيْضاً يَرْجَحُ الْوَضْعَ تَحْتَ السُّرَّةِ لِأَنَّهُ الْمَعْهُودُ حَالَ قَصْدِ التَّعْظِيمِ (اعلاء السنن ج ۲ ص ۱۹۷، باب وضع

اليدین تحت السرة وکيفية الوضع)

ترجمہ: پس میں کہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس (یعنی طاؤس کی مرسل حدیث) کے مقابلہ میں رائج ہے، کیونکہ اس (یعنی حضرت علی کی حدیث) میں دونوں ہاتھوں کے ناف کے نیچے رکھنے کے سنت ہونے کی تصریح ہے، اور سینے پر ہاتھ رکھنے کی تمام احادیث افعال کے قبیل سے ہیں (یعنی ان میں ایک فعل کا ذکر ہے، سنت ہونے کا ذکر نہیں) جن سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ سینے پر ہاتھ رکھنا



ایسی سنت ہو کہ جس پر نبی علیہ السلام نے مواظبت فرمائی ہو، اور وہ تو صرف احوال کی حکایت ہے، جن کو عموم نہیں ہوتا، اور ہالفظ ”کان“ کا معاملہ؟ تو یہ استمرار کا تقاضا نہیں کرتا۔ ۱

اور مزید براں یہ کہ اس (یعنی طاؤس کی مرسل حدیث) کی دلالت سنت کے لفظ کی دلالت سے کمزور ہے، پس ناف کے نیچے والی حدیث کو لینا زیادہ اولیٰ ہے، اور اس کے علاوہ دوسری احادیث (جواز قبیل افعال ہیں) وہ ہمارے نزدیک بیان جواز پر محمول ہیں۔ اس کے علاوہ قیاس بھی ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو ترجیح دیتا ہے، کیونکہ تعظیم کا ارادہ کرنے کی حالت میں اسی طرح (ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا) رائج ہے (ترجمہ ختم) محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا وَقَعَ التَّعَارُضُ بَيْنَ الْجَانِبَيْنِ رَجَّحَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى الْوَضْعُ تَحْتَ السُّرَّةِ لِحَدِيثِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنَ السُّنَّةِ كَذَا، وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ، وَإِنْ كَانَ ضَعِيفًا فِي نَفْسِهِ، وَلَآئِنَّ أَبْلَغُ فِي التَّوَاضُّعِ وَالتَّعْظِيمِ، وَلِهَذَا عَهْدُ بَيْنَ يَدَيِ الْأَمْرَاءِ وَالْمُلُوكِ وَالتَّعْظِيمِ هُوَ الْمَطْلُوبُ فِي أَحْوَالِ الصَّلَاةِ كُلِّهَا، وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَأَمَّا فِي حَقِّ النِّسَاءِ فَنَظَرَ إِلَى مَا هُوَ الْأَسْتِرْلَهُنَّ، وَرَأَى أَنَّ رِعَايَةَ الْأُسْتِرِ فِي حَقِّهِنَّ أَوْلَى مِنْ رِعَايَةِ التَّعْظِيمِ مَعَ مَا فِيهِ مِنْ أَعْمَالِ النَّصِّينِ، وَهُوَ أَوْلَى مِنْ إِهْمَالِ أَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَّةِ (معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد مشمولہ

درہم الصرۃ ص ۱۱۵؛ مطبوعہ: ادارۃ القرآن، کراچی)

ترجمہ: جب دونوں طرف (یعنی ناف اور سینے کے متعلق روایات میں) ٹکراؤ پیدا ہو گیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے کو ترجیح دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی وجہ سے جس میں اس طرح کے عمل کو سنت بتلایا گیا ہے۔

۱۔ اور اگر استمرار پر ہی اصرار ہو تو پھر امام طحاوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کا جواب گزر چکا ہے۔



اور وہ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی حدیث حسن لغیرہ ہے، اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہو۔

اور ناف کے نیچے ہاتھ رکھنا تواضع اور تعظیم کے زیادہ لائق ہے، اور اسی وجہ سے امراء اور بادشاہوں کے سامنے بھی (تعظیم کا یہی طریقہ) رائج ہے۔ اور نماز کی تمام حالتوں میں تعظیم ہی مطلوب ہے۔

اور یہ مردوں کے حق میں ہے، اور جہاں تک عورتوں کا معاملہ ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان کے لیے جو صورت زیادہ ستر اور پردہ والی تھی، اس پر نظر کی، اور یہ دیکھا کہ عورتوں کے حق میں پردہ کی رعایت، تعظیم کی رعایت کے مقابلہ میں بہتر ہے، اور اس پر عمل کرنے میں دونوں قسم کی روایات پر بھی عمل ہو جاتا ہے، اور دونوں قسم کی روایات پر عمل کرنا، کسی ایک (قسم کی روایت) کو بالکل مہمل چھوڑ دینے سے بہتر ہے (ترجمہ ختم)

اور محدث شیخ مخدوم محمد ہاشم رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷۴ھ) ہی اپنے رسالے ”معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد“ میں مدلل ومفصل بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

الْجَمْعُ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْنَا، وَذَلِكَ وَقَعَ مِنْ إِمَامِنَا الْأَعْظَمِ رَحِمَهُ اللَّهُ حَيْثُ خَصَّ أَحَدَ الْمَرْوِيِّينَ بِالرِّجَالِ لِمَافِيهِ مِنْ زِيَادَةِ التَّوَاضُّعِ وَالتَّعْظِيمِ، وَثَانِيَهُمَا بِالنِّسَاءِ، وَهُوَ مَا كَانَ أُسْتَرْفِي حَقَّهُنَّ، وَرَأَى أَنَّ رِعَايَةَ الْأُسْتَرْفِي حَقَّهُنَّ أَوْلَى مِنْ رِعَايَةِ مَا فِيهِ زِيَادَةُ التَّعْظِيمِ، وَهَكَذَا فَعَلَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي أَحَادِيثٍ أُخَرٍ، مِنْهَا رَفَعَ الْيَدَيْنِ، فَإِنَّهُ لَمَّا اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فِي كَوْنِهِ إِلَى الْأُذُنَيْنِ وَالْكَتِفَيْنِ - خَصَّ الْأُسْتَرَمِنْهُمَا - وَهُوَ الْأَخِيرُ - بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرِ الْأُسْتَرِ - وَهُوَ الْأَوَّلُ - بِالرِّجَالِ. وَمِنْهَا الْجُلُوسُ فِي التَّشَهُّدِ، لَمَّا اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِيهِ إِفْتِرَاشًا وَتَوَرُّكَهَا - خَصَّ الْأُسْتَرَمِنْهُمَا - وَهُوَ التَّوَرُّكُ - بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرِ الْأُسْتَرِ - وَهُوَ الْإِفْتِرَاشُ - بِالرِّجَالِ. وَقَدْ قَدْ مُنَاعَنِ التَّحْرِيرُ وَشَرْحُهُ أَنَّهُ يَجُوزُ



لِلْمُجْتَهِدِ تَرْجِيحُ أَحَدِ النَّصِّينِ الْمُتَعَارِضَيْنِ لِمُوَافَقَةٍ بِالْقِيَاسِ، اِنْتَهَى.  
وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا الْجَمْعَ جَمْعٌ مِنْ وَجْهِ لِمَافِيهِ مِنْ أَعْمَالِ النَّصِّينِ، وَلَا  
شَكَّ أَنَّ أَعْمَالَ النَّصِّينِ الْمُتَعَارِضَيْنِ بَعْدُ ثُبُوتِهِمَا أُولَى مِنْ إِهْمَالِ  
أَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَّةِ، وَتَرْجِيحُ بِالْقِيَاسِ مِنْ وَجْهِ لِمَافِيهِ مِنْ رِعَايَةِ مَا فِيهِ زِيَادَةُ  
التَّعْظِيمِ فِي حَقِّ الرِّجَالِ، وَمَافِيهِ زِيَادَةُ السُّتْرِ فِي حَقِّ النِّسَاءِ، وَالتَّجْوِيزُ  
بِالْقِيَاسِ يَجُوزُ لِلْمُجْتَهِدِ، وَفِيهِ عَمَلٌ بِالْقَوْلَيْنِ، أَعْنَى أَنَّ النَّصِّينِ  
إِذَا تَعَارَضَا فَالْجَمْعُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّجْوِيزِ، أَوْ عَكْسُهُ.

فَظَهَرَ أَنَّ قَوْلَكُمْ: ثُمَّ مُقْتَضَى الْجَمْعِ أَنْ يَكُونَ كُلُّ مِنَ الْوَضْعِ تَحْتَ  
السُّرَّةِ وَعَلَى الصَّدْرِ سُنَّةُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ، مِنْ غَيْرِ تَخْصِيصِ الْأَوَّلِ  
بِالْأَوَّلِ، وَالثَّانِي بِالثَّانِي إِلَى آخِرِهِ - بَاطِلٌ بِمُقَدِّمَاتِهِ بِأَسْرَها (معیار النقاد فی  
تمییز المغشوش عن الجیاد مشمولہ درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرة

صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲؛ مطبوعہ: ادارہ القرآن کراچی)

ترجمہ: ”دونوں قسم کی روایتوں میں جمع کرنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے، اور جمع  
کرنے کا معاملہ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے واقع ہے؛ اس طور پر کہ  
آپ نے ایک طرح کی (یعنی ناف سے متعلق) روایات مردوں کے ساتھ خاص  
فرمائیں، کیونکہ ان میں تواضع اور تعظیم زیادہ پائی جاتی ہے، اور دوسری (یعنی سینے سے  
متعلق) روایات عورتوں کے ساتھ خاص فرمائیں کیونکہ عورتوں کے حق میں اُن  
میں زیادہ پردے کی رعایت پائی جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ دیکھا کہ  
عورتوں کے حق میں پردے کی رعایت کی اہمیت تعظیم کی زیادتی کی رعایت سے زیادہ  
ہے۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہی طرزِ عمل دوسری احادیث میں بھی اختیار فرمایا؛ مثلاً تکبیر  
تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانے والی احادیث جو کہ رسول اللہ ﷺ سے اور ان کے



صحابہ سے منقول ہیں؛ بعض میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر موجود ہے اور بعض میں کاندھوں تک؛ کاندھوں تک ہاتھ اٹھانے والی روایات میں پردے کی رعایت زیادہ ہے اُن کو خواتین کے ساتھ خاص فرمایا اور کانوں تک ہاتھ اٹھائے جانے والی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا (اس طرح سب روایات پر عمل ہو گیا اور کوئی روایت بھی ضائع نہیں گئی) اور مثلاً تشہد کی حالت میں بیٹھنے کی روایات مختلف ہیں؛ بعض میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کا ذکر ہے اور بعض میں ایک پاؤں کھڑے کرنے اور دوسرے کو بچھا کر اس پر بیٹھنے کا ذکر ہے۔

پہلی قسم کی روایات کو عورتوں کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ اس میں پردے کی زیادہ رعایت ہے اور دوسری قسم کی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا اور ہم یہ بات تحریر اور اُس کی شرح کے حوالے سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مجتہد کے لیے دو متعارض نصوص (مثلاً احادیث) میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا جو قیاس کے موافق ہو، جائز ہے۔ اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ روایات میں یہ جمع و تطبیق (جو اوپر مذکور ہوا) ایک اعتبار سے تو تطبیق ہے لیکن ایک اعتبار سے ترجیح ہے، تطبیق تو اس طرح ہے کہ دونوں باہم متعارض روایات کو قابل عمل بنادیا اور اس سے اچھی کیا بات ہو سکتی ہے کہ باہم متعارض نصوص جو استنادی حیثیت سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہوں تو ان دونوں پر عمل کر لیا جائے، بجائے اس کے کہ ایک کو لے کر دوسری کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جائے، اور ترجیح اس طرح کہ جن روایات میں تعظیم و ادب والی ہیئت ظاہر ہوتی تھی وہ تو مقرر کر دیں مردوں کے لیے اور جن روایات سے زیادہ ستر والی صورت و ہیئت سامنے آتی تھی وہ مقرر کر دیں عورتوں کے لیے (کہ پہلی طرح کی روایات مردوں کے ہی زیادہ مناسب تھیں اور دوسری طرح کی عورتوں کے زیادہ مناسب تھیں تو قیاس و نظر سے ایک قسم کی روایات کو ایک صنف کے لیے مقرر کرنا اور دوسری کو دوسری صنف کے لیے مقرر کرنا، اس کو ترجیح کہتے ہیں، اور اس طرح دونوں روایات پر بھی عمل ہو گیا)



اور قیاس کے ذریعہ سے ایسے طریقے پر ترجیح دینا کہ مردوں کے حق میں جس صورت میں تعظیم کی زیادتی کی رعایت ہو اور عورتوں کے حق میں جس صورت میں پردے کی زیادتی کی رعایت ہو، مجتہد کے لیے جائز ہے؛ اس طرح بیک وقت ترجیح و تطبیق دونوں قولوں پر (یعنی تطبیق مقدم ہے ترجیح پر یا ترجیح مقدم ہے تطبیق پر) عمل ہو گیا۔

پس اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ اعتراض کرنا سراسر غلط ہے کہ عورتوں اور مردوں سب کے حق میں ناف سے نیچے اور سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہونا چاہیے اور ایک طریقے کو مردوں کے ساتھ اور ایک طریقے کو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے“ (ترجمہ ختم)

مدہ: فقہائے احناف کی مذکورہ چند عبارات سے واضح ہوا کہ فقہ حنفی میں مرد حضرات کے حق میں ناف سے نیچے متصل ہاتھ باندھنے کو اور خواتین کے حق میں سینے پر ہاتھ باندھنے کو ترجیح دینا، بیٹھ و روایات اور شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے، اور اس کو غلط یا خلاف سنت قرار دینا بہت نادانی کی بات ہے، جس سے توبہ کرنی چاہیے۔





## عبدالرحمن کی ”تحت السرة“ والی روایت کی سند پر مفصل کلام

حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کی روایات کے دیگر راویوں پر تو کلام پیچھے گزر چکا ہے۔

لیکن ان میں ایک راوی عبدالرحمان بن اسحاق ہیں، جن کو متعدد محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس لئے بعض معترضین کا کہنا یہ ہے کہ اس روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے پر استدلال کرنا درست نہیں۔

مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔

کیونکہ اولاً تو بعض حضرات نے عبدالرحمن بن اسحاق کو صالح الحدیث اور ان کی حدیث کو قابلِ تحمل، اور ان کو جائز الحدیث وغیرہ فرمایا ہے۔ ۱

۱۔ چنانچہ امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو شَيْبَةَ، وَهُوَ وَاسِطِي حَدَّثَ عَنْهُ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ، وَمَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ.

صَالِحُ الْحَدِيثِ (مسند البزار، مسند علی بن ابی طالب، تحت حدیث رقم ۶۹۶)

یادر ہے کہ ”صالح الحدیث“ کو الفاظِ تعدیل میں شمار کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث صفحہ ۲۳۹)

اور دوسرے مقام پر امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ كُوفِي يُقَالُ لَهُ أَبُو شَيْبَةَ، حَدَّثَ عَنْهُ مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ،

وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ، وَالْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ، وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، وَحَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ

وْغَيْرُهُمْ، وَلَيْسَ حَدِيثُهُ حَدِيثَ حَافِظٍ، وَقَدْ اخْتَمِلَ حَدِيثُهُ (مسند البزار، مسند عثمان

بن ابی العاص تحت حدیث رقم ۲۳۲۳)

امام بزار کی مذکورہ عبارت سے عبدالرحمن کے ”صالح الحدیث“ اور ”قد اتمل حدیثہ“ ہونے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے حافظہ میں کچھ کلام ہے، مگر وہ شدید نہیں، مزید تفصیل امام ترمذی رحمہ اللہ کے حوالے سے آرہی ہے۔

اور امام عجل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عبد الرحمن بن إسحاق بن سعد بن الحارث أبو شيبة الواسطي ضعيف جازئ الحديث

يكتب حديثه (معرفة الثقات ج ۲ ص ۷۲ تحت رقم ۱۰۱۸)

جس سے معلوم ہوا کہ ان کی یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ امام بزار اور امام عجل کے مذکورہ معتدل فیصلے سے ابو حاتم وغیرہ کے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ عبد الرحمن بن اسحاق پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، اور وہ کلام بھی ان کے حفظ کے سلسلہ میں کیا گیا ہے، نہ کہ فسق و کذب کے سلسلہ میں، نیز ان کے حفظ کے سلسلہ میں وہ کلام بھی زیادہ شدید نہیں ہے۔ ۱۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن اسحاق کی بعض احادیث پر تحسین کا بھی حکم لگایا ہے۔ ۲۔

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

لینے کا بھی جواب ہو گیا کہ ”لا یحتج بحديثه“ کیونکہ ابو حاتم کی متعدد جروح کو محدثین نے مبالغہ پر محمول کیا ہے، اور ان جرح کو معتدل نہیں سمجھا (ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث)

برسبیل تسلیم بھی یہ اس وقت ہے جبکہ اس کی تائید دیگر روایات سے نہ ہو، اور یہاں مجتہدین کا یہ مسئلہ میں معاملہ اس طرح ہے، یہی وجہ ہے کہ متعدد مجتہدین و فقہاء نے ان کی مذکورہ حدیث سے حجت پکڑی ہے، لہذا ان کا یہ قول مجتہدین کے فیصلے متعارض بھی ہے، اور ان پر حجت بھی نہیں۔ وسیعاً بقیۃ التفصیل۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ هَذَا مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا وَكِلَاهُمَا كَانَا فِي عَصْرِ وَاحِدٍ (ترمذی، ابواب البر والصلة عن رسول الله ﷺ، بَاب مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الْمَعْرُوفِ)

اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَكَلَّمْتُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ هَذَا مِنْ قَبْلِ حِفْظِهِ وَهُوَ كُوفِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَقَ الْقُرَشِيُّ مَدَنِيٌّ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا (ترمذی، ابواب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ، بَاب مَا جَاءَ فِي صِفَةِ غُرَفِ الْجَنَّةِ)

ترمذی رحمہ اللہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ محدثین نے ان کی عدالت پر کلام نہیں کیا بلکہ حفظ کی جہت سے کلام کیا ہے، نیز امام ترمذی رحمہ اللہ کے عبد الرحمان بن ق مدنی کو اثبت من ہذا فرمانے سے ان کے مقابلہ میں عبد الرحمان بن اسحاق کوئی کام از کم مثبت ہونا بھی معلوم ہوا۔

قلت: فالحفظ ليس بشرط لصحة الحديث (قواعد فی علوم الحدیث، صفحہ ۴۱۳)

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَقَ عَنْ النُّعْمَانَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ لَهُ مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَسْأَلُ عَنْ هَذَا إِلَّا رَجُلًا سَمِعْتُهُ يَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَاعِدٌ عِنْدَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ شَهْرٍ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصُومَ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ إِنْ كُنْتَ صَائِمًا بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ فَصِمِ الْمُحَرَّمَ فَإِنَّهُ شَهْرُ اللَّهِ فِيهِ يَوْمٌ تَابَ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ وَيَتُوبُ فِيهِ عَلَى قَوْمٍ آخَرِينَ

قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ (ترمذی حدیث نمبر ۶۷۲)



پس اس وجہ سے ناف سے نیچے ہاتھ باندھنے کے سنت ہونے کی یہ حدیث حسن درجہ میں داخل ہے۔ ۱۔

دوسرے ہم مسند احمد کے حوالہ سے عبدالرحمن کی حضرت علی رضی اللہ عنہ والی اس حدیث کو پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں (اور اس روایت کو ان کے بعض متبعین نے مشہور قرار دیا ہے، اور بعض نے اس کی تصحیح بھی فرمائی ہے، اور متعدد و معتمد حنابلہ نے کتب فقہ میں اسی کو اختیار کیا ہے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اس حدیث کے ضعف کو مقبول درجہ دیا ہے۔ ۲۔

اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مسند احمد میں مذکور عام اور اکثر ضعیف احادیث کے بارے میں متعدد محدثین نے فرمایا ہے کہ وہ اس درجہ کی ضعیف نہیں ہیں کہ ان کو قبول ہی نہ کیا جائے۔ بلکہ وہ مقبول اور حسن درجہ کی ہیں۔ ۳۔

تیسرے عبدالرحمان بن اسحاق کی اس روایت کو متعدد محدثین نے اپنی کتب احادیث میں روایت کیا ہے۔

۱۔ قلت: ولم ينسبه احد الى الكذب وانما يضعفه من قبل حفظه فحاله كحال ابن ابي لیلی وابن لهيعة وغيرهما في تهذيب التهذيب (۶: ۱۳) قال البزار ليس حديثه حديث حافظ، وقال العجلي ضعيف جازز الحديث، يكتب حديثه اه، فالحديث حسن (متن اعلاء السنن جلد ۲ صفحہ ۱۹۳)

۲۔ اور یہی وجہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ عبدالرحمن مذکور کو ضعیف کہنے کے باوجود یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

والمدنی اعجب الى من الواسطي (تهذيب التهذيب، جلد ۶ صفحہ ۱۲۲)

۳۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلِهَذَا يُوجَدُ فِي كَلَامِ أَحْمَدَ وَغَيْرِهِ مِنَ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُمْ يَحْتَجُّونَ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ ؛ كَحَدِيثِ عُمَرَو بْنِ شُعَيْبٍ وَإِبْرَاهِيمَ الْهَجْرِيِّ وَغَيْرِهِمَا ؛ فَإِنَّ ذَلِكَ الَّذِي سَمَّاهُ أَوْلَيْكَ ضَعِيفًا هُوَ أَرْفَعُ مِنْ كَثِيرٍ مِنَ الْحَسَنِ ؛ بَلْ هُوَ مِمَّا يَجْعَلُهُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ صَحِيحًا (مجموع الفتاوى ج ۱۸ ص ۲۴۹، فصل مدار الاسلام على ثلاثة احاديث)

مسند احمد کی احادیث کے بارے میں محدثین کی بعض عبارات پہلے ذکر کی جا چکی ہیں۔

اسی سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ابوداؤد وغیرہ کے حوالے سے عبدالرحمان بن اسحاق کو ضعیف فرمانے کی بھی توضیح ہو جاتی ہے، کہ وہ ان کو کس درجہ کا ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یعنی وہ شدید ضعیف نہیں فرماتے۔



نچہ امام ابوداؤد، امام احمد، دارقطنی، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، امام طحاوی، امام ابن منذر کے حوالہ ان کی اسی روایت کو ہم نے مکمل سند کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔

ان کے علاوہ ان کی روایات کو ترمذی، دارمی، امام طبرانی، ابویعلیٰ الموصلی، امام حاکم، امام عبد بن ر، ابن خزیمہ، بزار اور امام قضاہ نے اپنی مسند شہاب میں بیان کیا ہے۔

عبدالرحمن بن اسحاق قرونِ ثلاثہ میں سے ہیں جن کو ہمارے نزدیک عدالت پر محمول کیا جائے گا، ان کو ثقہ و عادل قرار دیا جائے گا، اور ان کو فاسق و کاذب نہیں کہا جائے گا۔ ۱۔

یہی وجہ ہے کہ عبدالرحمن بن اسحاق پر جن محدثین نے جرح فرمائی ہے (مثلاً ضعیف، منکر وغیرہ) کی جرح کے الفاظ مرتبہ رابعہ سے نیچے کے ہیں، جو راوی میں فسق یا کذب کو ثابت نہیں کرتے، ان کی عدالت کو مجروح نہیں کرتے، بلکہ بعض الفاظ تو سرے سے باعثِ جرح ہی نہیں، جس معلوم ہوا کہ ان کے ضعف پر اتفاق نہیں، اور اسی پر ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں۔ ۲۔

اس روایت میں عبدالرحمان بن اسحاق سے روایت کرنے والے اور جن سے یہ روایت کرتے، ان راویوں کے متعدد اور ایک دوسرے کے متابع نیز ثقہ راویوں کے ان سے روایت کرنے

قال العلامة المحدث الفقيه الشيخ محمد هاشم السندی التتوی:

فجهالة حال الرجل في القرون الثلاثة لاتضر عند الحنفية وتكون محمولة على العدالة بشهادة النبي ﷺ لاهل ثلاثها بالخيرية، كما هو مصرح به في التوضيح وغيره من كتب اصول الحنفية، ولا شك ان عبدالرحمن المذكور من اهل القرن الثالث، اى اتباع التابعين لما ذكره الحافظ ابن حجر في التقريب ان عبدالرحمن بن اسحاق من الطبقة السابعة وقال هو ايضاً في مقدمة التقريب ان المراد بالطبقة السابعة اتباع التابعين كالامام مالك وامثاله فتدبر (ترصيع الدرر على درهم الصرة، صفحہ ۸۱)

۲۔ واذا قالوا ليس بقوى يكتب حديثه ايضاً للاعتبار وهو دون لين، وهذه مرتبة ثانية. واذا قالوا ضعيف الحديث فدون ليس بقوى ولا يطرح بل يعتبر به ايضاً وهذه مرتبة ثالثة. ومنها ما ذكره العراقي ضعيف، منكر الحديث عند غير البخاري، حديثه منكر، وا، ضعفه، مضطرب الحديث، لا يحتج به، مجهول (قواعد في علوم الحديث، صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

قلت: واما عند غيره (اي البخاري، ناقل) فمنكر الحديث في درجة ضعيف الحديث، وهو المرتبة الثالثة من الجرح، فيكتب حديثه اعتباراً (ايضاً، صفحہ ۲۵۸)

تفصيل کے لیے ملاحظہ ہو: ترصيع الدرر على درهم الصرة، صفحہ ۸۰، ۸۱، بمعيار النقاد في تميز المغشوش عن الجياد مشموله درهم الصرة، صفحہ ۹۶ تا ۱۰۱، وقواعد في علوم الحديث، صفحہ ۲۶۰، ۲۶۳ و ۲۷۷۔



کے باعث بھی اس حدیث کا ضعف کافی حد تک دور ہو جاتا ہے۔<sup>۱</sup> چوتھے اس روایت کے ساتھ جب حضرت وائل کی روایت (جو مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے ذکر کی گئی) اور ابو مجلز اور ابراہیم نخعی کی روایات کو ملایا جائے تو پھر تائیداً واستشہاداً اس روایت کے قبول ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

جبکہ ہمارے نزدیک اگر سرے سے یہ روایات نہ ہوتیں تب بھی حضرت ابو مجلز و ابراہیم نخعی جیسے جلیل القدر تابعین کے اقوال اقتداء و حجت کے لئے کافی تھے۔

پانچویں جب کسی حدیث سے مجتہد استدلال کرے تو وہ حدیث اس کے نزدیک مقبول ہونے کی دلیل ہوتی ہے، بلکہ مجتہد کے اجتہاد سے حدیث کا ضعف دور ہو کر وہ حدیث حسن لغیرہ میں داخل ہو جاتی ہے، اگرچہ فی نفسہ ضعیف ہو۔

اور متعدد مجتہدین نے حدیث علی و ابو ہریرہ سے استدلال کیا ہے، جن کی عبارات ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

اور امام طحاوی رحمہ اللہ جو کہ خود مجتہد ہیں ان کے استدلال کو بھی مفصلاً ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، اور یہ بات ممکن ہے کہ محدثین ایک روایت کو ضعیف کہیں مگر وہ حدیث مجتہد کے نزدیک ضعیف نہ ہو۔<sup>۲</sup>

۱ الضعیف یتقویٰ بکثرة الطرق سواء كان مداره على واحد او منقولا عن كثيرين كما افادته عبارة التحرير تلويحاً و عبارة شرحه تصريحاً و من ادعى خلاف ذلك فعليه بالدليل على..... ثم ان سلمنا ان الحديث الضعیف لا یتقویٰ بکثرة الطرق اذا كان المدار على واحد فنقول حدیث علی رضی اللہ عنہ یتقویٰ بسائر الاحادیث والآثار التي قدمناها فی درهم الصرة والاثروان اختلف فی كونه دليلاً مستقلاً لكنه لا شك فی كونه مرجحاً (ترصیع الدرہ علی درهم الصرة، صفحہ ۷۹؛ مطبوعہ: ادارة القرآن، كراچی)

۲ چنانچہ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقال أبو المحاسن الشيخ قائم بن صالح السندی ثم المدني فی رسالته فوز الكرام بما تبث فی وضع الیدین تحت السرة او فوقها تحت الصدر عن الشفیع المظلل بالغمام بعد ذكر تعريف الشاذ والمنكر فاذا احطت علما بهذا علمت ان قول من قال فی احد هم منكر الحديث جرح مجرد اذ حاصله انه ضعیف خالف الثقات ولا ريب ان قولهم هذا ضعیف جرح مجرد فيمكن ان يكون ضعفه عند الجراح بما لا يراه المجتهد العامل بروايته جرحاً فان قيل ان الانكار جرح مفسر كما صرح به الحفاظ اجيب بان معنى

﴿بقية حاشية الكلى صفحہ ۷ پر ملاحظہ فرمائیں﴾



نیز جب کسی حدیث کی عمل سے موافقت ہو جائے، یا اس کی کوئی دوسری روایت شاہد ہو، تو یہ بھی ضعیف حدیث کی صحت کا قرینہ بن جاتا ہے۔

### ﴿گزشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ﴾

منکر الحدیث کما سمعت ضعیف خالف الثقة والاسباب الحاملة للائمة على الجرح متفاوتة منها ما يقدح ومنها لا يقدح فربما ضعف بشيء لا يراه الاخر جرحا ومع قطع النظر عن هذا التحقيق لا تضر النكارة الا عند كثرة المخالفة للثقات انتهى. وقال ايضا من ضعفه يعنى عبدالرحمن بن الواسطى رواه حديث وضع اليد تحت السرة المخرج فى سنن لابی داود انما ضعفه لانه خالف فى بعض المواضع الثقات وتفرد فى بعضها بالروايات وهو لا يضر وانما تضر كثرة المناكير وكثرة مخالفة الثقات ولم تثبت انتهى (الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل، ايقاظ ۷، فى الفرق بين قولهم حديث منكر ومنكر الخ، مشموله: مجموعہ رسائل اللكنوى ج ۵ ص ۲۸، مطبوعہ: ادارة القرآن، كراتشى) مذکورہ عبارت سے بعض حضرات کے عبدالرحمن مذکور کو منکر الحدیث کہنے کا بھی جواب ہو گیا۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والحدیث ضعیف اه وتبعه ابن حجر أقول الصحيح أنه حسن كما سیأتی مع أن أخذ المجتهد به يدل على قوته ولا يضر ضعف حدث بالحدیث بعده (مراقبة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الاضحية)

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أن المجتهد إذا استدل بحديث كان تصحيحا له كما فى التحرير وغيره (رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب كل ما دخل تبعا لا يقابله شيء من الثمن)

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ الْعَلَّامَةُ نُوحُ الْفَنْدِي فِي حَوَاشِي الدَّرَرِ بَعْدَ نَقْلِ كَلَامِ الطَّحَاوِيِّ أَقُولُ: حَاشَا لَهُ ثُمَّ حَاشَا لَهُ ثُمَّ حَاشَا لَهُ أَنْ يَبْنِيَ شَيْئًا فِي دِينِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَا لَا أَصِلُ لَهُ بَلْ لَهُ أَصْلٌ أَصِيلٌ عِنْدَهُ فَالْحَدِيثُ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ صَحِيحٌ، وَإِنْ كَانَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى غَيْرِهِ ضَعِيفًا فَالْعِبْرَةُ فِي هَذَا الْبَابِ بِرَأْيِ الْمُجْتَهِدِ لَا بِرَأْيِ غَيْرِهِ وَقَوْلُهُ لَا أَصِلُ لَهُ مَرْدُودٌ؛ لِأَنَّهُ مُشْعِرٌ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ، وَلَيْسَ كَذَلِكَ لِأَنَّ غَايَةَ مَا قِيلَ فِيهِ إِنَّهُ ضَعِيفٌ، وَهُوَ غَيْرُ الْمَوْضُوعِ عَلَى أَنَّ الْحُسْنَ وَالصُّحَّةَ وَالضُّعْفَ بِاعْتِبَارِ السَّنَدِ ظَنًّا عَلَى الصَّحِيحِ أَمَّا فِي الْوَاقِعِ فَيَجُوزُ ضَعْفُ الصَّحِيحِ وَصِحَّةُ الضَّعِيفِ فَلَا تَقْطَعُ بِصِحَّةِ صَحِيحٍ وَلَا ضَعْفِ ضَعِيفٍ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ الْوَاقِعُ خِلَافَهُ مَعَ أَنَّ الْحَدِيثَ الْوَاحِدَ قَدْ يَكُونُ صَحِيحًا عِنْدَ الْبَعْضِ ضَعِيفًا عِنْدَ آخَرَ فَلَذَلِكَ عَلَى اجْتِهَادِ الْمُجْتَهِدِ فَإِذَا بَنَى عَلَى حَدِيثٍ حُكْمًا يَجِبُ عَلَى مَنْ قَلَّدَهُ أَنْ يَأْخُذَهُ بِالْقَبُولِ وَلَا يَلْتَفِتْ إِلَى قَوْلِ مَنْ ضَعَّفَهُ بَعْدَهُ وَكَمْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ مِنَ الْإِخْتِجَاجِ بِمِثْلِ ذَلِكَ عَلَى أَنْ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ (البحر الرائق، كتاب الطهارة)



اور نافع کے نیچے ہاتھ باندھنے پر صحابہ و تابعین اور بعد کے بہت سے اہل علم حضرات کے عمل کا ذکر گزر چکا ہے، اور اس بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی تصریح بھی شروع میں گزر چکی ہے۔ ۱۔  
گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو چکا کہ کسی راوی پر جرح سے اس کی تمام مرویات کا ضعیف ہونا

۱۔ چنانچہ علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی فرماتے ہیں:

وظاهر کلام ابی الحسن بن القطان یرشد إلیہ فإنہ قال (هذا القسم لا یحتج بہ کله بل یعمل بہ فی فضائل الأعمال ویوقوف عن العمل بہ فی الأحکام إلا إذا کثرت طرقہ أو عضدہ اتصال عمل أو موافقة شاهد صحیح أو ظاهر القرآن واستحسنہ شیخنا - یعنی ابن حجر) قواعد التحذیر من فنون مصطلح الحدیث المؤلف: العلامة جمال الدین القاسمی الدمشقی، الباب الرابع، بیان الضعیف ماہیة الضعیف وأقسامہ، بحث الضعیف إذا تعددت طرقہ

اور علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قد یحکم بالحدیث بالصحة، الی تلقاه الناس بالقبول، وان لم یکن له اسناد صحیح. قال ابن عبدالبر فی الاستذکار لما حکى عن الترمذی ان البخاری صحح حدیث البحر هو الطهور ماء، واهل الحدیث لا یصححون مثل اسنادہ. لکن الحدیث عندی صحیح، لان العلماء تلقوه بالقبول. قلت: والقبول تارة بالقول وتارة بالعمل علیہ، ولذا محقق فی الفتح وقول الترمذی العمل علیہ عند اهل العلم یقتضی قوة اصلہ، وان ضعف خصوص هذا الطريق اه. وقال السیوطی فی التعقیبات: الحدیث اخرجہ الترمذی، وقال حسن ضعفہ احمد وغیرہ، والعمل علیہ عند اهل العلم فإشار بذالك ان الحدیث اعتضد بقول اهل العلم، وقد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اهل العلم بہ، وان لم یکن له اسناد یعتمد علی مثله اه (قواعد فی علوم الحدیث مقدمة اعلاء السنن جلد ۱۹ ص ۶۰ تا ۶۲)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

المجتهد اذا استدل بحدیث کان تصحیحا له، کما فی التخریج لابن الہمام وغیرہ. وفی تدرب الراوی: قال ابن الحسن بن الحصار فی تقریب المدارک علی مؤطا مالک قد یعلم الفقیہ صحة الحدیث. اذا لم یکن فی سندہ کذاب، وموافقة آیه من کتاب اللہ او بعض اصول الشریعة، فیحملہ ذالک علی قبولہ والعمل بہ. قلت فیكون مثل هذا تصحیحا لغيره لالذاته، کما یشعر بہ کلام السیوطی فی التدرب متصلا بقوله المذکور. وقال الحافظ فی التلخیص الحبیر فی حدیث تکلم فیہ البیهقی مانصہ، وقد احتج بهذا الحدیث احمد وابن المنذر، وفی جزمها بذالك دلیل علی صحته عندها. قلت: وكذا فی جزم کل مجتهد بحدیث دلیل علی صحته عنده فافهم. وقال ابن الجوزی فی التحقیق فاذا اورد الحدیث محدث واحتج بہ حافظ، لم یقع فی النفوس الا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾



آتا۔

ہمارے نزدیک کثرتِ جارحین بھی علتِ معتبرہ نہیں۔ ۱۔  
 وجوہات کے پیش نظر حضرت علی و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے قابلِ  
 یا قابلِ استشہاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ ۲۔  
 صیل سے بعض حضرات کے اس اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ عبدالرحمن بن اسحاق کو بعض

### ﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

صحیح، کذا فی نصب الراية. وقال الحافظ في الفتح اخرج ابن حزم محتجا به.  
 ت: فكل حديث ذكره محمد بن الحسن الامام، او المحدث الحافظ الطحاوي،  
 تتجين به، فهو حجة صحيحة على هذا الاصل لكونهما محدثين مجتهدين كما سنبينه  
 موضع. وقال المحقق في الفتح اذا تايّد الضعيف بما يدل على صحته من القرائن  
 ان صحيحا. وقال ايضا لقائل ان يقول الحكم بالضعف والصحة انما هو في الظاهر،  
 في نفس الامر فيجوز صحة ما حكم بضعفه ظاهرا اه. اي اذا قامت قرينة عليها، كما  
 لذلك متصلا بكلامه المذكور بثبوت كون مذهب ابي هريرة، بكفاية الغسل ثلاثا  
 ولوغ الكلب في الاناء، انه قرينة تفيد صحة ما روى في هذا الباب عنه مرفوعا، وان  
 لما اجاده الراوي المضعف (قواعد في علوم الحديث مقدمة اعلاء السنن جلد  
 ۱ ص ۵۷ تا ۵۹)

قلت فلا يلزم من كون الراوي ضعيفا، ضعفه في جميع رواياته (قواعد في علوم  
 الحديث صفحہ ۴۰۹)

ت: فكثره الجارحين ليست بعلة مطردة (ايضا صفحہ ۴۰۸)

قد ذكر في التحرير وشرحه انه يثبت التعديل للراوي بعمل المجتهد العدل  
 وایته الشارط للعدالة في قبول الرواية، ثم هذا اذا علم ان لا مستند له في العمل سوى  
 ايته، انتهى.

سلم منه فائسة جلیلة، هي ان وجود احد الامرین متيقن. اما عدالة عبدالرحمن بن  
 اسحاق، واما وجود مستند آخر للحنفية قابل للحجية كحديث وائل بن حجر المذكور  
 مصنف ابي بكر بن ابي شيبة المتقدم ذكره في درهم الصره او غيره (درهم الصرة  
 ۸۰)

علوم الحديث میں ہے:

في التعليق الحسن الضعيف يكتفي للاعتضاد، وفي موضع منه: الضعيف يصلح  
 قوية (مقدمه اعلاء السنن، قواعد في علوم الحديث، صفحہ ۱۱۱)

ان لا يتابع على حديثه فهذا ليس من الجرح في شيء (ايضا صفحہ ۲۷۷)



نے متروک قرار دیا ہے۔ ۱۔

کیونکہ یہ بات معلوم ہو چکی کہ عبدالرحمن بن اسحاق کو کسی نے بھی کذاب قرار نہیں دیا، بلکہ زیادہ سے زیادہ اُن کے حافظے کی وجہ سے اُن کو ضعیف قرار دیا ہے۔

لہذا متروک ہونا بھی اسی جہت سے ہوگا۔

اور متعدد محدثین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ جب تک کسی کے ترک پر اجماع نہ ہو، اس وقت تک اس کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ ۲۔

اور عبدالرحمن کی صرف اسی حدیث کے متعدد محدثین کے روایت کرنے اور مزید براں متعدد مجتہدین کے اس سے استدلال کرنے اور بعض کے ناف کے نیچے کی حدیث کو اقویٰ قرار دینے اور ان کو بعض کے صالح الحدیث اور جائز الحدیث وغیرہ فرمانے کی تصریح سے ان کے متروک ہونے پر عدم

۱۔ کما فی السنن الکبریٰ للبیہقی:

وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِسْحَاقَ مَتْرُوكٌ (درذیل حدیث نمبر ۲۴۳۶)

۲۔ أخبرنا أبو بکر بن عبد المنعم الصاعدي الفراوی، قراءة عليه بنيسابور قال : أخبرنا محمد بن إسماعيل الفارسي قال : أخبرنا أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي الحافظ : أخبرنا الحسين بن الفضل : أخبرنا عبد الله بن جعفر : حدثنا يعقوب بن سفيان، قال : سمعت أحمد بن صالح، قال : لا يترك حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه . قد يقال : فلان ضعيف، فأما أن يقال : فلان متروك، فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترك حديثه (مقدمة ابن الصلاح، النوع الرابع والعشرون، معرفة كيفية سماع الحديث وتحمله وصفة ضبطه)

قال يعقوب وقال لي أحمد مذهبي في الرجال اني لا أترك حديث محدث حتى يجتمع أهل مصر على ترك حديثه (تهذيب التهذيب، حرف العين، جزء ۵ صفحہ ۳۳۰) قلت : وعند بعض النقاد لا يترك حديث الراوي حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه، وعلى هذا فمن لم يتفق على ترك حديثه فهو عند هذه الطائفة صالح للاعتبار . وهذه طريقة أحمد بن صالح المصري .

قال يعقوب بن سفيان : سمعت أحمد بن صالح، وذكر مسلمة بن علي، قال : " لا يترك حديث رجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه، قد يقال : ( فلان ضعيف )، فأما أن يقال : ( فلان متروك ) فلا، إلا أن يجتمع الجميع على ترك حديثه " وكذلك جاء عن أحمد بن شعيب النسائي، أنه لا يترك حديث الرجل حتى يجتمع الجميع على ترك حديثه (تحرير علوم الحديث للجديع، جزء ۳ صفحہ ۲۸۴؛ تأليف عبد الله بن يوسف الجديع)



اتفاق ثابت ہو گیا۔

لہذا ان کی اس حدیث کو متروک قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بعض حضرات نے اس موقع پر ایک اعتراض یہ اٹھایا ہے کہ امام بخاری نے عبدالرحمن بن اسحاق کے بارے میں فیہ نظر فرمایا ہے۔

جواب یہ ہے کہ امام بخاری کا کسی بھی راوی کے بارے میں فیہ نظر فرمانا، اس راوی کے بالکل غیر معتبر و غیر مستند ہونے کی دلیل نہیں ہے، اور اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ امام بخاری نے بعض راویوں کے بارے میں فیہ نظر فرمایا، مگر اس کے باوجود وہ راوی معتبر قرار دیے گئے ہیں۔  
(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث مع حاشیہ صفحہ ۲۵۴ تا صفحہ ۲۵۷)

بعض حضرات نے عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت پر یہ اعتراض کیا ہے، کہ اس کے بارے میں بعض حضرات نے لایصح یا لایثبت فرمایا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کتب احادیث احکام میں ان الفاظ سے اُس حدیث کا موضوع ہونا مراد نہیں ہوا کرتا، بلکہ ضعیف ہونا مراد ہوا کرتا ہے۔

بخلاف کتب موضوعات کے۔ ۱

اور اس حدیث کے ضعف پر ہم مفصل بحث کر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود بعض حضرات کا ہمارے فقہاء کے ان روایات سے استدلال اور نافی کے نیچے ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر اعتراض پر ڈٹے رہنا مکابرہ ہے، وان اللہ لا یحب المستکبرین۔

پس ہماری گزشتہ معروضات سے عبدالرحمن بن اسحاق کی روایت پر پیش کیے جانے والے اُن تمام

۱۔ وعلیٰ هذا فقول شيخنا المؤلف حفظه الله تعالى

”لا يلزم من قولهم لا يصح او لا يثبت هذا الحديث كونه موضوعاً او ضعيفاً، وكذا لا يلزم

من قولهم لم يصح او لم يثبت في هذا الباب شيء خلوه عن الحسن ايضاً“

صحيح سديد، اذا قالوه في كتب احاديث الاحكام.

اما اذا قالوه في كتب الموضوعات والضعفاء فانما يعنون به ان ذالك الحديث

موضوع وان كل ما يذكروا في ذالك الباب موضوع ايضاً (حاشیہ قواعد فی علوم

الحدیث، مشمولہ مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ۲۸۳)



شبہات کا اصولی انداز میں جواب معلوم ہو گیا، جو اس روایت کے حجت نہ ہونے کے متعلق پیش کیے جاتے ہیں۔

گزشتہ تفصیل سے ایک منصف و حق پرست کے لیے اس بات میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ بعض لوگوں کا مرد حضرات کے لئے نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت اور سینے پر ہاتھ باندھنے کو موافق سنت قرار دینا شرعی دلائل اور تعامل امت کی روشنی میں درست نہیں۔ ۱۔ البتہ اگر کوئی حق پرستی اور اعتدال کی نعمت سے محروم ہو، اور تعصب و عناد اور ہٹ دھرمی کا عادی ہو، تو اس کے لیے بڑے بڑے دلائل بھی ناکافی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اعتدال پر قائم رہنے اور اہل حق کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور نفس و شیطان کی تلبیسات سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔  
فقط۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

محمد رضوان

۳/ رمضان المبارک ۱۴۳۰ بمطابق 25/ اگست 2009ء بروز منگل

۱۔ ثم إن الأمر لا ينفصل قط إلا بالتعامل، وفي مسائل التعامل لا يؤخذ بالألفاظ، كلفظ: فوق الصدر عند ابن خزيمة، فإنه من توسع الرواة قطعاً، لأنه لم يعمل به أحد من الأئمة، ولا يوجد الرفع بهذا النوع في كتب من الشافعية، إلا في الحاوي للماوردي، وهو أيضاً مسامحة عندى. فإن الراوى أضاف لفظ: على الصدر بعد مرور القرون، ثم لم يرد به إلا قريباً من الصدر، وليس الطر: أن يبنى الدين على كل لفظ جديد بدون النظر إلى التعامل، ومن يفعل ذلك لا يثبت قدمه في موضع، ويخترع كل يوم مسألة، فإن توسع الرواة معلوم، واختلاف العبارات والتعبيرات غير خفى فاعلمه. فاللفظ وإن كان يصلح للوضع فوق الصدر، لكن لما فقدنا العمل به علمنا أنه من توسع الرواة، فهو بدعة عندى. وسأل عنه أبو داود الإمام أحمد رحمه الله تعالى، فقال: ليس بشيء، كذا في كتاب المسائل. وهذا الذى عرض للمحدثين، فإنهم ينظرون إلى حال الإسناد فقط، ولا يراعى التعامل. فكثيراً ما يصح الحديث على طورهم، ثم يفقدون به العمل، فيتحيرون حتى أن الترمذى أخرج فى جامعه حديثين صالحين للعمل، ثم قال: إنه لم يعمل بهما أحد، وذلك لفقدان العمل لا غير، وإلا فإسنادهما صحيح. وكذلك قد يضعفون حديثاً من حيث الإسناد، مع أنه يكون دائراً سائراً فيما بينهم، ويكون معمولاً به فيتضرر هناك من جهة أخرى. فلا بد أن يراعى مع الإسناد التعامل أيضاً، فإن الشرع يدور على التعامل والتوارث (فيض البارى، باب إلزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم فى الصف)



# ادارہ غفران کی عام فہم اور مفید مطبوعات

- (۱)..... ماہِ محرم کے فضائل و احکام
- (۲)..... ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات
- (۳)..... ماہِ ربیع الاول کے فضائل و احکام
- (۴)..... ماہِ ربیع الآخر
- (۵)..... ماہِ جمادی الاولیٰ و جمادی الآخری
- (۶)..... ماہِ رجب کے فضائل و احکام
- (۷)..... شعبان و شبِ برأت کے فضائل و احکام
- (۸)..... ماہِ رمضان کے فضائل و احکام
- (۹)..... شوال اور عید الفطر کے فضائل و احکام
- (۱۰)..... ماہِ ذی قعدہ کے فضائل و احکام
- (۱۱)..... ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و احکام
- (۱۲)..... وساوس اور ان کا علاج
- (۱۳)..... تلوین و تشریع مع سوانح تنویر
- (۱۴)..... بالوں ناخنوں اور مہندی و خضاب کے احکام
- (۱۵)..... شادی کو سادی بنائیے
- (۱۶)..... زلزلہ اور اس سے حفاظت
- (۱۷)..... پانی کا بحران اور اس کا حل
- (۱۸)..... کھانے پینے کے آداب
- (۱۹)..... اجتماعی ذکر کی مجلسوں کا شرعی حکم
- (۲۰)..... انتخابات اور ووٹ کی شرعی حیثیت
- (۲۱)..... مرد و عورت کی نماز میں فرق کا ثبوت
- (۲۲)..... حالاتِ عشرت و مکتوباتِ مسیح الامت
- (۲۳)..... تذکرہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ
- (۲۴)..... (آفات و بلیات وغیرہ سے حفاظت کا) وظیفہ
- (۲۵)..... بکرے کے صدقہ کا شرعی حکم
- (۲۶)..... حج کا صحیح طریقہ اور حج کی غلطیاں
- (۲۷)..... مشورہ و استخارہ کے فضائل و احکام
- (۲۸)..... حضور ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب
- (۲۹)..... فرض نماز کے بعد دعا کے شرعی احکام
- (۳۰)..... موزوں اور جرابوں پر مسح کے احکام
- (۳۱)..... ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کا شرعی حکم
- (۳۲)..... آسان نماز مع چالیس مسنون دعائیں
- (۳۳)..... رنگین تجویدی قرآنی قاعدہ
- (۳۴)..... جمعۃ المبارک کے فضائل و احکام
- (۳۵)..... حسن معاشرت
- (۳۶)..... ایصالِ ثواب کے فضائل و احکام
- (۳۷)..... مسائل و احکام
- (۳۸)..... پندرہ سورتیں و مسنون دعائیں
- (۳۹)..... ایمان و عقائد بدعات و رسوم
- (۴۰)..... حسن اخلاق
- (۴۱)..... کرسی پر اور مریض کی نماز کے احکام
- (۴۲)..... پیارے بچو
- (۴۳)..... ڈاڑھی کا شرعی حکم
- (۴۴)..... ٹوپی کی شرعی حیثیت
- (۴۵)..... زکاۃ و صدقات واجبہ کے فضائل و احکام
- (۴۶)..... صفائی و پاکیزگی کی فضیلت و اہمیت
- (۴۷)..... نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ